

تذکرہ
مشائخ قادریہ

مورخ لاہور جناب شمس الدین کلیم قادری

مکتبہ نبویہ لاہور

مدینۃ الاولیاء لاہور میں سلسلہ عاریقہ قادریہ کی روحانی خدشا

تذکرہ
مشارح قادریہ

تألیف لطیف

مورخ لاہور جناب محمد شمس الدین کلیم قادری

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور

فہرست

۱۲۰	سید امیر حسینؒ	۶	تقریب
۱۲۰	سید شمس الدین قادریؒ	۷	تعارف
۱۲۱	قادری مولانا کرامؒ	۱۲	پیش نظر
۱۲۲	حضرت سید جمال حیات الدین قادریؒ	۱۶	دستاویز
۱۲۳	شیخ محمد بن احمد قادریؒ	۱۸	اقوال بزرگان دین
۱۲۳	شیخ شمس الدین بھائیؒ	۲۰	زمانہ پیرانہ
۱۲۴	سید محمد عارف قادریؒ	۲۰	اقوال مولانا عارف و شام
۱۲۴	شیخ عبداللہ قادریؒ	۲۳	اقوال بزرگانہ افغانستان
۱۲۷	میر میاں سید مبارک ادویؒ	۲۳	اقوال بزرگانہ روس
۱۲۸	مخدوم حضرت شاہ فضل قادریؒ	۲۴	اقوال بزرگانہ بھارت
۱۲۹	سید محمد عارف بالاپیر قادریؒ	۲۸	اقوال بزرگانہ پاکستان
۱۲۹	شاہ بڑی لطیف قادریؒ	۳۱	قربانات سلسلہ عالمیہ قادریہ
۱۳۱	حضرت شاہ جمال قادریؒ	۳۲	دین اللہ الاولیاء لاہور
۱۳۸	شیخ داؤد قادریؒ	۳۴	قادری اولیاء لاہور کے مرادلات
۱۴۰	شیخ بہلول درباری قادریؒ	۳۸	گزر داشتہ اندرون شہر لاہور
۱۴۱	حضرت عبداللہ قادریؒ	۴۰	بقیہ اسے بیرون شہر لاہور
۱۴۱	شیخ قلیبھن قتادریؒ	۵۳	بڑی حالت
۱۴۲	شاہ معروف قادریؒ	۵۵	فیض و نسب حضرت خوش اعظمؒ
۱۴۲	سید اللہ بخش گیلانیؒ	۵۸	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۴۲	حضرت سنی شاہ سیدان لوریؒ	۶۱	امیر المومنین حضرت علیؓ
۱۴۳	شاہ دیوان بدر گیلانیؒ	۶۳	حضرت امام حسنؓ
۱۴۳	حضرت شاہ سکندر گیلانیؒ	۶۵	حضرت امام حسینؓ
۱۴۸	مہمہ عبدالغفور قادریؒ	۶۷	امام زین العابدینؓ
۱۴۹	حضرت اسماعیل ہزارہ قادریؒ	۶۹	امام محمد باقرؓ
۱۴۹	قاضی محمد الدین قادریؒ	۷۰	امام جعفر صادقؓ
۱۵۰	علاء الدین قادریؒ	۷۲	امام موسیٰ کاظمؓ
۱۵۰	میرزا شمس الدین گیلانیؒ	۷۴	امام موسیٰ رضاؓ
۱۵۲	سلطان فتح محمدؒ	۷۶	شیخ حسن بصریؒ
۱۵۳	شیخ عبداللہ بن محمد دہلویؒ	۷۷	شیخ حبیب محمدؒ
۱۶۱	حضرت شاہ مظہر قادریؒ	۷۸	شیخ داؤد طائیؒ
۱۶۳	حضرت شاہ جمال لوری قادریؒ	۷۹	شیخ معروف کرخیؒ
۱۶۴	شاہ بریلوی قادریؒ	۸۱	شیخ سری سقطیؒ
۱۶۵	حاجی محمد بخش قادریؒ	۸۳	شیخ جنید بغدادیؒ
۱۶۶	شہزادہ دارا شکوہ قادریؒ	۸۶	شیخ ابو بکر سہمیؒ
۱۶۶	سید حسن بادشاہ قادریؒ	۸۸	سیدنا واحد نبویؒ
۱۶۷	شاہ محمد فاضل قادریؒ	۸۹	شیخ ابوالفتح طبرستانیؒ
۱۶۸	محمد افضل قادری کلا لوریؒ	۸۹	ابوالحسن علی مبارک ریؒ
۱۶۹	سید نور محمد گیلانی قادریؒ	۹۰	ابوسعید مبارک خدریؒ
۱۷۰	حافظ جمال الدین قادریؒ	۹۲	حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ
۱۷۲	محمد فاضل الدین بٹالویؒ	۱۱۸	سید شمس الدین گیلانیؒ
۱۷۳	شیخ کمال قادریؒ	۱۱۹	سید صفوی قادریؒ
۱۷۴	شیخ محمد نور قادریؒ	۱۲۰	سید مسعود گیلانیؒ
۱۷۵	شیخ نصیر الحق بٹالویؒ	۱۲۰	سید ابوالحسن گیلانیؒ

77906

نام کتاب ————— تذکرہ مشائخ قادریہ
تصنیف ————— جناب محمد دین صاحب کلیم
تعارف ————— صاحبزادہ سید مقبول محی الدین گیلانی
طابع ————— ندرت پرنٹرز - لاہور
نامشتر ————— مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور
بار اول ————— اگست ۱۹۷۷ء / شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ
قیمت مجلد ————— ۱۵ روپے

۲۹۷۵۶۸۲

ک ل ت

شیخ محمد الہی پاک قادری ر
حضرت سید نور شاہی ر
حافظ تاج الدین نوشاہی ر
حضرت خلیفہ شاہ قادری قصوری ر
محمد بنات ربانی نوشاہی قادری ر
سید فاروق شاہ قادری ر
شاہ ولی اللہ شطاری ر
شاہ مراد قادری ر
سید غلام قادر فاضل ر
بابا شیخ لاہوری ر
شاہ عبدالغفور نوشاہی ر
میر محمد زکریا قادری ر
سید عبدالقادر قادری ر
غلام غوث فاضل ر
صفدر علی شاہ قادری ر
خواجہ حسین قادری ر
سید شاہ میر قادری ر
میر بہاؤ شاہ قادری ر
نقیس الدین قادری ر
رفیع الدین قادری ر
فتح محمد شاہ فاضل ر
شیخ نور احمد قادری ر
سید حافظ نور اللہ شاہ ر
پرن شاہ نوشاہی قادری ر
شاہ آبادانی قادری ر
سید صدر الدین نوشاہی ر
خواجہ احمد قادری ر
سلطان باغی دان قادری ر
مولانا حافظ الہی بخش ر
غلام علی الدین قادری ر
مخدوم محمد عمر بخش ر
سید احمد شاہ فاضل ر
حافظ قلی احمد نوشہرہ ثانی ر
پیر احمد شاہ نوشاہی ر
سید حامی پیر گیسوانی ر
سید علی شاہ قادری ر
حسین شاہ فاضل ر
خواجہ شہداء اللہ خواہانی ر
غوث علی شاہ قادری ر
حبیب قادری ر
میاں رحمت اللہ قادری ر
مولانا سید محمد امین نوشاہی ر
سید طہور حسین فاضل ر
آقا سید پیر جان قادری ر
میاں محمد بخش فاضل قادری ر

۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۵
۱۹۵
۱۹۹
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۵
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۸
۲۰۸
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۳
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۷
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۱۹
۲۲۲
۲۲۲
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۳
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۷

پیر حاجی ہفت ر
پیر فقیر اللہ نوشاہی ر
حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی ر
سید احمد شرف پیر جھوی ر
حافظ غلام قادر قادری ر
حافظ محمد عبداللہ قادری ر
قاضی سلطان محمود قادری ر
شیخ ابراہیم حبیب اللہ ر
مولانا عمر الما جود بدایونی ر
شاہ محمد سلیمان چیلواری ر
شاہ علی حسین شترانی ر
پیر غلام قادر نوشاہی ر
حاجی بزرگ ثنی قادری ر
مولانا محمد علی قادری محمڈی ر
مولانا احمد حسین امروہی ر
سید محمد عزیز طوط قادری ر
مولانا حامد رضا خان قادری ر
بابا گرب بخش قادری ر
مولانا کبیر الدین مراد آبادی ر
مولانا محمد علی اعظمی ر
میاں سید بخش قادری ر
مولانا عبدالعزیز صدیقی ر
حاجی احمد درویشی ر
عقلمدار امام الدین قادری ر
مولانا محمد شریف قادری ر
سید سلیمان اشرف ر
نور احمد اعظم نوشاہی ر
مفتی غلام جان ہزاروی ر
فیض نور محمد سروری ر
پیر عبدالرحمان قادری ر
فتح الحدیث مولانا سردار احمد لاہوری ر
مولانا محمد ظفر الدین بہاری ر
شاہ میر محمد کچھو جھوی ر
مخدوم علی احمد شاہ قادری ر
مولانا محمد ابراہیم خان قادری ر
سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ر
ذاکر حسین شاہ قادری ر
سلطان حبیب قادری ر
مولانا عبدالغفور بدایونی ر
سید منظور انیس قادری ر
حاجی حسین بخش نوشاہی ر
پیر عبدالرحیم قادری ر
حاجی حسین اکبر درہی ر
مخدوم سید علی شاہ گیسوانی ر

۲۲۹
۲۳۰
۲۳۲
۲۳۷
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۸
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۳
۲۵۳
۲۵۵
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۳
۲۶۷
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۸
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۱
۲۷۵
۲۷۵
۲۷۵
۲۷۸
۲۷۹
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۷

نتیجہ فکر

مولانا سید شریف احمد شرف قادری نوشاہی سجادہ نشین
ساہن پال شریف ضلع گجرات

قطعہ تاریخ طباعت

کتاب اولیائے قادریہ لاہور تصنیف میاں محمد دین کلیم بی اے

زبے مرد وانا جناب کلیم
بتاریخ و تحقیق مشرک بشند
باحوال صوفیہ نیک نام
بخوادہ متادری بوہ اند
کتابے بحالات شان ساخت
بمادامو سہ حکیم زمان
بطبعش نمودست سعی کثیر
بمعلم وعل اہل لطف نسیم
بلاہور منیضان اوستمند
کہ بودند در فقت والا مقام
بعرفاں قدمہائے فرسودہ اند
مقامات شان نیز بشناختست
کہ در عہد غوثیش ست شیرازیان
کہ مضمون او بہت پس دل پذیر

شرافت سنش جہت آمد ندا

بگو تذکرہ اولیائے جہندا

تقریظ

شیخ الحدیث۔ عظیم البرکت۔ استاد العلماء، حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد رضوی
قاوری دامت برکاتہ۔ مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف۔ (۱۴۵۰ھ)

فقیہ حقیر در ماندہ نفس شریعہ ابو البرکات سید احمد رضوی قاوری مفتی و شیخ الحدیث دارالعلوم
حزب الاحناف لاہور جملہ برادران اہلسنت والجماعت کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ کتاب
مستطاب مسملی لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں اور لاہور کے اولیائے چشت اور لاہور
کے اولیائے سہروردی معتقات محترم میاں محمد دین صاحب کلیم بی اے کا فقیر نے خاص خاص مقام
سے مطالعہ کیا۔ مصنف نے تقریباً ساتھ کتابوں سے بزرگان سلاسل ثلاثہ کے حالات کو نہایت
تجسس اور تفتیش کے ساتھ جمع فرما کر مستقین اولیاء کرام پر عموماً اور سہروردی چشتی نقشبندی
حضرات پر خصوصاً احسان فرمایا ہے کہ لاہور میں آنے کے بعد جس کے پاس یہ کتابیں ہوں گی
اس کو کسی رہبر کی حاجت نہیں۔ وہ ان کتابوں سے ہر بزرگ جو زمین لاہور میں جواہرات کی
طرح مدفون ہیں معلوم کر سکتا ہے گویا یہ کتابیں اس کے لئے مشعل راہ ہوں گی۔ فقیر دعا کرتا ہے
مولیٰ تعالیٰ مصنف کے علم و عمل میں برکت دے اور ان کتابوں کو مقبول خاص و عام بنائے
برستی صحیح العقیدہ چشتی۔ سہروردی۔ نقشبندی نیز قاوری کو ان کتابوں کا مطالعہ نہایت ضروری
ہے۔ (وَاتَّخِذْ دَعْوَانَا إِنَّ الْخِشْيَافَ لَبَاسٌ لِّلْغَالِیِیْنَ)

تعارف

حضرت صاحبزادہ سید مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین سکندریہ الکمالیہ کیتل
ڈیرہ غازی خان

کتاب مکتبہ اگرچہ محنت طلب اور مشکل تر ہے تو اس پر تقریظ لکھنا اس سے بھی وقت طلب اور
مشکل ترین ہے اور کتاب بھی ایسی جو کتاب اللہ میں مذکور پاک نیک انبیاء اور صالحین کے
نقش قدم پر چلنے والی برگزیدہ جستیوں اور بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان
کے خاص انماص چشم و چراغ حضرت قطب ربانی شہباز لاہوری، غوث صدیقی، محبوب سبحانی حضرت
سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اراد مندوں اور مریدان باصفا کا تذکرہ
کلاسے ایسی کتاب کا پیش لفظ لکھتے ہوئے دل کا پتہ اور ظلم تحریر ہے۔ بہر حال پیشتر ازیں کہ صاحب
تضعیف کی کدو کا دوش اور محنت و جستجو کی داو دی جانے بہتر ہوگا کہ ان بزرگان باکمال کا اجمالی ذکر
بطور تبرک کر کے میں بھی مصنف کے ساتھ ثواب میں شرکت کروں۔

یہ امر کسی سے بھی مخفی نہیں کہ اللہ جل شانہ، مختلف اوقات و ازمنا میں مختلف علاقوں اور قوموں
کے لئے نفس اتارہ کی دلدل میں پھنسنے والوں کی نہات کے لئے نبی، رسول، اور پیغمبر مبعوث فرماتا رہا
ہے لیکن ایک وقت آیا کہ یہ فیضان خداوندی کسی علاقے، زمانے، فرقتے، گروہ یا قوم کے لئے مخصوص نہ
رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مہتبی، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری
نبی اور رحمت الانامین بنا کر صرف جن و انس کا ہی نہیں بلکہ کائنات ارضی و سماوی کا رسول بنا کر بھیجا آپ
نے نہ صرف کلام پاک کے ذریعے تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت فرمائی بلکہ اپنی ساری مقدس زندگی
بطور نمونہ ایک چلتا پھرتا قرآن بنا کر دکھا دی جو لوگ براہ راست آپ کی تعلیمات سے مستفیض ہوئے
وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت تھی۔ صحابہ کبار میں سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے
براہ راست سب سے زیادہ آپ کے نور باطن سے استفادہ کیا۔ اسی بنا پر صوفیائے عظام کے تقریباً

فرمایا: "اے شیخ عبدالقادر! اب تو ہمارا زمانہ ہے لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں تمہارا زمانہ آئے گا۔ جب ہر مرغ کی زبان بند ہو جائے گی مگر تمہارا طوطی قیامت تک بولتا رہے گا۔"

ہوانی کے ایام میں حضرت غوث پاک شیخ صاحب کی صحبت میں بیٹھے تھے جب انھوں نے باہر تشریف لائے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس عین لڑکانہ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ حضرت امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؒ کی بارگاہ سے نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ سلسلوں کے شراخ کو کافی حصہ ملا ہے وہ اس طرح کہ سلطان البدن حضرت مہین الدین چشتیؒ اجمیریؒ بغدادیؒ شیخ کرآپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انجناب نے حضرت خواجہ صاحب کو کچھ عرصہ اپنے حجرہ مبارک میں رکھا اور توجہ فرماتے رہے۔ حضرت خواجہ برصفت بہادریؒ حضرت غوث الاعظمؒ کی صحبت میں رہے سلسلہ سہروردیہ سے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ حنیفہ حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ جب انجناب کی خدمت میں ہوا ہوتے تو اپنے اصحاب کو فرماتے کہ "وضو کرو اور اپنے دلوں کی نگہداشت کر لو اور نہر دار سوچا کیونکہ میں ایسے شخص کی خدمت میں جاتا ہوں جس کا دل اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے" حضرت شیخ الشیوخؒ فرمایا کرتے تھے مجھے جو کچھ ملا ہے وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی برکت سے ملا ہے۔

شہر نقشبندیہ اور شہر اجمیریہ سہروردیہ
مختوم ہیں نہ بادۂ فیض ان دستگیر

حضرت عارف باللہ عبداللہ طہیؒ نے خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب کے پچیسویں باب میں لکھا ہے کہ جناب غوث الاعظمؒ نے ایک دن بخارا کی طرف رخ مبارک کر کے عام جمع میں فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک مرے دار خوشبو آ رہی ہے۔ میری وفات کے ۱۵۴ سال بعد اس جانب سے ایک مرد کامل پیدا ہوگا جس کا نام بہاؤ الدین نقشبندیہ ہوگا۔ وہ میری نعمت خاص سے حصہ لے گا۔ چنانچہ جب حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندیہ نے درویشی میں قدم رکھا حضرت سید امیر کاشؒ سے بیعت ہو کر ذکر و فکر میں لگے تو اسم اعظم آپ کے دل پر نقش نہ ہوتا تھا گویا راہ سلوک سے فیض یاب

تمام سلسلے آپ کی فائز گری پر ختم ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام کے چار معتدلات ممالک ہیں یہ اولیہ سلسلہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے "فَعَلَّمَنَا بَعْضَهُمْ عَلَ بَعْضٍ" کے تحت جس طرح بعض انبیائے کرام کو دیگر انبیائے کرام پر فضیلت دی ہے بعینہ تمام اولیائے کرام میں سے اللہ جل مجدہ نے حضرت سیدنا غوث الثقلینؒ محبوب سبحانیؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی بزرگی اور فضیلت عنایت فرما کر "كَذَّبُوا هَٰذَا أَنَا قَبِيحٌ قُلِي دَلِيلًا" کہنے کا حق عطا کر کے ولایت کے اعلیٰ درجہ مقام پر مامور فرمایا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت غوث الثقلینؒ محبوب سبحانیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص خلعت اپنے دست مبارک سے پہنچائی اور دوسرے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا تھا جس نے حضرت پیران پیر و دیگر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو گردن تسلیم خم نہ کی ہو۔

ادست در جملہ اولیاء و شہباز

چو پیغمبر در انبیاء ممتاز

غوث الاعظم در میان اولیاء

چوں محمد در میان انبیاء

حضرت میراں شاہ میرؒ قدیمیؒ ہذا رقبۃ لکھنؤی اللہ کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ میرا طریق سب طریقوں سے اعلیٰ ہے۔ قدم سے مراد طریقہ ہے اور تمام اولیائے جو گردن جھکا کر اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت غوث الثقلینؒ کا طریقہ یا مسلک سب سے اعلیٰ ہے۔

حضرت شیخ جمال العارفین ابوالوفاؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث الثقلینؒ کے بارے میں حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انجناب کو تمام دلیلوں سے اعلیٰ مرتبہ دیا ہے۔ پھر یہی بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی سرپرستی ایسا نور دکھائی دیتا ہے جس کی شہا میں مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پھر آپ نے نابینا طور پر خطاب کرتے ہوئے

ہو کر فیض باطنی میں رکاوٹ ہو گئی۔ آپ نے تاب ہو کر جنگل کو نکلا۔ حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے کہا: اسے بہاؤ الدین مجھے اسم اعظم جناب غوث الاعظم سے ملا ہے تو یہی ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کی برکت سے جلد ہی فیض اور مراد پائے گا۔ چنانچہ متوجہ ہوئے اگلے رات ہی جناب غوث الاعظم خواب میں آئے اور اپنے دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے ان کے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ پس ان کے باطن میں اسم اعظم نقش ہو گیا۔ شاہ نقشبند نے اپنے باطن میں اللہ کا نقش دیکھا اور ہر شے پر یہی نظر آ رہا تھا۔ پھر جو آپ کا مرید بننا حضرت بہاؤ الدین نقشبندی بخاریؒ اس کے دل پر یہی نقش باندھتے اور فرمایا کرتے کہ میرے دل پر جناب غوث الاعظم نے یہ نقش باندھا ہے میں تمہارے دلوں میں باندھتا ہوں۔ اس دن سے آپ کی شہرت حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندؒ کے نام سے ہو گئی۔ آپ کا یہ شعر بھی بڑی شہرت رکھتا ہے۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است

سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

لطافت انغراب میں حضرت خواجہ گیسو درازؒ لکھتے ہیں کہ جب حضرت غوث الاعظم نے بغداد میں یہ کہا کہ میرا قدم ہر دلی کی گردن پر ہے تو سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اس وقت خراسان کے پہاڑوں میں معروف عبادت تھے۔ آواز غوثیؒ سن کر آپ نے ایسی گردن جھکا کر چشتی مبارک زمین سے جا لگی اور فرمایا آپ کا قدم ہمارے سر انھوں پر۔ آپ نے فرمایا غیاث الدین کا بیٹا معین الدین تمام اولیاء سے گردن جھکانے میں آگے ہو گیا اور وہ جلد ہی ملک ہند کا سلطان ہو گا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؒ مرکز ولایت میں عالم اسلام میں جسے کوئی عظیم روحانی مرتبہ ملا وہ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کی توجہ باطنی سے ملا۔ بے شک حضرت غوث الاعظم مرکز ولایت و قطبیت ہیں۔ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ تمام مدار العالمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا اور ان سے یہ مقام منتقل ہوتا ہوا آنجناب تک آیا اور ہمیشہ کے لئے وہیں مخصوص ہو گیا۔ نیز حضرت مجدد الف ثانیؒ آپ کے ایک شعر کی شرح یوں فرماتے ہیں کہ آسمان ہدایت پر کئی سورج طلوع ہو کر غروب ہو گئے مگر میرا آفتاب

غروب نہ ہو گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ۵ ہزار یہودی اور نصرانی میرے ہاتھ پر حلقہ اسلام میں آئے اور ایک لاکھ سے زائد مسلمان بڑی عادات اور خواہش سے تاب ہوئے۔ وعظا کر شاہ کا یہ مصرعہ ۵۲۱ ھ سے ۵۶۱ ھ تک رہا اور ان چالیس سالوں میں آپ نے امت کی کایا پالت دی اور جو بنائیاں زمانہ کی وجہ سے مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت اور کردار میں داخل ہو گئی تھیں وہ رفع ہو گئیں بنائیاں آپ کی توجہ اور تعلیم سے خوبوں میں بدل گئیں۔ غیر مسلم اقوام کے افراد جو درجہ حق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

حضرت سعید بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؒ کے خلفاء سراپا رحمت تھے۔ ۵۵۰ ھ میں حضرت نے بہت سے ایسے داعیان ہدایت مختلف علاقوں میں روانہ کئے تھے جو آسمان معرفت کے روشن ستارے تھے جن کو تربیت قلوب اور اصلاح خلق کا بے نظیر تجربہ تھا۔ جن کے اندر شان تسلیم و رضا تھی۔ جن کو روحانی قوت میں کمال حاصل تھا۔ وہ داعیان معرفت سے گھر گھر کو دعا راست پر لانے۔ عیش پرستوں کے کلوب کو سنوارا۔ جن کے دل بہار تھے ان کا علاج کیا جو مبتلائے مصیبت تھے ان کو پرہیزگار بنادیا۔ جو زندان حرص و آرزو تھے انہیں آزاد کیا۔ جو ظلمت کدوں میں جھنک رہے تھے انہیں نور خدا کی محافل سے روشناس کرایا۔

بڑے صغیر پاک و ہند میں یہ سلسلہ عالیہ حضرت مخدوم شیخ محمد الحسنی البیلانیؒ چوٹی حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر ثانیؒ افراد شیخ اناق حضرت شاہ کمال کبیرؒ اور قطب الاقطاب رئیس الاولیاء حضرت شاہ سکندر محبوب الہی کے ذریعے پہنچا۔ اعلیٰ حضرت کی رفعت شان اور عظمت روحانی کا اندازہ ان اقوال سے ظاہر ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مہدو اماد میں رقمطراز ہیں: جب مجھے بزرگوں کا عروج حاصل ہوتا ہے تو مجھے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلینؒ کے بعد حضرت شاہ کمال قادریؒ ایسی کوئی عظیم المرتبت سنی نظر نہیں آتی۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں اسی درویش کو نسبت فردیت کا متاع جو اولیائے حق کا آخری عروج ہے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا تھا والد بزرگوار کو یہ نسبت حضرت شاہ کمال قادریؒ نے عطا فرمائی جو اپنے زمانے کے صاحب جذب و کمالات اور خوارق میں

فرد زمانہ تھے۔

اہل اللہ کی دوستی اور ارادت مومنوں کے لئے دوزخ کی آگ سے نہات اور جہنم میں جانے کی کفیل ہے۔ صالحین کی صحبت اور ان سے عقیدت انسان کو صالح بنا دیتی ہے اور بموجب فرمان رسالت مآب، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص جیسے لوگوں سے الفت اور محبت رکھے گا قیامت کے دن اسی زمر سے میں اٹھایا جائے گا۔ اہل سعادت کا دامن پکڑ کر کوئی شخص منزل مقصود تک پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا۔ البتہ سنی ارادت شرط ہے اور یہی حسن ارادت و عقیدت محرم محمد بن حکیم صاحب کو دلیا کے کرام، مشائخ عظام اور بزرگان والا شان سے بالعموم اور حضرت غوث الاعظم سے بالخصوص ہے جس کی جتنی دلیل کتاب ہذا ہے۔

حکیم صاحب نے صوفیاء نے کہا کہ ہر چار سلاسل کے اولیاء اللہ کو چار مختلف شاعریوں میں پیش کر کے ایک اہم تصوفانہ خدمت انجام دی ہے اس ضمن کی پہلی شاعری لاہور میں اولیائے نقشبندی سرگرمیاں "دوم" لاہور کے اولیائے چشت "سوم" لاہور کے اولیائے سہروردی "چہارم" لاہور کے اولیائے شوق اور ساکدان راہ ہدایت استفادہ کر رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے۔ فاضل مصنف نے جس تجسس اور ذوق کے ساتھ اس کتاب کے لئے مواد اکٹھا کیا ہے اور پھر جس قرینے کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہے اس لئے وہ مہارک باد کے مستحق ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس معاد کے حصول میں انہیں تائید ایزدی حاصل رہی ہے کیونکہ

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مصنف نے سینکڑوں کتب اور مختلف رسائل کے گہرے مطالعہ کے بعد لاکھوں صفحات کا غرر کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ ان کتب کے مطالعہ سے عام مؤلفین و مصنفین بڑے بڑے دفاتر کی درق گردانیوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ جب بھی کسی مصنف کو کسی ایسا اہم معنوی پر تعلیمت و تالیف کی ضرورت پڑی اس سے متعلقہ ضروری مواد کتاب ہذا سے فراہم پا کر لاہور یوں میں مہینوں کی تفتیش و جستجو اور ضمیمہ کتب کی درق گردانی کی زحمت سے بچ جائے گا۔ مصنف کی محنت قابلِ بدلہ

اور لائقِ صدِ تائید ہے۔ انہوں نے بعض ایسے بزرگوں سے بھی عوام الناس کو متعارف کرایا ہے جن کے متعلق عصرِ حاضر کے مشائخ و طالبین تک بے خبر تھے۔ ایسے بزرگان کے حالات کے ساتھ ان کے نام و مقام کی بھی نشان دہی کی ہے۔ اس طرح اس کتاب کی قدر و قیمت بہت بڑھ جاتی ہے یہ تذکرہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جو مصنف کو اہل علم کی صفت میں ایک اہم مقام دلائے گا۔
دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرمان "وَكُنْ مِنْ أَزْوَاجِ الْمُزْفِقَاتِ" کے مطابق حکیم صاحب کو اس اہم دینی اور قومی خدمت کے صلہ میں دینی و بہتری اور فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ آخری نعمات اور بلندی درجات سے نوازے۔ آمین۔

مید مقبول علی الدین گیلانی

۲۹ اگست ۱۹۷۹ء

پیش لفظ

سید ابوالفضل شریف احمد شرافت سہارن لفظین
دربار نوشاہی - ساہنپال شریف - منہم گجرات

خدا نے بزرگتر جن و علما نے انسان کو زیست میں ایک لاثانی اور عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا ہے جس طرح ہر چیز کے مصرت کا کوئی نہ کوئی طور و طریقہ ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی توشیحیات کی خاطر چند قواعد و ضوابط کی ضرورت ہے۔ جہاں قرآن ہماری زندگی کا ضابطہ ہے وہیں ساتھ ساتھ اس کے حاملین یعنی اولیاء اللہ کی حیات ہائے عظیمہ کو بھی اپنا مسک بنانا اور اسے پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔ ہماری زندگی بھی راہ راست پر آسکتی ہے جب اسے سیرت اولیاء اللہ کے قالب میں منقلب کیا جائے زیر نظر کتاب "سلسلہ عالیہ قادریہ اور لاہور" میں جناب میاں محمد الدین عظیمی سے۔ نے اولیاء سلسلہ قادریہ لاہور کی مقدس زندگیوں کو احاطہ قرطاس میں عرق کر دیا ہے۔ اگر ہم سیاحت چشم و باغ کو حد و کوثر میں وارد کریں تو وہ تمام شاہکار نظر آجائیں گے جن کے کھنکھانے بعد اپنی زندگی آئندہ نسلوں کے واسطے اسوۂ حسنہ بن سکتی ہے۔

عصر ہذا میں تہذیب نو کا کردار یہ ہے کہ وہ نئی نسل کو اسلامی شمار سے خارج کر رہی ہے۔ لوگوں نے سمنہ زیست ایسی راہ پر چلنا شروع کر دیا ہے۔ جو مطلق غیر اسلامی شمار کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اس ماحول میں ایسی کتاب کا مطالعہ نئی ذہنیت کے لئے فطرت اور تحقیق کی راہ کھول دیتا ہے جو موجودہ معاشرہ کے لئے خاصہ عمدہ شاہراہ ہے۔

مصنف موصوف ایک بلند پایہ تاریخ نگار ہیں۔ آپ نے اپنی رنگ میں جو بھی گلابیاں کی ہیں انہوں نے ناظرین کے قلوب میں جگمگائی ہے۔ ہوں ہوں ان پر حقیقی نظر جھکتی ہے۔ لوح دل پر ان کے نقش عیق اور انمٹ ہوتے چلتے ہاتھ ہیں۔

ایسے ہی پختہ عدد عکس آپ کے قلم کے شاہکار ہیں جو لاہور کی تاریخ پر مبنی ہیں۔ جن میں سے "لاہور میں اولیاء نے نقش بند کی سرگرمیاں" "لاہور کے اولیاء نے چشت" "لاہور کے اولیاء نے

سہرورد" رنگ طبع سے مزین ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ اب یہ کتاب لاہور کے قادری سلسلہ کے بزرگوں کی زندگیوں کا عکس ہے جس میں تاریخی اور مستند حوالوں کا رنگ بھر کر اسے جاذب نگاہ بنادیا گیا ہے۔

مصنف کی یہ بلند پایہ تصنیف روایات و حکایات کی تصویر نہیں بلکہ لاہور کے اولیاء قادریہ کی دینی اور روحانی کارکردگیوں کا تحقیقی مرقع ہے۔ اس موضوع پر ایسی جامع اور مکمل کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت کم پیں آتی ہے۔

موصوف نے بزرگوں کے صداقت پر مبنی حالات و کوائف کی نظر بھی۔ چھان بین اور دیگر تحقیقاتی اصولوں کے جو طریقے استعمال کئے ہیں وہ اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ مصنف کو بزرگان دین سے کتنا شغف اور پیار ہے۔

یہ بات بہت انبساط اور فخر کی ہے کہ فاضل مصنف علم و تاریخ کی خدمت میں جو مسلسل کوشش کر رہے ہیں وہ قابل مد تعین و آفریں ہے اور تقاضائے عصر بھی یہی ہے کہ دائرہ ہستی میں کوئی ایسی شخصیت ضرور موجود ہونی چاہیے جو اسلام کے پوشیدہ کمالات کو سطح عال پر لائے اور اصحاب ذوق نگارہ کی تشنگی دور کرے۔

میں یہ واثق سے کہتا ہوں کہ زیر نظر اذکار اولیاء کے کام سے کیت و سرور کے جو چشمے بہوتے ہیں ان سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق ظرف متاثر ہو کر رہے گا۔

خدا نے عظیم و بزرگ کا بے انتہا شکوہ احسان ہے کہ فاضل مصنف نے کتاب ہذا کو ترتیب و تدوین کے بعد زلیور طبع سے آراستہ کر دیا ہے جس کی تباہی مؤرخین مستقبل کے لئے ہمیشہ چراغ راہ کا کام دے گی۔ اولیاء عظام کی سیرت کو سنی بیغ کے بعد بھیجا مرتب و محفوظ کرنا ایک بڑا کارنامہ ہے جس کو میاں صاحب نے اچھی طرح پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے۔ جفا اللہ عنا خیر الجزاء۔

سید شرافت نوشاہی اہلہم اللہ کالد دبالہ

۱۲ ستمبر ۱۹۹۱ء

سے فوائد ہوتے یہاں سے برصغیر کے دوسرے حصوں میں جا کر مقیم ہو گئے۔

حصبہ دوم: اس حصہ میں ان تادری اکابر کا ذکر ہوگا جو اس تاج البلاد لاہور شہر میں تشریف لائے اور یہاں کے ہی ہوئے۔ لاکھوں سالوں کو قادر یہ فیوضات سے لونا اور بالآخر یہاں ہی آسودۂ خاک ہوئے۔

زیر نظر کتاب میں خامیاں اور غلطیوں کے جس کچھ میں بفضل و کمال سے معدت خواہ ہوں مگر اس کا کیا علاج کر پاؤں گا بھر کے تمام نتائج کرام اور متواتر و سجادہ نشینان سے رابطہ قائم کیا گیا اور کوئی شنوائی نہ ہو سکی بالآخر بیک کے علم پر اس کو شائع کیا جا رہا ہے اگر کوئی نقص ہو تو اس کو درگزر فرمادیں یا بندہ حقیر کو اس خط فرمادیں تاکہ اسکی اصلاح کر دی جائے۔

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ میرا ایک مضمون لاہور میں ماس غوثی خلیفہ تیسری شاہ جیلان میرا نامہ غلات لاہور مئی جون ۱۹۷۷ء میں شائع ہو چکا ہے یہ مضمون خاصی اہمیت کا حامل ہے اسلئے اس کا مطالعہ لازمی ہے اور یہ ماس غوثی الاظم کے متعلق تاریخ لاہور کا ایک اہم باب ہے اس ضمن میں میں ان بزرگان کا بھی تذکرہ ہونا چاہیے اس کتاب کی اشاعت میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ (۱) علامہ اقبال محمد رفیق، (۲) حکیم محمد علی اترسی، (۳) میاں جنید محمد سجادہ نشین شرقی پور شریف، (۴) صاحبزادہ سید مقبول محمدی الدین گیلانی ویرہ غازی خاں، (۵) صاحبزادہ سید نور محمدی الدین گیلانی شیخوپورہ۔ (۶) آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بھیم چندان

محمد دین کلیم۔ ۱۶۔ برنی سٹریٹ، گڑھی شاہو، لاہور

قادری سلسلہ تصوف

سلسلہ زلف یار سلسلہ ما بود
طالب اک روی را خوشتر ازین جا بود
ہر کہ دل خویش را بہت با من سلسلہ
ہر دم و ہر ساعتش کار بہ بالا بود
دست بدست آمدہ سلسلہ پیر ما
تا بہ قیامت ہمیں سلسلہ ما بود
مظہر او شاہ من بہت اہل نظر
ذات عزیزش یقین ذات معلی بود

دست دریں سلسلہ ہر کہ زند قلب او
نرم شود بہر موم گرچہ او غار او بود
سلسلہ قادری است آنکہ بسلم خدا
بر بہت اور بود تا ہمہ دنیا بود
سلطنت سہل است خود را آشنائی فقر کن
قطرہ تا دریا قدامد شد چہرا گہر شود
(حضرت شہزادہ دارا شکوہ قادری غنی)

شان حضرت غوث الاعظم

گھر کے والدہ بسالم از منے عسائی است
از فضیل شام عبد الفت در گیدی است
شیخ خرقانی یکے از عسکر پرشان ویت
زراں بہت اورا لقب در مردمان خرقانی است
سہروردی نیز متانی است پیشہ در گہش
کہ چہ او را صد ہزاراں بندہ متانی است
ہست ہر دم جلوہ گر از چہرہ اش شہن حسن
زاں جہانش مصطفیٰ را راحت دریمانی است
مسلمی را یا شہ گیلانی از لطف و کرم
موتے خود آوازہ کن و اماندہ از جیلانی است

(شاہ ابوالمعالی تادری لاہوری)

حضرت میراں خداوند بہمان	غوث حق و انس شاہ مارغاں
محمد الدین شیخ عبدالقادر است	انکہ اورا عرش باش آشیان
رہنمائی شہزاد احمدی	دستگیر جسدہ در ماندگان

سید السادات فخر اولیٰ شہید دین شہباز اویج لاہور
کی تو انم گفت من خود رامید مت دری باشد سگ این آستان
حضرت شہزادہ عالم شاہ قادری حنفی

حضرت شاہ جیلان کی تعریف و توصیف میں سارا جہان مصروف ہے۔

حضرت پیران پیر کا اپنے متعلق مسمان

أَنَا الْبَارِئُ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِ

وَدَلَايَ عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا

فَحَكْمُو نَافِذًا فِي كُلِّ حَالِ

دَلَّيْ دَلِيلًا قَدْ دَرَجَاتِي

عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدَلِ الْكَمَالِ

نَبِيِّ الْمَاشِئِ مَكِّي حِجَازِي

هُوَ جَدِّي بِمِثْلِ الْكَمَالِ

أَنَا الْجَيْلِيُّ لِحُجِّي الدِّينِ رَسُو

وَأَعْلَى عَلَى سَائِلِ الْجِبَالِ

أَنَا الْخَسَنِيُّ وَالْمُخَدِّعُ مَقَامِي

وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُودِ رَسُو

وَجَدِّي صَاحِبِ الْيَمِينِ الْكَمَالِ

شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف شطرنوی صاحب بیعت الاسرار فرماتے ہیں۔

كُوْنْتُ الْمَوْرِي حَقِيْبُ التَّدْبِي لَوْرُ الْهَدْيِ

بَدْرُ السَّجَى شَمْسُ الصَّحَى بَلْ الْوَسْءِ

عراق و شام

قَطَعَ الْعُلُوْمَ مَعَ الْعُقُولِ فَأَصْبَحَتْ

أَطْوَارُهَا مِنْ دُونِهِ تَتَحَيَّرُ

مَا فِي عِلَالَةِ مَقَالَةٍ لِمُخَالِفِ

كَمْسَائِلِ الْإِجْمَاعِ فِيهِ تَنْطَلِ

شیخ محمد بن سعید فرین الزہدانی صاحب روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر اس طرح فرماتے ہیں۔

شَهِدْتُ بِمِثْلِهِ جَمِيعُ مُشَائِخِ فِي عَضِيْمٍ كَانُوا لِيْغِيْرَ تَنَاسُخِ

إِذْ قَالُوا مَا كُنَّا عَلَى كَرَمِيْمٍ قَدْ جِئْنَا عَلَى تَهْكِمَاتِ كُلِّ أَكْبَرِ

فَحَشِشْتُ جَمِيعُ الْأَوْيَاءِ مَوَاسِيْمِ إِنْجِلَافِهِمْ بِأَوْدِيَةِ جَمِيعِ وَالْمَاوِصِ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی فرماتے ہیں۔

”اس میں ذرہ بھر بھی کلام نہیں ہے کہ حضرت غوث اعظم مرکز ولایت ہیں۔ اویاء اللہ ہیں

ان کو خاص برتری حاصل ہے۔ ان کی برکات کا آفتاب روزِ شتر تک ضیا پانیاں کرتا رہے گا“

حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تاریخ میں یوں رقم طراز ہیں۔

”حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی عوام الناس اور خواص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین

فرماتے بشریت کے معاملہ میں کسی بڑے سے بڑے مخالف سے بھی نہیں ڈرتے تھے“

سیدنا ضیاء الدین ابوالغیب عبدالقادر سہروردی فرماتے ہیں۔

”سیدنا عبدالقادر اس وقت تمام دنیا کے اویاء اللہ میں ممتاز اور بیگانہ حیثیت کے مالک،

ہیں اور اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ وہ اگر چاہیں تو لوگوں کے مقامات کو سلب کر لیں اور چاہیں

تو اصلی حالت پر رہنے دیں۔“

سعرت شیخ محمد الدین ابن عربی اپنی کتاب ”فتوحات مکیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”بہذا میں شیخ الاسلام سید محمد الدین عبدالقادر جیلانی کو اس قدر منزلت اور مرتبت

حاصل ہے کہ کل اقطاب۔ ابدال۔ اذواد اور افراد آپ کے زیرِ نگین ہیں۔ اور آپ سب کے

قائد ہیں۔“

حضرت سید احمد الکبیر الرفاعی نے اپنے بھانجے شیخ ابوالفرح عبدالرحیم سے فرمایا۔

”اے فرزند! اس دور میں کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ جتنی سید عبدالقادر میں ہے اور میں حال میں وہ ہیں۔ وہ انہیں کے شایان ہے اور وہی اس پر نائن ہوئے“

علامہ ابن جوزی نے آپ کو ”اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ سر بلند“ (صفیاء کے سر کے تاج) ”شیخ الاسلام“ اور ”پیشوا“ کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اپنی کتاب ”شیخۃ البغدادیہ“ میں لکھتے ہیں۔

”حضور دین اسلام کے ایک عظیم رکن ہیں۔ عوام، اہل اس اور خواص کو آپ کی ذات اقدس سے فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اور ہمیشہ یاد الہی میں مستغرق رہتے ہیں۔“

حافظ زین الدین المشہور ابن رجب اپنے طبقات میں حضور کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں ”شیخ زماں“۔ ”سرور اہل طریقت“۔ ”پیشوائے خدا شاسان“۔ ”سلطان سیران“

تاریخ اسلام۔ تاریخ سمائی۔ تاریخ الحجر اور دوسری مشہور و معروف کتب تواریخ میں بھی آپ کے اوصاف مجید نہایت ترقی و تعظیم کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

شیخ موفق الدین ابن قدامہ صاحب معنی فرماتے ہیں کہ

”میں نے دین کے معاملے میں کسی شخص کو بھی آپ سے زیادہ باعث تعظیم نہیں دیکھا

بادشاہ اور امراء و نرا حضور کی مجلس میں نیاز مندانہ حاضری دیتے اور مؤدب بیٹھتے“

شیخ ابوالقاسم عمر بزاز بغدادی فرماتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِنِّیْ فِیْ جَوَابِ خُفَیْ
کَا حِفِّ الْحَفِیْفَةِ لَعْنًا عَ وَ حَسْرًا
لَا یَزِکُّ الْعَرْفَ اِلَّا عَمْدُ
مُسْکَرَّ مَسْمُومِ الْحَبَا وَ
لَا یُخْصِنُ عَلٰی عَاہَا۔
محمد پاک پروردگار کے لئے ہے کہ
میں ایسے جو جس کی حمایت میں ہوں جو حقیقت
کا حال ہے اور نفع دینے والے ہیں۔ آپ
سوائے سوائے کے اپنی آنکھ اور پر بنیں
اٹھاتے جیسا کہ باعث اور عار پر چشم پوش
نہیں کرتے۔

شیخ البرسمید قیلوی فرماتے ہیں۔

”کہ میں نے بارہا حضرت شیخ عبدالقادر کی مجلس میں سید محمد علی رحمہ اللہ علیہ واکم وسلم اور دوسرے پیہروں۔ فرشتوں اور جنوں کا صفت بر صفت مشاہدہ کیا ہے

افغانستان

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی صاحب لغات الافان اس طرح لکھتے ہیں۔

گویم زکماں تو چہ غوث الثقلینا محبوب خدا ابن حسن آل حسین
سر بر قدمت نہاوند بگفتند تا اللہ لقد اشرک اللہ علینا

روس

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی فرماتے ہیں۔

بادشاہ ہر دو عالم شاد و عبد القادر است
سرور اولاد آدم شاد و عبد القادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و سلم
نور قلب از نور اعظم شاد و عبد القادر است

بھارت

حضرت خواجہ معین الدین داملت سید معین الدین چشتی امیری فرماتے ہیں۔

یا غوث معظم نور ہدی مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علی حیران زبلاست ارض سما
در صدق ہمہ صدیق و شفی در عدل عدالت چوں عمری
اے کان حیا عثمان غنی منشی مانند علی با جود و سخا
در شریعت لغایت پرکاری چالاک پو جہر طہاری
بر عرش معلی تباری اے واقعہ راز اودائی
در بزم نبی عالی ثانی ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانانی اے منبع فضل وجود سخا

چوں پائے نبی شد تاج سرت تاج ہم عالم شد تہمت
 اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا
 گرداو سیخ نہ مسرودہ رواں دادی تو بدین محمد جان
 ہم عالم محمدی گویاں بر سس و جہالت گشتہ فدا
 از بس کہ قاتل نفس خود ہمیں رنج است مند و علم
 شرمندہ و وسیاہ منفعل از فیض تو دارم چشم و دا
 معین کہ غلام نامہ تو شد در یوزہ گر اکرام تو شد
 شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

حضرت قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی یوں عرض کرتے ہیں

قبلاً اہل صفا حضرت غوث الثقلین دستگیر ہمہ ما حضرت غوث الثقلین
 خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین
 قلب مسکین بہ فلای درت فوسست دارا ہر ش بفر حضرت غوث الثقلین

حضرت مخدوم علی احمد صابری چشتی اس طرح پکارتے ہیں۔

ہم آدم بہ پیش تو سلطان عاشقان
 ذات تو ہست قبلہ ایمان عاشقان
 دوہر دو کون حبز تو کے نیست دہنگہ
 دستم بجز از کرم اے جان عاشقان

حضرت شاہ عبدالحق محدث قادری دہلوی فرماتے ہیں۔

غوث اعظم دلیل راہ یقین یقین رہبر اکابر دین
 دوست در جملہ اولیاء ممتاز چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز
 اولیاء بندہ اش از دل و جان قدم او برگردن ایشان
 وصف تعریف او از من نہ حکومت خود کرامت او معروف دوست

حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری دہلوی فرماتے ہیں۔

نامہ ز سلف عدیل عبدالقادر ناید بخلاف بدیل عبدالقادر
 مثلش گرازاہل قرب جوئی گوئی عبدالقادر مشیل عبدالقادر
 حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی فرماتے ہیں۔

حضرت غوث الثقلین مرکز ولایت ہیں۔ دنیا نے اسلام میں جس کسی کو عظیم
 روحانی مرتبہ ملا وہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے ملا
 اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ آپ مرکز ولایت و قطبیت ہیں
 حاجی امداد اللہ مہاجر کی چشتی فرماتے ہیں۔

خداوند بحق شاہ جیلاں محی الدین غوث و قطب دہراں
 بکن خالی مرا از ہر خیالے ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
 حضرت ابوالفتح سید محمد الحسینی خواجہ گیسو دراز بندہ نواز چشتی فرماتے ہیں۔

یا قطب ما یا غوث اعظم یا ولی روشن ضمیر
 بندہ در ماندہ ام حبز تو نہ دارم دستگیر
 ہر در درگاہ والا سائلم یا آفتاب
 حاضر نا شاد راکن شاد یا پیران پیڑ

حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء محبوب الہی چشتی دہلوی کے ہفتونفحات "فوائد الفوائد" مرتبہ
 حضرت خواجہ حسن علاء سہری میں ہے۔ کہ ایک مجلس میں حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔
 "چند ابدال پرواز کرتے خانقاہ عالیہ قادریہ بغداد پر سے گزرے وہ خانقاہ
 سے علیحدہ ہو کر نہیں گزرے بلکہ اوپر سے گزرے۔ یہ بات ادب کے خلاف
 تھی۔ ان کی طاقت پرواز سلب ہو گئی۔ اور خانقاہ کی صحن میں گر پڑے۔ کئی
 دن اسی حالت میں رہے۔ جب آپ کی نظر کرم ہوئی تو پھر اپنی حالت میں اکر پڑا کر گئے۔"

سراج الدین بہادر شاہ غفر فرماتے ہیں۔

کئی تشویش و باش اسے دل غلامِ شاہ جیلانی
غلامش را بود در ہر دو عالم ستر سلطان فی
ہ ہرزم واصلان حق بہ میں قریش ہذا حق
اسیر ہم مقبول یزدانی - وہم صوبہ سبانی
کند مشکل کشائی چونکہ دست فضل و احسانش
ہزاراں عقدہ دشوار بہ کشاید با سانی
بہ خاک آفتابش گرفتار مہر روئے خود
نگردد چہرہ اش زلفیاں بہ اوچہ چرخ نورانی
فلک آورد تسبیح گہرا ز دامنہ انجم
کند تا ہر ملک در خانقاہش بسجہ گردانی
چہ باشد حاجت الظہار مطلب در حضور او
بہ ظاہر بر ضمیر اشش اسرار پنہانی
ظفر در دین و دنیا نیست دیگر دستگیر من
بغیر از پیر سپیران - غوث اعظم قلوب ربانی

امام عبدالقادر بدایینی اس طرح کہتے ہیں۔

غوث اعظم من بے سوساں مدوے
میسطوفین اہل گوشہ پستے کرے
خاک بغداد بود سرمہ بینائی من
ما گدایم تو سلطان دو عالم ہستی
وطن آوردہ مخصوص زبخت بیاہ ام
قبلہ دین مدوے کعبہ ایساں مدوے
مظہر سب از دل واقعہ پنہاں مدوے
دیدہ ام را چہ کند کمل صفا ہاں مدوے
از تو داریم طبع ای شاہ جیلانی مدوے
مشعل تیرگی شام غریباں مدوے

میل سرانے تو ام ای اشک بہد موجب رونق ایں گلشن امکاں مدوے

کلام امیر مینائی ملاحظہ ہو۔

کیا غم مری مدد پہ اگر غوث پاک ہیں اللہ بھی ادھر ہے جدھر غوث پاک ہیں
حالی مرے شفیق مرے - داد رس مرے ہیں اس طرف رسول ادھر غوث پاک ہیں
کر دیں گے دُوبقی ہوئی کشتی کو دم میں پار باندھے مری مدد پہ کر غوث پاک ہیں
وہ کون ہے ملیح نہیں جو حضور کا فرمانہ دے حق و بشر غوث پاک ہیں
آئی کوئی بلا تو سپر پہ غوث پاک ہیں

حضرت شاہ محمد سلیمان قاری چشتی پھلواری فرماتے ہیں۔

ماشتق خواجہ ہوں میں اور ہوں گدا نے غوث پاک
جان نثار خواجہ ہے اور دل ندائے غوث پاک
شکر ہے ہر دم زباں مصروف ذکر خواجہ ہے
اور ہے لب پہ مرے ہر دم ثنائے غوث پاک
اپنا مسلک اپنا مذہب عاشقو بس ہے یہی
جس میں خواجہ کی خوشی جس میں رضائے غوث پاک
آرزو ہے سیماں کی کہ وقت جہاں کھنی
سر ہو خواجہ کے قدم پر اس پہ پائے غوث پاک
(خواجہ - حضرت معین الدین چشتی اجیری سہری ۴۰)

اب کلام حسرت موہانی پیش خدمت ہے۔

دیکھری کا قلب گار ہوں ثناء اللہ میر بغداد میں ناچار ہوں ثناء اللہ
کیا کروں میری وعاصی تو نہیں جو مقبول ہیں کہ اک فرد گنہگار ہوں ثناء اللہ

غوثِ اعظم سے جو مانگو گے دیگا حیرت پھر کہو حاضر دربار میں شینا بے لبت

حیرت کوئی مدد نہ کرے کیا مشائخ کافی ہیں غوثِ اعظم جیلاں میرے لئے

کرد حیرت حضور میر بغداد جمال نور مطلق کے نکلا سے

رکش شای ہو نہ کیوں اپنی فیری حیرت کب سے کرتے ہیں غلامی شہ جیلانی کی

کتاب تفریح الخاطر مصنف ابن علی الدین الدری میں لکھا ہے کہ جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا، بغداد شریف پہنچے تو حضرت غوثِ اعظم کی ادلا سے آپ نے سید عرقادی سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔

پاکستان سلطان العارفين حضرت سلطان باہو قادری گنج الاسرار میں فرماتے ہیں

شورید از بان باہو بالیقین خاکپائے شاہ میراں راس دین

ایضاً

شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری ہانہ پھر لوگھٹ کر کے ہو پیر جنہاں دے میراں باہو او کہ ہے لگے تر کے ہو

ایضاً

شاہ میراں بہست ثانی شہ امیر شہسوار معرفت روشن نمیر

ہر کہ را پدرش بود عارف مقیم چوں نہ باشد سید رام سلیم

اصل جیلانی ز باطن مصطفیٰ میں مراتب قادری قدرت الہ

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری "تحفہ قادریہ" میں فرماتے ہیں۔

گر کے واللہ بعالم از سنے عرفانی است

از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ایضاً

شاہ جیلانی تراحق در وجود رحمتہ العالیین آوردہ است

ہر کہ آن تست مقبول خداست گرچہ ہر نا کردنی را کردہ است

ایضاً

تشتہ لب گریاں بہ سوئے بحر عرفاں میری سدا زہ چوں سیل اشک خود بانٹاں میری

عاجی بناد گیلانم ز شوق حضرتش گر سوئے بناد گاسے سوئے گیلان میری

ہم عرب شد ہم علم صید تو اسے ترک عجم برا سیر خویش رچے کن کہ حیراں میری

بادل پر خون و چشم خون فشاں در باو او میری زانسان کہ گوئی در گلستان میری

بارگان کوئے او عقد محبت بستہ ام ہر دم از روئے وفا سوئے جہاں میری

ایضاً

از دم فقر و فنا گوئی شہ بحر و برم تا بہ بان و دل گدائے شیخ عبدالقادر

ہست دالم در طواف کعبہ کویش ولم در رم صدق و سفا نیست چاکہ کرم

مے نہم گریاں ز رخ خود بردت ہر بچہ شام رختے ہر روئے گرداؤدہ و چشم ترم

چہیت در پیش کر ہائے تو جرم غربتی اکرم یا غوث اعظم بالترحم الکرم

پیر وارث شاہ قادری لکھتے ہیں۔

مدح پیروی جب دے نال کیسے جہیندے خدا مال دی وچہ پیریاں فی

باسجہ اوس جناب دے پارانیں نکھال ڈھونڈ دے پھر فیقریاں فی

بہرے پیر دی نظر منظور ہوئے گہریں تنہاں دے سپیریاں میریاں فی
روز حشر دے پیر دیاں طاباں نوں ہتھ بھرے ملن گیاں پیریاں فی
ادہ تاں خاص محبوب اللہ دے لے قلماں نکتیاں جنہاں لکیریاں فی
دارت محی الدین نے پیر ساڈھے سوہنے نام دیاں ساتوں دھیریاں فی

میاں محمد بخش معتمد سیف الملوک فرماتے ہیں۔

واہ واہ حضرت شاہ جیلانی و مظہر ذاتِ ربانی
سر پرچہ چتر محبوبی والا دلین دمی سلطان
غوثاں قلہاں تے ابدالاں قدم جنہاں دے چلے
کے بدساں دے موئے جوائے ایسے کرم کمائے
غفلت غم دی مرض و بچے گی کوں نوں رچی شادی
ہوں دن کرسن یاد عتقد حضرت شاہ بغدادی

حضرت بہاء الدین زکریا عتانی سہروردی فرماتے ہیں۔

بیکساں راکس اگر جوئی تو در دنیا و دیں
دست گیر بے کساں و چارہ بے چارگاں
اولیاءِ اویہیں و آخرین سر بائے خود
قلبِ اقطاب زمان و شبہاں لامکاں
شجرہ شجر نبی و میوہ باغِ معلیٰ
نور گوار حسین آن جو بہار رحمتش
ہر کے ناز و ہر کس الا بہاؤ الحق زول
ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقین
شیخ عبد القادر است آن رحمۃ العالمین
زیر پائش سے نمند از حکم رب العالمین
مہربان بے کساں نائب شیخ المذنبین
سر و بستان حسن آن سرور دنیا و دین
پیر پیراں پیر من محبوب رب العالمین
مے فرود شد از بیت از مدتی ایمان ورین

ایک ٹری بلکہ حضرت بہاء الدین زکریا عتانی سہروردی فرماتے ہیں۔

معلیٰ حبیب سبحانی مقدس قلب ربانی
یعنی پیر کساں۔ بہ صورت یوسف ثانی
رعش بعل برشتانی۔ بیش یا قوت مرعانی
زبے منظور پیغمبر شمال باغ آن سرور
چہ ایرانی۔ چہ تورانی۔ چہ ہندی و چہ کرائی
زبے سیماے نورانی زبے فرخندہ پیشانی
عطا بخنے مہساقی ثنا بخنے مسلمان
محی الدین۔ حسن ثانی۔ محی الدین جیلانی
بہ ہمت شاہ مروانی۔ محی الدین جیلانی
حدیث سر حقایق۔ محی الدین جیلانی
زبے طوطی رضوانی۔ محی الدین جیلانی
سگ درگاہ صدائی۔ محی الدین جیلانی
کمال فرزانہ۔ محی الدین جیلانی
خطا بخنے سریدانی۔ محی الدین جیلانی

غلام درگیش دانی بہاء الدین عتانی
کندر در مدح طنبیانی۔ محی الدین جیلانی

نوادرات سلسلہ عالیہ قادریہ

ادب شریف

خانوادہ بخاریہ کے پاس حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی کی تسبیح

لوہی اور تپنی ہے۔

خانوادہ گیلانیہ کے پاس درج ذیل تبرکات اور نوادرات موجود ہیں۔

۱۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک جو ڈاکوئوں نے آپ سے بغداد
کی طرف کاروان کے ساتھ جاتے ہوئے چھین لیا تھا اور پھر آپ کے سچ لولنے پر سب
تاب ہو گئے تھے۔

۲۔ دستار مبارک حضرت غیاث الکوثر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ ایک نفی نسخہ جو حضرت شیخ سعید مخزومی مرشد سید عبدالقادر جیلانی نے تحریر فرمایا تھا
اور جو اپنے نامور شاگرد کے لئے تالیف کیا تھا۔ بھی موجود ہے۔

۴۔ فتوح الغیب کی ایک فارسی شرح و تاج الغیب کا نفی نسخہ بھی ہے۔

- ۵۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین کی شرح لکھی تھی۔ اس کا ایک نسخہ بھی موجود ہے یہ کتاب ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بلاول قادری لاہوری کی فرمائش پر مرتب کی تھی۔
- ۶۔ گیلانیہ ڈائری میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات زندگی اور فضائل و مناقب پر بے شمار کلام مصنفین کی کتب موجود ہیں۔
- ۷۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسینی الحنبلی البندادی کی نہایت نفیس اور عمدہ تہی تصاویر بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سید عبدالوہاب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ ابوالاعلیٰ قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ شہزادہ داراشکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تہی تصاویر ہیں۔
- ۸۔ قصیدہ غوثیہ خط کوئی میں تحریر شدہ ہے۔ یہ قصیدہ حضرت سید الانام شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

کیتھل شریف

حضرت شاہ کمال قادری کیتھل نے حضرت غوث الاعظم کا پیراجن مبارک جو ان کے پاس سلسلہ بہ سلسلہ آیا تھا۔ اس کی تعلق آپ نے حضرت شاہ سکندر قادری کیتھل سے فرمایا تھا کہ اس کو شیخ احمد سرہندی (حضرت مجدد الف ثانی) کو دے دینا۔ چنانچہ انہوں نے یہ پیراجن مبارک حضرت مجدد صاحب کے سپرد کر دیا۔

فقیر خانہ "لاہور"

- ۱۔ پیالہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس میں مکمل کلام پاک تحریر ہے۔ یہ پیالہ آنجناب کے ذاتی استعمال کا تھا جو ایک نہایت خوبصورت شیشے کا بنا ہوا ہے اور چار اونچ نصف قطر کا ہے۔ یہ پیالہ قدیم فن ظروف سازی کا ایک لطیف نمونہ اور نادر ہے لکھا ہے کہ شاہ جیلان عمر بھر اسی ایک پیالہ پر قانع رہے۔
- ۲۔ تسبیح حضرت سید عبدالقادر جیلانی۔ محبوب سبحانی۔ غوث ممدانی۔
- ۳۔ قرآن مجید جو حضرت سید الانام سید عبدالقادر جیلانی کے دست مبارک کا تحریر شدہ ہے جو کہ ہندادی خط میں ہے۔

۴۔ علاوہ ان نمائندگیات کے پانچ عدد دیگر تبرکات بھی موجود ہیں اور مزید کئی نشانیاں ہیں

۵۔ حضرت غیاث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤکے اقدس بھی موجود ہے۔

دہلی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ تو وہاں آپ نے حضرت شیخ عبدالوہاب متقی سے علم حدیث و تفسیر کی سند لی اور جب آپ واپس وطن آنے لگے تو آپ کے استاد مکرم نے آپ کو حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیراجن مبارک عطا کیا جو آپ اپنے وطن لے کر آئے تھے۔

مدینۃ الاولیاء "لاہور"

بادشاہی مسجد

- ۱۔ سرخ ہائے نماز حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز۔
- ۲۔ حضرت غوث الثقلین کی ایک رضائی مبارک جس میں روئی بھری ہوئی ہے۔ یہ مصری کپڑے کی بنی ہوئی ہے اور ریشتی دکھائی دیتی ہے۔ یہ دوہری تہہ کے کپڑے کی بنی ہوئی

سری نگر کے محلہ میں حضرت غوث الاعظم کے نام سے یہ خانقاہ ہے۔ اس میں آنجناب کا مٹے مبارک رکھا ہوا ہے۔

قادری اولیائے لاہور کے مقابر و مزارات کے سکھوں کا سلوک

مزارات پر انوار سلسلہ عالیہ قادریہ

(۱) تیکہ انبل والا یہ جگہ پیر اخبار نئی انارکلی میں واقع ہے۔ سادات گیلانی کی قدیم قبور مختلف تفریوں پر موجود ہیں۔ رنجیت سنگھ نے اپنے دور اقتدار میں تمام سنگ مرمر میاں سے اتر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے تمام مزارات مسمار ہو گئے۔ رائے بہادر کنٹیا لال مصنف تاریخ لاہور لکھتے ہیں کہ سید صوفی گیلانی قادری سید عمر گیلانی اور سید ہاشم گیلانی قادری کی قبور پر ایک سنگ مرمر کا نہایت عالیشان گنبد تھا جس کو رنجیت سنگھ نے گروا دیا تھا۔ انگریزی عہد میں سید نظام الدین گیلانی المشہور پیر بودیاں والے نے اس کی مرمت کروائی تھی۔

(۲) مزار پیر انوار حضرت شاہ محمد غوث قادری "لاہوری" آپ کا مزار بیرون دہلی دروازہ سرکار روڈ اور نئی سڑک کے درمیان واقع ہے۔ پہلے یہ نہایت عظیم الشان مکان تھا۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد کوفہ نوشال سنگھ نے حکم دیا کہ فصیل لاہور سے آدھ آدھ میل باہر شہر کی چاروں اطراف میں میدان صاف کر دیا جائے۔ عمارت منہدم کر دی جائیں چنانچہ جب لاہور فرانسیسی کی نگرانی میں یہ کام شروع ہوا۔ تو سب سے پہلا نشانہ حضرت شاہ محمد غوث قادری کا مقبرہ بنا۔ مزار کی مسجد منہدم کر دی گئی اور اندرونی و بیرونی چار دیواری بھی

مسمار کر دی گئی۔ جس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیلی۔ اسی رات کشور نور نہال سنگھ شاہی قلعہ سے باہر آ رہا تھا کہ قلعہ کے دروازہ کی منڈ سیرا چڑھ کر جانے سے مارا گیا۔ چنانچہ تمام شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت شاہ محمد غوث گیلانی "قادری" کے روضہ سے بدسلوکی کرنے پر اس کا یہ حشر ہوا ہے۔ فی الفور دوبارہ عمارت بنی شروع ہوئیں اور پھر وہی رونق برپا آپ کا مزار اقدس قبرستان میانی میں واقع ہے (۳) مقبرہ حضرت طاہر بندگی قادری سکھوں کے عہد میں اس محلہ کو جنوب لٹا گیا کہ نہارت گرمزاروں قرآن شریف اور احادیث کی کتابیں لوٹ کر لے گئے اور پھر ان کو بے مقصد سمجھ کر گافوں سے باہر پھینک گئے۔ ان ظالموں نے مزار مقدس کو بھی نقصان پہنچایا۔

(۴) مقبرہ حضرت میاں میر بالا پیر قادری رنجیت سنگھ نے اس مقبرہ کو بھی نیست نابود کرنے کی ٹھانی اور خود گھوڑی پر چڑھ کر وہاں گیا۔ تاکہ قیمتی سنگ مرمر اور دوسرے قیمتی پتھر وہاں سے اتر دالے۔ مگر گھوڑی کو ٹھوکر لگی اور وہ اونٹ سے منہ گر پڑا۔ اور اس طرح یہ مقبرہ ویران ہونے سے بچ گیا۔ موضع ہاشم پورہ کو دارا شکوہ نے اس لئے برباد کر دیا کہ اس قصبہ کے عاٹ حضرت میاں میر کے فقراء سے جھگڑتے رہتے تھے اور ان کے مال مویشی وغیرہ چھین کر لے جاتے تھے اور باقی تمام بستیاں غیاث پورہ۔ دارا پورہ۔ عالم گنج اور جنت پورہ وغیرہ بلکہ انگریزی سرکار اٹھا دیئے گئے تاکہ یہاں میاں میر چھاؤنی بن سکے۔

(۵) مقبرہ حضرت ملا شاہ بدخشان قادری شہزادہ دارا شکوہ قادری نے اپنے پیر و مرشد حضرت ملا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ نہایت عالیشان بنوایا تھا۔ اور بہت سا سامان سنگ مرمر و سنگ مرمر سجایا تھا۔ رنجیت سنگھ نے اپنی حکومت میں اس مقبرہ کے تمام قیمتی پتھر اتر دالے تھے۔ قبر کا قویہ جو سنگ مرمر کا تھا اور سنگ مرمر کے پتھر سے سنگ مرمر کی بلیں سنگ قوسی سنگ ابری سنگ مرمر کے تمام قیمتی پتھر اس ظالم نے اتر دیا کہ رام بدختر کی بارہ درہی کے لئے بھیجوا دئے

اس عالیشان مقبرے کے عراب سنگِ رخام کے بنے ہوئے تھے۔

(۶) مقبرہ سید عبدالوہاب قادری | یہ مزار گزشتہ شاہی واقعہ ہے۔ کسی زمانہ میں پختہ چونہ گچ مقبرہ کے اندر قبر پختہ مع فرش

سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی۔ قریب ہی بڑا چاہ جس کو تالاب کہنا چاہیے موجود ہے۔ اندر کافرش اور قبر کا فرش رنجیت سنگ کے حکم سے نکال دیا گیا اور قبر گرا دی گئی

(۷) مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی قادری | مقبرہ کے ساتھ جو نہایت عالیشان مسجد ہے سکھوں نے اس مسجد میں بارود بھر رکھی تھی اور میگزین بنایا ہوا تھا۔ یہی حال مقبرہ کا تھا۔

(۸) مقبرہ حضرت شمس الدین قادری | آپ حضرت ابراہیم قادری (مزرگ) کے مرید اور حضرت شاہ جلال قادری کے بہیر بھائی تھے۔ ان کا زمانہ اکبر جہانگیر

اور شاہ جہان کا تھا۔ جن دونوں شاہ جہان شہزادہ تھا۔ اس نے آپ کا روضہ نہایت عظیم الشان تعمیر کرایا مقبرہ پر چاروں گوشوں پر چار مینار تھے۔ سنگ مرمر کا بھی استعمال کیا گیا۔ جب جہانگیر کو آپ کے وصال کا علم ہوا۔ تو اس نے آپ کے روضہ کے گرد ایک باغ رعداٹ کر دیا۔ جو عہد محمد شاہی تک آباد تھا۔ بعد میں سکھ گردی کا شکار ہو گیا۔

(۹) مقبرہ خواجہ مہارسی قادری | آپ حضرت میاں میر والا پیر قادری کے خلفائے اعظم میں شمار ہوتے ہیں۔ مزار آندیس ریلوے لائن کے ساتھ میانپور

کی آبادی میں واقع ہے۔ سکھوں کی غارتگری کے دوران رنجیت سنگ کے ایک فرنیسیس جرنیل ایوی میٹائل نے اس مقبرہ کا تمام سنگ مرمر اور دیگر قیمتی پتھر تار کر لاہور میں اپنی کوشش میں لگا دیا تھا۔

(۱۰) مقبرہ سید محمد فاضل متوکل قادری | آپ کا مقبرہ ہال روڈ لاہور پر ہاتھابل مقبرہ شاہ اسماعیل محدث واقع تھا۔ سکھ میڈیوں نے روضہ

سے قیمتی پتھروں کے تختے اکٹرا کر اسے منہدم کر دیا۔

(۱۱) مقبرہ شاہ شرف قادری | آپ مالگیر کے عہد میں فوت ہوئے اور نہایت عظیم الشان مقبرہ بنا۔ جس کے ساتھ ہی ایک مسجد تھی جو فن تعمیر کا کامل نمونہ تھی

اس کی اندرونی دیواریں سنگ مرمر اور بیرونی دیواریں سنگ سرخ سے مزین تھیں۔ جب رنجیت سنگ شہر کے باہر نندکی کوٹہ لگا تو یہ مقبرہ اور مسجد مائل ہوئے چنانچہ اس نے تمام قیمتی پتھر تار کر لاہور اور امرتسر بھیج دیا۔ مسجد اور مقبرہ کو منہدم کر دیا۔ آپ کا تابوت نکالا اور فقیر عزیز الدین کی نگرانی میں موجودہ جگہ تک اسکو آئے۔ نزد مال روڈ پر ایک معمولی سا پار دیواری میں مشتمل حضرت خواجہ محمد سعید نقشبندی کے روضہ کے دفن کر دیا۔

(۱۲) مزار سید عبدالخالق بن سید عبدالواسع | عہد سید سر (حضرت سید گلشی شاہی) میں واقع تھا۔ جنگی سکھوں نے اپنے دور بددعا میں اس محلہ کو خوب لوٹا۔ اور برباد کر دیا۔

(۱۳) مقبرہ سید بدر الدین گیلانی | آپ شاہ جہان کے عہد کے بزرگ تھے۔ اور آپ کے نام سے ایک محلہ سید بدر الدین تھا۔ اب اس جگہ مال روڈ پر گورنمنٹ

ہاؤس ہے۔ انہوں نے اس جگہ ایک نہایت عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی تھی۔ ۱۶۶۱ء میں مالگیر کے عہد میں ان کا وصال ہو گیا۔ یہ مالکان لاہور کے عہد رنجیت سنگ کے اس پوتے جس کے پہلو انوں کیے کشت و خیر کا کروایا اور یہ گنبد کشتی والا کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بعد ازاں مہاراجہ نے یہاں چھائی بنوائی جس کا انچھٹا جملہ درخشاں سنگ مقبرہ نما جس نے گنبد گرا کر بہشت پہلو کو بھی بنوائی۔ آج بھی آپ کا مزار گورنمنٹ ہاؤس کی زیریں منزل میں موجود ہے۔

لاہور اور اس کے مضافات

دریۃ الاولیاء لاہور میں سب سے پہلے قطب الاقطاب سید محمد غوث گیلانی علی اچھی اشاعت اسلام کے لئے وارد ہوئے تھے۔ آپ عنوان شباب میں عرب و عجم اور ترکستان و خراسان کی سیاحت کے بعد پاکستان میں تشریف لائے تھے اور لاہور میں کچھ عرصہ محلہ کوفت گراں میں مقیم رہے۔ یہاں مسجد تعمیر کروائی۔ اور پھر دہلی اور ناگور تشریف لے گئے اور وہاں مختصر قیام کے بعد حلب (سیران)

واپس چلے گئے۔ آپ کا وصال ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۷۵۱ء عہد سکندر لودھی میں ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خاندان سادات کے عہد میں یا خاندان لودھی کے اہل میں تشریف لائے ہوں۔ مزار پڑاوار آپ کا اوج شریف میں ہے۔

اور اس تاج اہلاد میں جو قادری بزرگ سب سے پہلے تشریف لائے۔ اور یہاں ہی مستقل مقیم ہو گئے۔ وہ شیخ المشائخ حضرت شاہ فیروز قادری لاہوری ہیں۔ جن کی وفات بمقام لاہور ۱۲۳۴ھ مطابق ۱۷۵۲ء عہد ظہیر الدین بابر میں ہوئی۔ آپ سے پہلے آپ کے جد امجد حضرت شاہ عالم قادری بغداد سے لاہور تشریف لائے تھے۔ اور پھر دار السلطنت اسلامیہ دہلی کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں پھر لاہور ہی تشریف لے آئے اور اسی جگہ سکونت اختیار کی۔ وصال کے بعد حضرت شاہ فیروز گیلانی قادری ان کے حاشین ہوئے۔ مگر ان کا مزار اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔

شہنشاہ بابر نے پانچ چھ سال ہی حکومت کی۔ بہاول کو تمام عمر چین سے رہنا نصیب ہی نہ ہوا مگر اس کے فرزند جلال الدین اکبر کے زمانہ ہی میں لاہور کو بیت ترقی اور خوشحالی نصیب ہوئی۔ پہلے تو اس نے کچے قلعہ کو شاہی قلعہ (پنچہ اینٹوں سے بنا) بنوایا۔ پھر باندو گوبر کے پاس ایک ٹکڑا گھاہ بنوائی۔ جس میں چالیس میل سے ٹکڑا گھیر کر لایا جاتا تھا۔ پھر اس نے شہر کو مختلف حلقوں میں تقسیم کیا۔

گزر رہائے اندرون شہر "لاہور"

شہر کی قدیم آبادی جو فیصل کے اندر واقع تھی۔ نو گزروں پر منقسم تھی۔

(۱) گزر شہباز خاں | شاہی قلعہ لاہور کے جنوب کی طرف کی آبادی جس میں موجودہ حالت میں باندو خانہ وغیرہ شامل ہے۔

(۲) گزر شیخ محمد اسحاق | حفزی دروازہ (مسی دروازہ) کے اندرون دونوں اطراف کا علاقہ اس گزر میں شامل تھا۔

(۳) گزر مانگ چوک | سید مٹھاسے بمکالی دروازہ اور فیصل تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔ موجودہ حالت میں بھائی دروازہ بازار حکیمان کے ارد گرد کا علاقہ اس میں واقع تھا۔

(۴) گزر مہارز خاں | کوچہ ڈوگراں۔ شاہ عالمی دروازہ۔ بوڑھے سوری۔ لاہوری منڈی کے تمام گلی کوچے اس میں شامل تھے۔ جب ملک ایاز پنجاب کا حاکم بنا اور اس نے اجڑا ہوا شہر دوبارہ آباد کرنا شروع کیا تو سب سے اول آبادی شہر کے اسی محلے سے شروع ہوئی۔ جس کو دوباری منڈی کہتے ہیں۔

(۵) گزر تلوارہ | اندرون بھائی دروازہ مغرب کا تمام علاقہ اس گزر میں شامل تھا۔ حضرت پاک رحمان قادری نوشاہی جہاں لاہور تشریف لاتے تھے تو اپنی بیٹھک جو کہ اندرون بھائی دروازہ ہے۔ قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہ بیٹھک آج تک زیارت گاہ خواص دعوام ہے۔

(۶) گزر چچی ہتھ | شاہ عالمی کا اندرونی حصہ اس میں واقع تھا۔

(۷) گزر وچھو والی | شہر کے وسط کا تمام علاقہ اس گزر سے ملتا تھا۔

(۸) گزر چھجہ دیوانی | اندرون درمی دروازہ۔ اندرون موچی دروازہ بشمول پسیل و مہڑہ سوبلی میاں خاں۔ محلہ قاضی محمد مسلم۔ محلہ سید نظام بخاری۔ محلہ انحمد محمد فاضل اور محلقہ کوچے و گلیاں اس میں شامل تھیں۔ محلہ فضل آباد شہنشاہ اکبر کے وزیر ابوالفضل نے بسایا تھا۔ جس میں وہ فیضی اور آن کا والد مبارک قیام پذیر تھے شیخ مبارک اسی جگہ فوت ہوا تھا اور یہاں ہی امانتاً دفن ہوا۔

(۹) گزر ررہ | دہلی دروازہ سے سنہری محلہ اور رنگ محل کا علاقہ۔ اندرون اکبری دروازہ کی تمام گلیاں اس میں شامل تھیں۔ مسجد وزیر خاں اور محلقہ نقابری اسی گزر کی حدود میں واقع تھے۔ مزارات سیحون۔ سید بٹند اور میلان بادشاہ سید اسحاق گارونی اسی علاقہ

میں واقعے تھے۔

لاہور میں شہنشاہ اکبر نے اپنے نام پر ایک منڈی تعمیر کرائی جسے آج تک اکبری منڈی کہا جاتا ہے جو اندرون دہلی دروازہ واقع ہے۔ نیز ایک دروازہ بھی بنوایا۔ جس کو اکبری دروازہ کہا جاتا ہے جو کہ پاکستان بننے کے بعد مسمار کر دیا گیا ہے۔

مسجد وزیر خاں کے اوقاف میں سرانے وزیر خاں اور حمام وزیر خاں بھی شامل تھا۔ جن میں سے صرف حمام اب باقی ہے۔

مقبور امام غلام محمد المشہور امام کاموں مرید حضرت عبداللہ شاہ قادیانی مرنگوی کا یہیں ہے۔

نید محمد غوث گیلانی الحنفی الاعلیٰ الاچھی قادری جب لاہور تشریف لائے تھے تو انہوں نے محلہ کوٹ گراں میں قیام فرمایا تھا اور یہاں ایک مسجد بھی بنائی تھی جو یقیناً سلسلہ عالیہ قادریہ کی لاہور میں پہلی مسجد تھی۔

بستی ہائے بیرون شہر لاہور

(مدینۃ الاولیاء لاہور کی ہر قدیم بستی میں قلعہ یزدانی، محبوب سہانی، غوث صمدانی، غوث

الارض والسماء، محی الدین سید عبدالغفار سیلابانی سنی حسینی کی اولاد اور خلافت یکساں ملو

پر فائق ہے۔ ملاحظہ فرمادیں)

۱۱) محلہ حاجی سوائے

موجودہ آبادی محلہ گورنر سیکس کا نام پہلے محلہ حاجی سوائے تھا۔ نواب پالیس ایمرس روڈ کے اندر مسجد محمد صالح مندی اب تک موجود ہے۔ یہ شیخ محمد صالح حاجی سوائے کا برادر زادہ اور امیر کبیر تھا محمد صالح لاہور کے گورنر کا دیوان تھا۔ عہد شاہجہان میں سکھوں کے عہد میں اس مسجد میں بارود رکھا جاتا تھا۔ جب انگریزوں کا عہد آیا۔ تو نواب علی رضا خاں قزلباش نے اس کی مرمت وغیرہ کروا دی۔ اس مسجد میں ایک بڑا تالاب بھی تھا جو اب نہیں ہے۔

۱۲) محلہ کوٹ کروڑی

موجودہ سادات سٹریٹ دیسکلڈ روڈ اسے ریلوے پولیس لائنز تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔

حضرت عبدالجلیل چوہدری بنگ سہروردی۔ حضرت موسیٰ آہنگ سہروردی۔ حضرت بایزید ہاشمی ہزاری کے مقابر اسی علاقہ میں ہیں۔ خاندان نوحی کے زمانہ کے آثار مثلاً دولت خاں کی باؤلی۔ باغ دولت خاں اور سرانے دولت خاں اس علاقہ میں واقع تھے۔ زمانہ قدیم میں یہ محلہ بہت آباد تھا۔ حضرت میاں میٹر قادری لاہوری اس علاقہ میں بھی مختلف مقامات پر عبادت کیا کرتے تھے۔

۱۳) محلہ جوہر باں

موجودہ لنڈا بازار اس جگہ پر آباد ہے۔ یہ بازار شخصاس کے دیوار بہ دیوار تھا۔ جہاں سیرے جواہرات اور موتیوں کا کاروبار کرنے والے لکھ پتی تاجر رہائش پذیر تھے۔ بازار کے دو دروازے کانات جن میں ان لوگوں کی دکانیں تھیں۔ جو غلطی کے عہد کے اختتام تک ان کی یہ منڈی بہت مشہور تھی۔ بیکہ لیٹروں اور ریلوے نے اس بازار کو کوٹ کر تیس تیس کر دیا۔

۱۴) محلہ شاہ کا کوٹ

مسجد شہید گنج اس محلہ کے وسط میں ہے۔ سکھوں کے ہاتھوں مسجد اور مزار شاہ کا کوٹ شہید ہو چکی ہیں۔ اب یہاں گور۔ وواہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت میاں میٹر قادری یہاں تشریف لائے تھے تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہاں ایک عارف اور ولی اللہ (حضرت شاہ کا کوٹ چشتی) مدفون ہیں۔ چنانچہ پھر آپ کا سالانا عرس ہونے لگا۔

محلہ دائی انگہ ریلوے سٹیشن سے مشرق کی طرف آباد تھا۔ جس جگہ اب مسجد دائی انگہ موجود ہے۔ یہ محلہ لاہور سٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ایک کے پاس آباد تھا۔ یہ عظیم الشان مسجد اب بھی اپنی شان و شوکت اور گلکاری کی وجہ سے نہایت معروف ہے۔

اسی نوع میں کسی زمانہ میں مزار حاجی جیوت قادری و مزار قدیم رسول واقع تھا۔ حاجی محمد بیٹل حضرت شاہ بلاول قادری کے مرید تھے۔ جن کی بیعت حضرت شاہ حسین قادری لاہوری سے تھی۔ حاجی صاحب موصوف قدیم شریعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایران سے لائے تھے اور یہاں انہوں نے اس کا روضہ بنوایا تھا۔

۱۵) چوک دارا

سرانے سلطان پیر دن دہلی دروازہ کسی زمانہ میں چوک دارا تھا۔ شہزادہ دارا شکوہ قادری نے اس

بلکہ اپنے محلات و باغات بنوائے تھے۔ عہد شاہجہان میں یہ حصہ شہر جنت نظیر تھا۔ پچھلے یہاں نواب آصف خاں وزیر اعظم شاہ جہاں کی حویلی تھی جس پر بیس لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا۔ ایک زمانہ تھا جب شاہجہان صاحب فرماں لاہور آیا تھا تو نواب آصف خاں نے اسی حویلی میں بادشاہ کی دعوت کی تھی جس پر پچھ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا۔ نواب آصف خاں (جس کا مقبرہ شہرہ میں ہے) کی وفات کے بعد یہ حویلی داراشکوہ قادری کو مل گئی تھی۔ جہاندار شاہ جب لاہور آیا تھا تو اس نے اپنی محبوبہ لال کنور کے ساتھ اسی حویلی داراشکوہ قادری میں قیام کیا تھا۔ اس علاقہ میں ایک نہایت عالیشان دو منزلہ مسجد تھی جو کہ داراشکوہ نے بنوائی تھی۔ انگریزی عہد میں محمد سلطان نے اس کو گرا کر سرائے بنائی۔

(۹) محلہ فدائی خاں

یہ محلہ دہلی دروازہ اور اکبری دروازہ کے باہر واقع تھا۔ مزار حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ اسی محلہ میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ حضرت سید سکندر شاہ قادری چشتی ابن سید میر غی الدین سلطان الشانج بھی اسی جگہ دفن ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں نواب فدائی خاں نے یہاں ایک نہایت عظیم الشان محل بنایا تھا۔ یہ فدائی خاں وہی ہے جس نے بادشاہی مسجد لاہور اپنے اہتمام میں تعمیر کروائی تھی۔

(۱۰) بازار سخاس

یہ بازار موجودہ ریلوے سٹیشن لاہور کے قرب و جوار میں تھا۔ اس میں غیر ملکی تاجر گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ کیونکہ یہاں ایک بہت بڑی منڈی کا اجتماع تھا نیز اس کے قرب و جوار میں سرائے اور اصطبل بھی تھے۔ دو منزلہ دروازہ سخاس مسجد وزیر خاں کے دروازہ کی طرح گل کاری اور صنعت کاری میں لا جواب تھا۔ یہ کاشی کار دروازہ انگریزی دور کے عہد تک موجود تھا۔ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل کا اسی محلہ میں مدرستہ تھا۔ شیخ اسحاق کا کوچشتی کا مزار بھی اسی جگہ تھا۔

(۸) محلہ حاجی نالہ

نواب علی مردان خاں نے دو سو بیگمہ زمین پر ایک نہایت عالیشان باغ بنوایا تھا جس

کا نام نوکھا تھا۔ اس باغ کے ارد گرد کے علاقہ کو محلہ حاجی نالہ کہا جاتا تھا۔ شہزادہ داراشکوہ قادری اپنی کتاب سیکینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ ملا خورد کلاں قادری سے اس باغ کا ایک سرس کا درخت ہم کلام ہوا تھا جس نے کہا تھا کہ میرے پتوں میں یہ غایت ہے کہ کیا نانی پڑھتا ہوں۔ اس باغ میں حضرت میاں میر قادری ریاضت و مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ اسی نوکھا میں مرزا کامران فرزند بابر بادشاہ نے باغات اور محلات تعمیر کروائے تھے۔

(۹) سید

ریلوے سٹیشن لاہور سے گومی شاہونگ کی آبادی کو سیدسر کہا جاتا تھا اس علاقہ میں سید عبدالنقی بن سید عبدالواسع نے ایک تالاب بنوایا تھا۔ سسر ہندی میں تالاب کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ سید صاحب نے بنوایا تھا اس لئے سیدسر کے نام سے معروف ہوا۔ سکھوں کے عہد میں اس جگہ کی بہت تباہی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ سید ابوتراب المعروف بشار گدا سینی قادری کا مزار بھی اسی نواح ریلوے کالونی میں کوٹھیوں کے درمیان واقع ہے۔ گرنی شاہو ریلوے اوپن پل کے نیچے شیخ محمد سلطان المشہور مرگ نبی قادری کے مزار کا احاطہ ہے موجودہ برٹ انسٹیٹیوٹ تالاب کی جگہ واقع ہے۔

(۱۱) ٹھٹھی ابوالخیر

موجودہ آبادی گرنی شاہو کے درمیان یہ محلہ آباد تھا۔ شاہ ابوالخیر کی مسجد اور مزار اسی جگہ واقع ہے۔ بین بازار گرنی شاہو کے بالمقابل علامہ گلخان روڈ پر مقابلہ سید محمود قادری حضور سید شاہ نور قادری۔ سید سرور دین حضور۔ سید جان محمد حضور قادری اور سید عبدالنواب قادری کے مزارات ہیں مرتبہ غلام غلام ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت شاہ گدا قادری۔ شیخ محمد نائل قادری۔ حضرت لال گدا قادری۔ حضرت شاہباز گدا قادری۔ شیخ احمد گدا قادری کے مزارات بھی ریلوے کالونی میں موجود ہیں۔

(۱۱) بستی میاں میر

موجودہ گاؤں میاں میر اسی جگہ آباد ہے۔ شہنشاہ اکبر نے اپنے عہد میں قیام لاہور کے دوران اس جگہ خیر پورہ اور دھرم پورہ دو آبادیاں مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے تعمیر

کدوائی تھیں۔ آپ کے روضہ متبرک کے قریب کسی زمانہ میں مقبرہ پیش رو خاں بھی تھا۔ آبادی میانپور میں مقبرہ حضرت قاضی بدشتانی قادری۔ مقبرہ حضرت خواجہ بہاری قادری اور مزارات خاندان خواجہ محمد شریف قادری۔ لہٰذا جمالی خاتون۔ محترمہ ابراہیم رومی قادری ہیں۔ اور ریلوے دھن کے پار مقبرہ و چار دیواری حضرت میاں میر قادری ہے۔ جس میں آنجناب کے بے شمار غلفہ کے مزارات ہیں۔ لختہ آبادیوں میں عالم گنج، غیاث پورہ، دارا پورہ، باظم پورہ بہت مشہور ہیں۔ جوگی پورہ بھی نوای آبادیوں میں شامل تھا اور محلہ خواجی پورہ بھی یہیں تھا۔

(۱۲) منڈی شہزادہ پرویز

چاہ میاں سے آگے کوٹ خواجہ سعید کے درمیان بائیں طرف جہاں شہزادہ پرویز کا مقبرہ اب نہایت خستہ حالت میں ہے۔ یہاں اس زمانہ میں منڈی تھی۔ سلطان پوریز کے بارگ کے نزدیک باغیچہ سوانی ریل تھا۔ جہاں حضرت میاں میر قادری نہایت فرمایا کرتے تھے۔ مقبرہ شہزادہ پرویز اندر باہر سے منگ مر کا تھا۔ اور فرش بھی سنگ مر کا تھا۔ جو سکھ لٹیروں نے جہاں وریا کر دیا اور تمام قیمتی پتھر اتار کر نہایت سنگھ نے امرتسر بھیج دیا۔ قطب شاہ قادری کا مزار اسی آبادی کے قبرستان میں ہے۔

(۱۳) چلاہٹہ سوداں

موجودہ علاقہ تیراب اسلمہ اور

بارگ راجہ دینا ناتھ کے درمیان کی آبادی چوہٹہ سوداں کے نام سے مشہور تھا۔ حضرت گھوڑے شاہ سہروردی کی قبر اور قبرستان اسی جگہ ہے۔ حضرت شاہ جلال قادری کا موجودہ مزار بارگ راجہ دینا ناتھ سے ملحقہ قبرستان میں واقع ہے۔

(۱۵) دروازہ مندر

جی۔ ٹی۔ روڈ نزد ریلوے جمن شہر کے باہر بُدھو کے آگے اور مقبرہ نواب خاں دوران کے مقام پر یہ آبادی تھی۔ کسی زمانہ میں ہندوؤں کا یہاں ایک نہایت عظیم الشان مندر تھا۔

(۱۶) بیگم پورہ

موجودہ آبادی بیگم پورہ اسی جگہ ہے۔ مسجد و مقبرہ حضرت ایشان خاں محمود نقشبندی۔ مقبرہ دانی انکھ گھانی دروازہ۔ مقبرہ شرف النساء بیگم۔ مزارات نواب محمد احمد خاں درجہ سنگ نانم بیگم

نواب رکر باناں خاں بہادر۔ نواب یحییٰ خاں۔ نواب عبداللہ خاں اور عظیم الشان حیدر علیاں ناظران لاہور کی اسی جگہ تھیں۔ مسجد بیگم جان بی اپنی پوری آب و تاب سے اسی جگہ آباد ہے۔ تیمم خانہ دارا فرقان اب اسی جگہ میں آباد ہے۔ نزدیک ہی قطب الاقطاب سید بدر گیلانی کا چلہ بنام چلہ شاہ بدر دیوان قادری موجود ہے۔ باغبان پورہ میں حضرت شاہ حسین قادری۔ حضرت مادھو قادری۔ حضرت رنگ بلال تائی حضرت عبدالغنی قادری کے مقابر و مزارات بھی ہیں۔

(۱۷) بازار ترسری پورہ

یہ بازار شاز و لیہار تریز جی۔ ٹی۔ روڈ کے نواح میں واقع تھا۔ اس جگہ جامع مسجد (عید گاہ جہانگیری) تھی جو اپنی زرتنگاری اور کاشی کاری نیز وسعت کے لحاظ سے لاہور میں ایک انفرادی حیثیت رکھتی تھی۔ اس عظیم الشان عید گاہ کو انگریزی عہد میں اینٹوں کے حصول کے لئے گرا دیا گیا۔ واقعات جہانگیری کے مطابق اس مسجد پر بیس لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور ساتھ ہی دو روپہ ہزار بنا تھا۔ یہ مسجد خواجہ ایلا انجینئر کی زیر ہدایت بنائی گئی تھی۔ تین بازار تھے۔ ہر بازار میں دو سو سو دکانیں تھیں۔ جو کہ دو منزلہ تھیں۔ اس مسجد کے انتظام کے لئے پچاس خادم تھے۔

(۱۸) محل مشکی

موجودہ جھوگیال جہاں نواب میاں خاں کا باغ۔ بارہ دری اور مسجد واقع ہے۔ اکبر کے زمانہ میں اس کے ایک میزبان ملک نام نے اس جگہ کو بولی تعمیر کرائی تھی۔

اسحاق پورہ

شاہداد باغ کے پاس دو قبے تھے۔ ایک کا نام اسحاق پورہ اور دوسرے کا نام بابو پورہ تھا۔ عہد شاہجہانی میں اس قبہ کو اٹھا دیا گیا۔ بابو پورہ کو بابو نے مہر سنگ کے باپ مہر چٹا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس نے یہ آبادی خرید کر اس کا نام باغبان پورہ رکھا۔ حضرت شاہ عبدالغنی قادری خلیفہ حضرت میاں میر قادری کا مقبرہ قبرستان میں واقع ہے۔ یہ مقبرہ شہزادہ دارا شکوہ قادری نے بنایا تھا

میسر داپور

حضرت شاہ بلاول قادری کی قبر پہلی جگہ جہاں مہاراجہ خیر سنگ اور اس کے لڑکے اجیت سنگ کو گولی کا نشانہ بنایا گیا تھا، یعنی کوٹ نواہر سید سے شمال کی طرف یہ آبادی موجود تھی۔ اب اس کا نام و نشان ہی موجود نہیں ہے۔

(۳۰) تیلی و سٹرو

موجودہ آبادی درس میاں وڈا سہڑی کے قرب و جوار میں یہ آبادی تھی۔ اب اس پر قبرستان تیلیاں واقع ہے۔ چونکہ یہاں کثرت سے تیلی رہتے تھے۔ اس لئے اس کو تیلی پورہ بھی کہتے تھے۔

(۳۱) بڑی پھلواری

یہ آبادی تیلی و سٹرو کے جنوب مغرب میں تھی۔ ریلوے ہنزل سٹور کے باہر جی۔ ٹی۔ روڈ کی طرف مزار سید عبداللہ شاہ گیلانی المعروف پیر روڈاں والا ہے۔ جہاں نواب علی مردان خاں حاضر ہو کر ہر جمعرات کو تقسیم طعام کرتا تھا۔ نیز ہر روز یہاں کثرت سے پھول بیہیتا تھا اور خشک پھولوں کے وسیع ہرقت یہاں لگے رہتے تھے۔ اسی لئے یہ علاقہ بڑی پھلواری کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہ مزار اب گلابی دانہ اور مقبرہ نواب علی مردان خاں کے درمیان ہنزل سٹور کی دیوار کے باہر واقع ہے۔

(۳۲) محلہ گچ

موجودہ منشی پورہ اور گات گراؤنڈ رگوسی شاہی کے درمیان یہ علاقہ ہے۔ مقبرہ نواب بہادر خاں جو امرتسر ریلوے لائن کے آگنی پل کے پاس ہے۔ اس آبادی کے وسط میں تھا۔ اس محلہ کا علاقہ موجودہ ریلوے سٹیشن میاں میڑنگ تھا۔ مزار اقدس حضرت شیخ عبدالحق قادری مرید از سلسلہ حضرت میاں میر قادری جس کی بدعا سے پڑھو کا آوارا ہو گیا ہے۔ نہر کے کنارے ریلوے والوں کی ایک کوٹھی میں واقع ہے۔

(۳۳) قصاب خانہ

جہاں گچ کے عہد میں یہ محلہ آباد تھا۔ بڑے امیر قصاب یہاں رہتے تھے۔ جہاں ایک نہایت عالی شان مسجد بھی تھی۔ اسلامی حکومت کا دور ختم ہونے پر سکھوں نے اس محلہ کو بیلوں کی بیلان شیخ ہانہ مندر پروردی کی قبر بھی ہے۔ علاوہ ازیں مسجد کے ساتھ مولوی تاج دین قادری کا مزار بھی ہے۔ ریلوے

لائسنس سے دوسرے پار قبرستان محلہ فیروز گنج میں مقبرہ دکنہ والہ مکرم حضرت میاں شہاب الدین قادری کا مزار اقدس ہے۔

(۳۴) ٹور پورہ

یہ قصبہ مہر کریم بخش نے ۱۷۷۷ء میں آباد کیا تھا۔ یہ علاقہ مقبرہ نواب بہادر خاں کے مغرب کی طرف واقع تھا۔ اب یہاں ریلوے کی کوشیاں وغیرہ بن گئی ہیں۔ نواب بہادر خاں کے مقبرہ کے پاس ریلوے کی ریلوے ٹاپ میں نواب نصرت خاں کا مقبرہ اب بھی موجود ہے۔

(۳۵) محلہ بھاری

شاہ عالمی دروازہ کے باہر جس موقع پر پھول بھگت کا چوبارہ (اندرون بیہوشیاں) واقع ہے یہ محلہ آباد تھا۔ اس محلہ میں امرا اور وزراء آباد تھے۔ حضرت شاہ یعقوب صدر دیوان کا مزار عالی اسی محلہ میں واقع تھا۔ اب اس کے نزدیک تالاب و مندر دیوان رتن چند ہے۔ علاوہ جلالی قادری کی عظیم الشان درس گاہ بھی اسی محلہ میں تھی۔ نیز اسی محلہ میں ایک زمانہ میں میر غلام علی آزاد بنگالی مصنف "خزانہ فارہ" نے شاہ فقیر اللہ آفرین لاہوری سے ملاقات کی تھی۔ میر صاحب لکھتے ہیں "در محلہ بھاری لاہور سکونت داشت"

اسی حصہ آبادی میں یکے از مریدان ہامنا حضرت میاں میر قادری حضرت شاہ بلال پیر بابا شاہ کا بھی مزار عالی ہے۔ محلہ والی لاڈو اسی محلہ کے ساتھ لگتا تھا جس میں مسجد والی لاڈو و دفاتر پاکستان نامزد امروز اب موجود ہیں۔ اسی محلہ کے پاس حضرت فیروز گیلانی قادری کا مزار پڑاوار ہے۔ ایک سادھو نے اس مسجد پر قبضہ کر کے اسی کو پناگہ بنالیا تھا اور اس میں عفا کردوں کی تصاویر رکھ دیں۔ پھر ایک قادری نوشاہی فقیر نے چند مسلمانوں کی امداد سے اس سادھو کو نکال کر مسجد پر قبضہ کر لیا۔

(۳۶) قطب غوری

لوہاری دروازہ کے باہر انارکلی میں جہاں کہ کسی زمانہ میں سلطان قطب الدین ایک کاتبیت عالی شان مقبرہ واقع تھا۔ آباد تھا۔ کسی زمانہ میں اس مقبرہ پر نہایت عمدہ سنگ مرمر کا دو منزلہ گنبد تھا۔ جو رنجیت سنگھ کے عہد میں مسمار کر دیا گیا تھا۔ اب یہ مقبرہ پھر حکومت

پاکستان کی فائز شمس سے نہایت شان و شوکت سے تعمیر ہو رہا ہے۔ ارد گرد کے مکانات مسمار کر دیئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی باغیچہ بھی بنوا دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے اندر حضرت شیخ موسیٰ کھوکھر کا مزار ہے جو حضرت شیخ بہلول دریانی قادری کے مرید تھے۔

(۲۱) مکتی محلہ

یہ جگہ محلہ قلعہ غوری کے مغرب کی جانب تھی۔ جہاں لاکھ پتی کا مذہبی اور تاجر حضرات مقیم تھے۔ یہ محلہ ہال روڈ کے گرد و نواح میں تھا جہاں محمد سلطان ٹھیکیدار نے اپنی کوٹھی بھی بنوائی تھی زینت سنگھ کے عہد میں اس محلہ کی اتنی تباہی ہوئی کہ لوگ اپنے اپنے مکانات خالی کر کے اندرون شہر چلے گئے۔ سید اسماعیل خٹک کا مزار پرنوار بھی اسی جگہ ہے۔ آپ کے مزار کے سامنے سید حاجی عبداللہ گیلانی بن سید اسماعیل بن سید قاسم بن سید صوفی بن سید محمد اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی کا مزار ہے۔

محلہ درگا ہی شاہ اس محلہ سے مشرق کی طرف آباد تھا جہاں اب حضرت درگا ہی شاہ کا مزار و مسجد ہے۔ یہاں ہی حضرت سید محمد فاضل متوکل قادری کا مزار ہے جو سید محمد یاسم گیلانی لاہوری کے فرزند تھے۔

محلہ شاہ بدیع گیلانی بھی اس کے نزدیک ہی تھا۔ یہاں ایک نہایت عالی شان قدیم مسجد شاہ بدیع سکھوں کے عہد میں اس مسجد میں بارہوی بھرتی تھی۔ جب انگریزوں کا عہد آیا تو سردار خاں بلوچ نے اس مسجد کو شہید کر کے اس کی انیتیں بیچ لیں۔ قبرستان سادات گیلانیہ کو انگریزوں کے عہد حکومت میں نیست و نابود کر دیا گیا۔

(۲۲) رسول پورہ

موجودہ دفاتر انکوائری کاؤنٹنٹ جنرل مغربی پاکستان اس جگہ آباد ہیں۔ متوجہ حضرت شاہ چران قادری۔ حضرت عبدالقادر ثالث قادری بن سید محمد خٹک بالا پیر قادری صاحب۔ ست گھر مسجد شاہ چران اسی جگہ ہیں۔ ہمایوں بادشاہ کے زمانہ میں جب اس جگہ کی سرداری لنگھان بلوچ کو ملی تو اس نے یہاں نہایت عالی شان عویلیاں بنوائیں اور اس طرح رسول پورہ محلہ لنگھان کے نام سے موسوم ہوا یہ محلہ درانیوں اور سکھوں کی فحاشت گری سے برباد ہو گیا۔

پرفانی انارکلی میں سید اسماعیل گیلانی ابن سید عبداللہ ربانی قادری اوچی کا مزار پرنوار ہے۔

بانع نسل

عاجب گھر اور پنجاب پبلک ہسپتال کے سربراہ ڈاکٹر یحییٰ سکریتھ ٹاؤن ہال وغیرہ عمارات اس جگہ پر آباد ہیں۔ یہاں لوہ ویر غاں وزیر اعظم کے اخات و بارہ دری تھی۔ حضرت میاں میر قادری لاہوری اس جگہ اکثر عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ پیر محمد المشہور حضرت سپیاد صاحب قادری نوشاہی جو گھوڑوں کے تاجر تھے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں میر قادری لاہوری سے ملائی ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں سرفند برخور و قادری نوشاہی بن حضرت نوشاہی گنج بخش قادری نے لاہور میں تعلیم حاصل کی اور لوہ ویر غاں سے ملاقات بھی فرمائی۔ حضرت موسیٰ کھوکھر قادری کا مزار گورنمنٹ کالج کے احاطہ میں واقع ہے۔

محلہ پیر عزیزی

اکبر بادشاہ کے عہد میں پیر مرنگ نے یہ محلہ آباد کیا تھا۔ بعد دریانی کے اس پر کئی بستیاں آباد ہو گئیں۔ مثلاً کوٹ عبداللہ شاہ۔ کوٹ علاہر قلعہ مہراؤہ۔ مبارک پورہ۔ تاج پورہ۔ بیٹو پورہ۔ محلہ نزولی۔ بستی بہتران وغیرہ۔ پیر عزیزی مرنگ کا بل سے لاہور آکر مقیم ہوا تھا۔ مغلوں کی ایک گوت مرنگ کہلاتی تھی۔ اس وجہ سے آبادی کا نام مرنگ پڑا۔ عبداللہ شاہ قادری کی مسجد اور مقبرہ اسی آبادی میں ہے۔ محلہ جاٹ پورہ اس کے نزدیک تھا جہاں جاٹ رہا کرتے تھے۔

پسند ڈھولال

قبرستان میانانی میں یہ محلہ مکان حضرت شاہ مقیم محمد الدین قادری کے پاس واقع تھا۔

میانانی

حضرت طاہر ہندگی قادری اور حضرت ابو محمد قادری کے مقابر اسی علاقہ میں تھے۔ کسی زمانہ میں یہ بستی تھی مگر اب غالباً قبرستان ہے۔ حضرت طاہر ہندگی کے عہد میں اس محلہ کی بہت رونق تھی عمارات، مساجد اور درگاہ بھی یہاں تھی جہاں طلباء کو تفسیر حدیث اور علوم فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ سکھ غارتگوں نے اس کو اپنے عہد میں اس کو خوب لوٹا۔ سواروں قتل و خرابی دیکھا۔ وکٹا میں روٹ کر گئے اور آبادی کے باہر پھینک گئے۔ سید مبارک الدین شاہ المشہور بہلول خیر کا مزار اس جگہ

واقع ہے۔ اس کے علاوہ سید میر میراں بن سید مبارک عثمانی قادری ادوی ہی گورتن میان میں ملے ہیں۔ اور حضرت قطب الاناق سید عبدالرزاق فرزند حضرت غوث الاعظم کے صاحبزادے حضرت سید جمال اللہ حیات المیر سے میان میں حضرت شاہ مقیم تلوری حجرہ والوں نے بیعت کی تھی۔

عملہ ابواسحاق

حضرت شاہ ابواسحاق قادری مزنگ کے مقبرہ کے ارد گرد کی آبادی آپ کے نام پر مشہور تھی موجودہ ٹپل روڈ پر سکون کی چھوٹی بادشاہی کی عمارت ہے۔ شاہ ابواسحاق قادری حضرت سید داؤد خیر گومی کے خلیفہ تھے۔

اس محلہ کے شمال میں ایک ٹوٹی پھوٹی مسجد ہے جس کو خوجوں کی مسجد کہا جاتا ہے۔ یہ خوجوں کا محلہ تھا۔ خوجوں کا محلہ پیر عزیز مزنگ سے مشرق کی طرف واقع تھا۔ سکون کے محلہ میں یہاں ایک نہایت عالیشان مسجد تھی۔ جس میں بروقت بارود بھری رہتی تھی۔ انگریزوں کے عہد میں ایک شخص شمس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس مسجد کو کشتی کی شکل دے کر ایک انگریز کرایہ دار رکھ لیا اور کرایہ کھانے لگا۔ خوجوں کے محلہ کے پاس ایک قدیم محلہ جاٹ پورہ بھی تھا۔

۱۲ عملہ دلا واری

گورنمنٹ تھریٹلینڈ ٹیلیفون آفس سے بنک اسکوائر تک کا علاقہ عملہ دلا واری کہلاتا تھا۔ حضرت شاہ شریف اور حضرت خواجہ محمد سعید نقشبندی کے مزارات اسی آبادی میں ہیں۔ سید عبدالرزاق بن کا مزار نیلا گنبد میں ہے۔ نے سب سے پہلے اس محلہ میں سکونت اختیار کی۔ امیر دوست محمد خاں داعی افغانستان کا بھائی امیر سلطان محمد خاں جب لاہور آیا تھا تو وہ اس محلہ میں آتا رہا۔ اور نذر و نیاز تقسیم کرتا رہا۔ گو جرمنگ جنگی نے اس محلہ کی بعد انڈیا اینٹ سے اینٹ سجادہی تھی۔

۱۳ دولت آباد

مزنگ کے پاس برڈوڈ روڈ کے قرب و جوار میں یہ محلہ آباد تھا۔ حضرت سید عبدالغفار گیلانی اور حضرت میر یعقوب گیلانی کے مزارات اسی آبادی میں ہیں۔ اس جگہ کئی قلعہ ہات تھے جن کے

نام یہ ہیں۔

قلعہ میر محمود۔ قلعہ میر کفایت خاں۔ قلعہ میر ارشد خاں۔ قلعہ نواب میر محمد۔ قلعہ میر کریم۔ یہ سب لوگ اولاد سید عبدالغفار ثانی سے تھے۔ جو کہ اپنے والد سید جلال الدین سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ اس جگہ زمان شاہ کا باغیچہ بھی تھا۔ اسی جگہ سید غیاث الدین دولت شاہ گیلانی کا مزار بھی ہے۔

۱۴ شیش محل

حضرت خدیم سید علی جویری داتا گنج بخش کے مقبرہ سے لال کوشی دفتر مرکزی حزب الاحناف اور کر بلا گائے شاہ کی طرف کا علاقہ شیش محل کہلاتا تھا۔ پیر غازی المشہور بہ پیران غیب قدس سترہ کا مزار یہاں ہی واقع ہے۔ یہاں پر ایک شیش محل نامی عمارت تھی۔ جس کو آئینوں کا محل بھی کہا جاتا تھا۔ اور عدا اسلامی میں موجود تھا۔ حضرت حاجی محمد قادری المشہور بہ نر شاہ گنج بخش قادری جب لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے حضرت عبدالوہاب شتی قادری سے ملاقات کی اور مسجد فرید بناری میں قیام کیا۔ کھانا ہے کہ شہنشاہ اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر نے نواب مرتضیٰ خاں فرید بناری کو جب لاہور کا گورنر مقرر کیا۔ تو اس نے لاہور میں اپنی عمارات حویلی۔ حمام۔ باغ وغیرہ بنوائیں اور حویلی کے متصل ایک عالی شان مسجد تعمیر کروائی۔ یہ مسجد بھائی دروازہ کے باہر کوئٹہ مال روڈ پر اس جگہ پر واقع تھی۔ جہاں آج کل دفتر ڈپٹی کمشنر لاہور وغیرہ کی عمارت بن گئی ہیں۔ یہ تمام عمارت بعد مسجد سکھ گردی میں نیست و نابود ہو گئیں۔ یہی وہ مسجد تھی جس کا کتھڑا تخت میں مذکور ہے۔

۱۵ قتل بھوگا

یہ محلہ شیش محل کی آبادی سے قلعہ تک آباد تھا۔ سید شاہ سردار قادری کا مزار اقدس اس آبادی میں ہے۔ زمانہ قدیم میں شاہ لال حسین تلوری کے والد کا مکان یہیں تھا۔ اور اسی محلہ کی مسجد میں حضرت لال حسین مولوی حافظ علی ابوبکر سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اسی مسجد میں غوث الاعوان قطب الانطاب شیخ مہلول دیبائی قادری حضرت لال حسین تلوری سے ملاقات ہوئے تھے۔ اس کے نزدیک ہی سیکھ شیر علی شاہ ہے۔ جو کہ فقیر ماریہ تھا۔

محلہ شیخ اشرف

یہ محلہ بھائی دروازہ کے باہر تھا۔ جہاں کسی زمانہ میں حضرت شیخ اشرف کا نہایت عالیشان مقبرہ تھا۔ اور جس کو رعیت سنگھ نے مسمار کر دیا۔ تمام سنگ مرمر اور تسمیر بھیج دیا۔ بعد میں فقیر عزیز دین کی معرفت ان کی لاش اکھاڑ کھنک اسکاٹرمین دفن کی گئی۔ شیخ شرف نے یہاں ایک نہایت عالی شان مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔

محلہ زرین خاں

زرین خاں پنج ہزاری نے شہنشاہ اکبر کے عہد میں اس محلہ کی بنائگی تھی جس میں اس نے اپنے محلات بنوائے تھے۔ نیز باغیچوں اور گھوڑوں کے لئے اصطبل بنوائے اور ایک وسیع و عریض باغ بھی بنوایا جس میں شالامار باغ لاہور کی طرح سادوں بہادوں کے نظائر موجود تھے۔ یہ محلہ بیرون مہدی دروازہ سے آبادی قلعہ گوجر سنگھ تک آباد تھا۔ اس محلہ میں ایک قبرستان فقرائے چشتیہ شہزادہ کا بھی موجود ہے جس میں چشتی حضرات کے مقابر اور مسجد اب بھی موجود ہے۔

بیرون کا محلہ بھی موجود گوالندی کے وسط میں واقع تھا۔ جس کو حضرت سید شاہ ابوالہادی قادری نے آباد کیا تھا۔ حضرت شاہ کھٹہ قادری نوشاہی کامرہر بھی گوالندی میں ہے۔

۱۲، میکہ اعلیٰ والا

یہ علاقہ لوہاری دروازہ اور بھائی دروازہ کے باہر واقع ہے۔ اس کے اطراف میں کیتھولک گرجا ہے۔ اس جگہ قادری اولیائے لاہور کی بے شمار قبور ہیں اس خاندان کے سربراہ اور بزرگ سید محمد ہاشم بن سید صوفی علی بن سید بدالذین بن سید اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی قادری بن سید محمد غوث قادری اچھی علمی قدس سرہ لاہور تشریف لائے۔ وصال پر یہاں ہی مزار بنا۔ آپ کے علاوہ سید حضر قادری بن حاجی محمد ہاشم۔ سید عمر گیلانی قادری پیر مرثیہ گیلانی سید اسماعیل گیلانی۔ سید صوفی علی قادری۔ سید عبدالقادر المعروف شاہ گدا قادری۔ سید بدالذین گیلانی کامرہری۔ سید مہراں شاہ۔ سید میر مہراں۔ سید ابوالہادی کلاٹ سید شاہ کے مزارات ہیں۔

۱۳، سرائے گولیاں والی

یہ علاقہ حضرت شاہ جمال قادری سہروردی کے مزار کے پاس واقع تھا۔ موضع اچھرو میں یہ سرائے نہایت عالی شان بنی ہوئی تھی اور جہاں پیر بادشاہ کے حکم سے اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ سکھوں کا عہد آیا تو اس سرائے میں رعیت سنگھ نے گود بارود بھرا دیا۔ دس سال تک اس میں گولے بھرے رہے۔ اس واسطے یہ سرائے گولیاں والی مشہور ہوئی۔

۱۴، شہزادی محلہ

یہ محلہ مسجد دانی لاڈو کے جنوب مشرق اور بروم ہوٹل کے مشرق میں بدانہاں سنگھ و گربا کے ارد گرد واقع تھا۔ یہاں حضرت شاہ فیروز گیلانی قادری کا مقبرہ ہے۔ لاہور میں سب سے پہلے قادری بزرگ آپ ہیں۔ جو یہاں تشریف لائے۔ آپ حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے۔ آپ کا وصال باہر کے عہد میں ہوا۔ اس علاقہ کو محلہ ٹونڈی گراں بھی کہا جاتا تھا آنجناب کا مقبرہ موجودہ صورت میں مسجد دانی لاڈو کے بالمقابل مشن روڈ پر غازی علی خان اور ڈاکٹر عبدالرشید کی کوشیوں کے درمیان واقع ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین نے اس مقبرہ کے ارد گرد کوٹھ بنائے اس مقبرہ کی افادیت کم کر دی ہے۔ بلکہ اس مقبرہ کو مٹانے کے درپے ہیں۔

نڈہی حالت

مدینۃ الاولیاء لاہور شریف اور سلسلہ عالیہ قادریہ

اس میں کوئی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے اولیائے کرام جب لاہور میں تلقین و ارشاد اور نشر و اشاعت اسلام کے لئے تشریف لائے تو مالک حضرت سید علی حیرتی سید اسماعیل محدث بخاری۔ شاہ حسین زنجانی شیخ عبدالجلیل چوہدر بنگ سہروردی وغیرہ تشریف لائے چکے تھے اور انہوں نے قرآن و حدیث شریعت و فقہ کی تعلیم و ترویج میں نمایاں حصہ لیا مگر پوری غیر مسلموں کی بے انتہا کثرت تھی۔ اور جب یہ حضرات عرفان الہی کی تعلیم دینے کے لئے یہاں آئے تو

انہوں نے ہندوؤں کا لکری جہود توڑ کر رکھ دیا۔ اوہام پرستی۔ جاہلانہ ضعیف الاعتقادی اور فسق و فجور کی کافی گناہوں کو بویہاں کی فضا پر چھانی ہوئی تعین دور کر دیا۔ انسانیت اور حقانیت کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور ایک ایسا مذہبی انقلاب برپا کیا جس سے باطل کی دنیاویں اکھڑ گئیں اور توحید کا بول بالا ہوا۔

جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے سید محمد غوث علی اوچی اس شہر میں تشریف لائے اور بعد ازاں آپ کی اولاد نے اس سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں سر انجام دیئے اور جس طرح ان لوگوں نے لہجہ مقدس زندہ گیوں کو اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ اس کی مثال ملنی محال ہے۔ چشتی سہروردی اور نقشبندی تمام سلاسل کے چوٹی کے اولیائے کرام اس شہر سے بادشاہوں کی طرح نکل گئے اور اگر اس شہر میں کسی سلسلہ کے بزرگوں نے مستقل ڈیرہ لگایا۔ تو وہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے اولیاء ہیں۔ اور انہیں صوفیہ کی مساعی سے اس شہر میں فوراً اسلام کی خلیاں نمودار ہوئی۔ ان بزرگوں کی عظمت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سلاطین و امراء ان کے درباروں میں اظہار عقیدت و نیاز مندی کے طور پر حاضری دیا کرتے تھے اور ان کے آستانوں کی خاک بوسی کو اپنے لئے مایہ صمد عز و افتخار سمجھتے تھے۔ حضرت سید محمد غوث علی پہلے قادری بزرگ ہیں جو نویں صدی ہجری میں سرزمین پاکستان میں وارد ہوئے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر و باعث صد افتخار ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج اور فروغ میں سب سے نیا وہ ان اکابرین نے حصہ لیا جو نسا شاہ جیلان حضرت غوث الاعظم کے خانوادے سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے اپنے جدِ اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب میں بے شمار قعا ندر کئے ہیں۔ اور فی الواقعہ ان لوگوں نے وہ کام کر دکھایا جو دوسرے سلسلوں کے رہنماؤں سے نہ ہو سکا۔

شجرہ نسب عالیہ غوثیہ و سلسلہ بیعت و خلافت جدیدہ سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز

۱۔ قلب ربانی شیر نردانی محبوب سبحانی
شہباز لا مکافی سید عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہ

آفتاب کی ولادت بھارتان کے ایک مشہور شہر گیلان میں انیس شعبان المعظم ۷۴۳ھ کی شب میں تہجد کے وقت ہوئی۔ ماہ رجب ۷۴۳ھ میں اپنے والد ماجد حضرت ابو صالح مولیٰ جنگلی دوست سے بیعت ہو کر سلسلہ جدیدہ حسنیہ میں خلافت پائی۔ ۱۱۰ ربيع الآخر ۸۰۶ھ میں وصال فرمایا۔ مرقدہ پرنوار بغداد الجدید میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

۲۔ حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگلی دوست
۲۰۔ رجب المرتب ۷۴۳ھ میں گیلان میں پیدا ہوئے۔ ۷۴۶ھ میں اپنے والد گرامی سے خلافت پائی۔ ۸۱۰ ذی قعدہ ۷۸۹ھ میں وفات پائی۔ مزار اقدس گیلان میں ہے۔

۳۔ حضرت ابو عبداللہ
۱۳۔ رمضان المبارک ۷۴۶ھ میں گیلان میں پیدا ہوئے۔ ۲۴۔ رجب المرجب ۷۸۳ھ میں اپنے والد مکرم سے بیعت ہو کر خلافت حاصل کی۔ ربيع الاول ۷۸۳ھ میں وصال فرمایا اور گیلان میں دفن ہوئے۔

۴۔ حضرت سید یحییٰ زاہد
۱۴۔ شعبان المعظم ۷۸۳ھ کو مدائن میں پیدا ہوئے۔ ۷۸۳ھ میں اپنے پدر بزرگوار

سے خلافت حاصل کی ۲۴ رمضان المبارک
۱۳۳۳ھ میں وصال فرمایا۔ مزار بغداد قدیم میں
ہے۔

۵۔ حضرت سید محمد مورثؒ

۱۲ رمضان المبارک ۱۲۹۹ھ میں مدینہ منورہ
میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد محترم ۱۳۹۹ھ
میں خلافت پائی۔ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ
میں وفات پائی۔ مزار اقدس جنت البقیع
میں ہے۔

۶۔ حضرت سید داؤدؒ

ولادت ۱۱ شعبان المعظم ۱۲۴۳ھ میں مدینہ
طیبہ میں ہوئی۔ ذی الحجہ ۱۲۶۳ھ میں اپنے
والد مکرم سے خلافت پائی۔ ۱۲ شعبان المعظم
۱۳۳۳ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اور
وہیں مدفون ہوئے۔

۷۔ حضرت سید موسیٰ ثانیؒ

پیدائش ۸ محرم الحرم ۱۲۲۱ھ بمقام مدینہ
منورہ ہوئی۔ ربیع الآخر ۱۲۳۸ھ میں اپنے
والد مکرم سے خلافت پائی۔ اور مدینہ طیبہ میں
ماہ صفر ۱۲۸۸ھ میں وصال فرمایا۔ اور وہیں
مدفون ہوئے۔

۸۔ حضرت سید موسیٰؒ

۱۴ رمضان المبارک ۱۲۵۳ھ میں بمقام مدینہ
طیبہ ولادت ہوئی۔ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ میں
اپنے والد گرامی سے خلافت پائی۔ ماہ ربیع الثانی
۱۳۱۴ھ میں بروز جمعہ وصال فرمایا۔ مرقہ
پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

۹۔ حضرت سید عبداللہ ثانیؒ

ولادت ماہ رجب ۱۳۱۳ھ میں بمقام مدینہ منورہ ہوئی
۱۳۳۳ھ میں اپنے والد محرم حضرت عبداللہ المحض سے
خلافت ہدیہ سے سرفراز ہوئے۔ ماہ جمادى الآخر
۱۳۵۶ھ میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔ مرقہ منورہ
مدینہ منورہ میں ہے۔

۱۰۔ حضرت سید عبداللہ المحضؒ

۱۱ ربیع الآخر بروز دوشنبہ ۱۲۹۲ھ میں اپنے والد
گرامی حضرت حسن مثنیٰ سے خلافت پائی۔ ۱۰ رمضان المبارک
۱۳۳۵ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے
۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ میں آپ کی ولادت
بامعاوت ہوئی اور خلافت اپنے والد مکرم سیدنا امام حسنؒ
سے ۱۳۵۳ھ میں پائی۔ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ میں وصال
فرما کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۱۱۔ حضرت سید حسن مثنیٰؒ

۱۲۔ امام بہام سیدنا امام حسن

علیہ السلام

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ بروز پنجشنبہ مدینہ طیبہ
میں ولادت بامعاوت ہوئی۔ خانہ قاطعہ الکبریٰ بنیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی والدہ محترمہ میں
ربیع الاول ۱۳۵۳ھ میں اپنے والد ماجد سیدنا حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے خلافت و امامت کے شرف سحر فزانے لگے۔
۸ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ میں جہلم شہداء نوش فرا کر وصال فرمایا۔
۱۳۔ امیر المؤمنین مولائے کائنات شہید خدایا
سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ۔
۱۳۵۳ھ کے آغاز سے ۱۳۶۳ سال قبل ۱۳۹۹ھ میں جلوہ
فرمائے کائنات ہوئے۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ میں مرتبہ
شہادت کو مزید اعزاز و اکرام عطا فرما کر داعی اجل
کو لبیک کہا۔

نزول وحی کے ابتدائی دور میں آپ بہت زیادہ علیحدگی پسند ہو گئے تھے، اور غار حرا میں ریاضت کرتے تھے اور کئی کئی راتیں وہاں ہی قیام فرماتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس پہاڑ پر پیغام خداوندی لے کر حاضر ہوئے تھے۔ جب چالیس سال کے ہوئے تو رسالت ملی اور اس دور میں آپ تین شجر و حجر کے پاس سے گزرتے۔ سب ہدیہ عقیدت پیش کرتے اور السلام علیک یا رسول اللہ اور السلام علیک یا حبیب اللہ پکارتے۔ لاف تعداد معجزات آپ سے رونما ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کو اپنا مستقل مستقر فرمایا۔

ہجرت ۵۳ سال کی عمر میں ہوئی اور ۶۳ سال تک مدینہ منورہ میں اقامت گزری رہے۔ مدنی زندگی میں ۱۹ غزوات اور ۴ بار عہد اور ایک حج کیا۔ ہجرت میں آپ کے ہمراہ صدیق اکبرؓ اور عامر بن نبہرؓ تھے جو حضرت صدیق اکبرؓ کے غلام تھے۔ مدینہ پہنچ کر اپنے فضیل بن مخزومؓ کے گھر لے کر قیام کیا۔ سال اول میں مسجد نبویؐ کا سنگ بنیاد رکھا اور حجرے بنوائے۔ مہاجرین و انصار میں رشتہ اخوت قائم کیا۔ نماز کے لئے اذان کا سلسلہ شروع کیا۔

سال دوم میں تحویل قبلہ کے علاوہ رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے اور صدقہ فطر کی ابتداء ہوئی۔ مزید برآں جنگ بدر کے علاوہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح ہوا اور سیّدہ فاطمہ الزہراؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی۔

سال سوم میں جنگ اُحد ہوئی۔ حضرت امام حسنؓ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ سے نکاح ہوا۔ نیز شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ حضرت عثمانؓ ذی النورین سے آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کی شادی ہوئی۔

سال چہارم میں حضرت ام سلمہؓ سے شادی ہوئی اور جنگ خندق ہوئی۔ سال پنجم میں جنگ دومتہ الجندل اور قریظہ کے علاوہ حجاب کی آیات کا نزول ہوا۔

سال ششم میں جنگ حدیبیہ۔ جنگ بنی مصطلق کے علاوہ بیعت رضوان اور سورج اُٹھنا ہوا۔ سال ہفتم میں جنگ خیبر ہوئی۔ اس کے علاوہ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبدالمطلب کے گھر مکہ معظمہ میں ۲۰ اپریل ۵۷۰ء پیر کے دن بوقت صبح صادق ولادت ہوئی۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ والد گرامی کا اسم مبارک عبد اللہ اور والدہ مکرمہ کا اسم تھا۔ انجناب ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ پہلے چند روز ثویبہ نے دودھ پلایا، جو عبدالمطلب کی آواز شدہ نونڈی تھی۔ پھر حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیئے گئے جو ثقیف بنی سعد بن بکر سے تھیں۔ حلیمہ سعدیہ کے گھر میں ہی تھے کہ پہلا واقعہ شفق صد واقع ہوا۔ حضور کو والد سے میراث میں ایک نونڈی بنام ام ایمنہ حبشیہ ملی تھی۔ انہوں نے کنیز کی حیثیت سے آپ کی بھی خدمت کی۔ بعد ازاں سرکار نے ان کو آزاد کر کے ان کی شادی زید بن سارہ سے کر دی۔ جن سے حضرت اسماءؓ پیدا ہوئے۔ ظہور ولادت سے قبل والد گرامی کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا، اور چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ بھی بمقام ابواء وصال فرما گئیں۔ پھر پرورش حضرت عبدالمطلب کے ذمہ ہوئی۔ ابھی آپ آٹھ سال کے ہوئے تھے کہ دادا حضرت عبدالمطلب بھی وفات پا گئے اور یہ خدمت آپ کے چچا ابوطالب کے ذمہ لگی۔ بارہ سال کی عمر میں جب آپ ابوطالب کے ساتھ مکہ شام گئے تو بحیرانہی ایک زہب نے ابوطالب سے کہا کہ اس صاحبزادے کو واپس لے جاؤ۔ آثار نبوت اس کے چہرہ سے نمایاں ہیں۔ دوسرے سفر میں آپ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا سامان تجارت بصرہ تک لے گئے۔ میسر و غلام آپ کے ہمراہ تھا۔ واپسی پر اس غلام نے تمام مہارت سرفرازی تو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے جو اس وقت چالیس سال کی تھیں اور آپ پچیس سال کے تھے، رشتہ مناکحت کے لیے پیغام بھیجا۔ پینتیس سال کی عمر میں خدمت کعبہ کی تعمیر کا منہج عثمان معمرؓ آپ کی ذات کو شمش سے سراخام پایا۔

حضرت میمونہؓ اور حضرت صفیہؓ سے نکاح فرمایا۔

سال ہشتم میں فتح مکہ ہوا، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ جنگ حنین، جنگ طائف، جنگ موتہ اور جنگ ذات السلاسل ہوئیں اور حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اسی سال میں ہوئی۔

آپ کے حسن اخلاق اور کلام اخلاق کو کس طرح بیان کیا جائے۔ کسی شخص میں طاقت نہیں کہ اس کا مکمل تذکرہ کر سکے۔ بعد کوں کو کھانا کھانا۔ مریضوں کی مزاج پرسی کرنا۔ غصہ کا اظہار نہ کرنا۔ نواسع سے پیش آنا۔ سلام میں ابتداء کرنا۔ لوگوں کی خطاؤں سے دو گز نہ کرنا۔ خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ یہ تمام اوصاف آپ میں ہوتے سے قبل موجود تھے۔ کبھی کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ سواری کے لئے گھوڑا، اونٹ یا جو سواری بھی لی، اختیار کیا۔ پیدل بھی سفر کیا۔ بازار سودا سلع خریدنے کے لئے خود چلے جاتے۔

وفات تریسٹھ سال کی عمر میں بارہ ربیع الاول بروز ہر بوقت چاشت چودہ دن بیمار رہ کر ہوئی۔ یہ ہجرت کا گیارہواں سال تھا۔ حضرت علی بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، فضل بن عباس، قثم بن عباس، اسامہ بن زیدؓ، شقران (آخر الذکر دونوں سرکارِ دو عالم کے موالی میں تھے) نے غسل دیا۔ غسل کے وقت حضرت اوس بن خولہ انصاری بھی موجود تھے۔ غسل کے بعد آپ کو تین بغیر سے ہوئے کپڑے زیب تن کئے گئے اور اس کے بعد جدِ اطہرؐ تابوت میں لکھا گیا جس جگہ وصال فرمایا، وہاں ہی دفن کیا گیا۔ مرقہ مبارک میں وہی حضرات اترے جنہوں نے غسل دیا تھا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم

سال نہم میں جنگ تبوک۔ وفات حضرت ام کلثومؓ۔ وفات نجاشی (شاہ حبش)۔ وفود کی آمد و غیرہ واقعات پیش آئے۔

سال دہم میں حجتہ الوداع۔ وفات ابراہیم علیہ السلام اور وصال رحمت اللعالمین، ختم المرسلین سرور کائنات، سرکارِ مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔

المؤمنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب

اسلام کے دامن میں لوہاں کے سوا کیا ہے

اک ضربِ پیدِ الہی، اک سحرِ شبیریؐ (اقبال)

کنیت ابوتراب اور ابوالمحسن ہے۔ لقب مرتضیٰ۔ خطاب اسد اللہ الغالب، اور اسم گرامی علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ پوری سلسلہ علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، اور مادری سلسلہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم پر فتمی ہوتا ہے۔ ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ بچوں میں سب سے قبل اسلام قبول فرمایا۔ حضرت عثمان ذی النورین کی شہادت کے بعد ۳۵ھ مطابق ۶۵۶ء میں منہ خلافت کو زینت بخشی۔ چار پانچ سال خلیفہ المؤمنین کے منصب عالی پر فائز رہے۔

آپ کے فضائل و مناقب کو بیان کرنے کے لئے ایک علم درکار ہے۔ خواتین ایزد متعال نے آپ کے لئے دو بار مغرب سے سورج کا رخ پھیرا۔ ہادی کونین نے فرمایا کہ، جس سے میری دوستی ہے علی بھی اس کے دوست ہیں۔ تمام سلاسل آپ پر ختم ہوتے ہیں۔ انتخابِ امام اول ہیں۔ ایک دوسرے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! تو میرے واسطے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے، مگر شرط یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ خلیفہ چہارم اصحابِ رسول اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ سے ۸۶ احادیث مروی ہیں۔ ۱۲۴ احادیث بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہیں۔ سرکارِ مدینہ کے اصحاب شریفی میں جنہل تھے۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ قشرفیت سے گئے تو چند دنوں کے لئے آپ کو مکہ معظمہ رہنے کا حکم ملا ہوا تھا تاکہ لوگوں کی امانتیں اور وصایا جو سرکارِ عالی تبار کے ذمہ تھے ان کو واپس کر دیئے جائیں۔ امام المؤمنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے سوال کیا کہ حضور کو مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت تھی۔ فرمایا: علی سے (رضی اللہ عنہما) جب اخوت کا عالمگیر رشتہ قائم ہوا تو حضور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی بنے تھے۔ غزوہ بدر، احد، خندق، بیعت رضوان، فتح خیبر فتح مکہ جینیں، طائف ان تمام جنگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود شریک تھے۔ جنگ احد میں آپ کو سولہ زخم آئے تھے۔ پانچ سال کی مدت خلافت میں آپ نے امور مملکت اور مہمات ملی کو سنبھالنے کے لئے جو کراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ ان کی تفصیل سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔

علامہ عبد الوہاب اشعرائی اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کی خدمت اقدس میں فالودہ پیش کیا۔ جب وہ سامنے رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تو خوش بودار خوش رنگ اور خوش مزہ تو ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ اپنے نفس کو ایسی چیز کا غور بہتوں جس کی پہلے عادت نہیں۔ آپ اپنے کرتہ میں خود پیوند لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ پیوند لگانے سے دل میں خوف غلبہ ہوتا ہے۔ زہد ریاضت میں آپ کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ منہ امام حنبلؒ میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں بھوک سے ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ شکم پر پتھر باندھتا ہوں لیکن میرے صدقات کی مقدار چار ہزار اشرفی تک ہو چکی ہے۔ دوسری روایات میں چالیس ہزار اشرفی ہے۔

آپ دین اسلام کے رموز و اسرار کے عالم تھے لیکن عمل کی زندگی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ صرف خواص کو آپ نے تصوف کے حقائق و معارف سے نوازا۔ بے مثل تقریر فرماتے تھے اور خطابت تو آپ کے گھر کی ٹونڈی تھی۔ بڑے بڑے مجمعوں میں فی البدیہہ تقریر فرماتے جو مدلل اور مؤثر ہوتی تھی۔ صحیح احادیث میں آپ کے اشعار بھی موجود ہیں۔ خطبات کا مجموعہ باسم "نہج البدعت" اور "دیوان علی" شاعری کا مجموعہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ نے عربی زبان کی گرامر مدون کرنے میں ابوالاسود دہلی کی مدد کی تھی۔

شہادت سیدہ مطہرہؓ میں بغیر ۶۳ سال بمقام کوثر ہوئی۔ نجف اشرف میں پُر انوار مقبرہ ہے۔ غسل جنازہ میں امام حسنؒ، امام حسینؒ، حضرت عبداللہؒ اور حضرت جعفرؒ شریک ہوئے۔ حضرت علیؒ نے سرکار مدینہ کی تجہیز و تکفین سے کچھ عطر عقیدہ قنبدی سے اپنے سے بچا رکھا تھا، اسی سے جسم اطہر معطر کیا گیا۔ کفن تین کپڑوں پر مشتمل تھا۔ دستار اور پران زلفا۔ نماز جنازہ امام حسن علیہ السلام نے پڑھائی۔ آپ کے روضہ پاک کا گنبد سنہری ہے اور دروازے سونے کے بنے ہیں۔

اے صاحب کیا یاد فرمایا ہے مولانا نے مجھے
آج میرا دل کھینچا جاتا ہے کیوں سوئے علیؒ

نوٹ: حضرت امام حسنؒ سے حضرت امام علیؒ رضائیک کے حالات زندگی تبرکاً درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ یہ کتاب امین کے حالات زندگی سے زمینت پاسکے۔

در اصل سلسلہ حلیہ دریر میں امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رومانی خلافت حضرت خواجہ حسن بدایونیؒ کو ملی تھی جن سے آگے فیوض و برکات کے چشمے پھوٹے۔

اٹھالا۔ وہ اٹھا لایا تو آپ نے اعرابی کے حوالے کر کے فرمایا کہ اس وقت اس کے سوا گھر میں اور کچھ نہیں۔ درمیان میں تجھ سے دریغ نہ کرتا۔ اعرابی یہ سن کر کم کر کے اختیار پکار اٹھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ میں تو یہاں آپ کے صبر و حلم کو آزمانے آیا تھا۔ وفات آپ کی نہر کی وجہ سے ۵۔ ربیع الاول ۶۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۳۲ء میں ہوئی۔ عمر پاک ۵۵ سال ۶ ماہ ۱۲ فتنی۔

حضرت امام حسین رضی

آپ ۶۲۵ھ مطابق ۱۰ مئی میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ، لقب سید الشہداء اور نام نامی حسین ابن علی ہے۔ والدہ مکرمہ کا اسم گرامی سیدہ فاطمہ الزہرا ہے۔ کئی کتابوں میں تحریر ہے کہ آپ بطن مادر میں چھ ماہ رہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بن حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کے علاوہ چھ ماہ کا کوئی بچہ جانبر نہیں ہو سکا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین رکھا تھا۔ آپ اس قدر حسین و جمیل تھے کہ تاریکی میں آپ چاند کی طرح چمکتے۔ اندھیرے میں جب چلتے تو چمکتے چہرے اور دمکتی پیشانی سے لوگوں کو راستہ نظر آجاتا۔ چھ سال کی عمر تک آنحضرت کی پرورش میں رہے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تربیت میں آئے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دونوں میرے لڑکے ہیں۔ دونوں بھائی ہمیشہ رات دن سائے رسالت پناہ میں موجود رہتے تھے۔ اگر کبھی والدہ مکرمہ کے پاس ہوتے تو فوراً پکارا ہوتی۔ فرماتے: فاطمہ! میرے بچوں کو میرے پاس بھیج دو، اور جب یہ شہزادگان عالی تبار آئے تو پیار فرماتے چومتے اور پہلو میں جگہ دیتے، اور فرماتے: یہ دونوں دنیا میں میرے عطر ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھے گا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ فرمایا: میں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب اور

حضرت امام حسن رضی

آپ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فرزند و بلند اور حضرت فاطمہ الزہرا کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ ۶۲۵ھ مطابق ۱۰ مئی میں ولادت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام پاک حسن رکھا۔ آپ سر سے ناف تک اپنے نانا کے ہم شکل تھے۔ آپ نے ۲۵ یا ۲۶ سال تک بہت سختی اور خوار ترس تھے۔ پوشیدہ طور پر بڑا کرک ادا فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو متحارب گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امیر المومنین حضرت علی کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ تو مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے۔ فتنہ و فساد کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کے لئے صرف چھ ماہ خلافت کے فرائض انجام دے کر امیر معاویہؓ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اپنے بعد کسی کو بادشاہ نہ بنائیں گے اور خلافت کو مسلمانوں کی صوابدید پر چھوڑ دیں گے۔ جس پر امیر معاویہؓ نے آپ کا ایک لاکھ دینار سالانہ خلیفہ مقرر کر دیا جو آپ محتاجوں، یتیموں اور بے کسوں میں تقسیم فرما دیتے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید بادشاہ بن گیا تو اس نے آپ کو نہر دلوادیا۔

آپ کے حسن اخلاق کی ایک ادنیٰ مثال ملاحظہ فرمادیں کہ ایک دفع جب کہ آپ اپنے کوذ کے مکان کی دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ آپ نے اٹھ کر فرمایا کہ اسے اعرابی! معلوم ہوتا ہے کہ تو شاید عہد کا ہے یا تجھے کوئی مصیبت پہنچی ہے۔ مجھے بتا کہ میں تیری کوئی امداد کر سکوں۔ لیکن وہ برابر وہی تب ہی بکھتا رہا۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گھر سے درہوں کی قلیل

پیارے آپ کے نزدیک کون ہیں۔ ارشاد فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ (علیہما السلام) حضرت عمرؓ خطابؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ حضور رسالت مآبؐ نے حضرت امام حسینؑ کو اپنی پشت مبارک پر بٹھا کر ایک رستہ اپنے دہن مبارک میں پکڑا ہوا ہے، اور اس کے دونوں سرے حضرت امامؑ نے تھامے ہوئے ہیں۔ اور وہ آنحضرتؐ کو چلا رہے ہیں اور خود آنحضرتؐ اپنے گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔ میں نے کہا: اے حسین! آپ کا اونٹ بہت اچھا ہے۔ یسن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے عمرہ یا سواری بھی تو بہت اچھا ہے۔ اس سے آپ ان کی عظمت و شان کا اندازہ فرماویں۔

آپ نے چپیں حج پیادہ کئے سالانہ عمدہ قسم کے گھوڑے کو تل بہراہ ہوتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی علامات و عادات آپ میں موجود تھیں۔ آپ سے احادیث کتب صحاح میں مروی ہیں۔ محدثین آپ کی عملی زندگی کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام صاحب حلم و فضل تھے۔ نماز روزے صدقات اور افعال خیر میں بہت زیادہ مشغول رہا کرتے تھے۔ سلاسل اربعہ کے تمام شجرہ جات آپ کے ہی واسطہ سے موکاتے کائنات اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتے ہیں۔

الطبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ آپ نے چھپن سال کی عمر میں شہادت پائی۔ روایت مد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آئی کہ میں نے یحییٰ بن زکریاؑ کے بدلے چچا نوے ہزار نفوس کو مار ڈالا تھا مگر امام حسین بن علیؑ کے بدلے اس کے دو گنے کو ہلاک کروں گا۔ شہادت کر بلا میں نماز جمعہ کے وقت ہوئی تھی۔ شہادت سلسلہ مطابق سلسلہ میں ہوئی آپ کے روضہ مبارک کا گنبد سنہری ہے۔ دروازے سونے کے اور بے شمار بیرے چابرات نذر کردہ یہاں محفوظ ہیں۔

امام زین العابدینؑ

ابوبکر۔ ابوجہن۔ اور ابوجہر کنیت۔ سجاد اور زین العابدین لقب۔ اسم گرامی علی بن حسینؑ بن حیدر کرار علی المرتضیٰ ہے۔ ولادت بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی، بی بی شہزادہ بنت یزدجرد بن نوثر و ان عادل تھا۔ سال ولادت سلسلہ مطابق سلسلہ ہے۔ مگر احمد صالح کے مطابق آپ کی پیدائش سلسلہ مطابق سلسلہ ہے۔

آنحضور صحابہ کرام کے بعد تمام اہل زمانہ میں عابد ترین اور دنیا سے تصوف و معرفت کے آفتاب تھے۔ آپ نے عظیم ترین صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین مثلاً حضرت امام حسینؑ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت متورہ حضرت ابورافعؓ سعید بن مسیبؓ اور ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت صفیہؓ و غیرہ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے۔ طبقہ تابعین کے سب بزرگ آپ کی عظمت کے قائل ہیں۔ آپ کم سنی سے فصیح البیان تھے۔ واقعہ کر بلا کے بعد حضرت امام حسینؑ شہید کر بلا کے لوگوں میں سے تھے آپ تنہا باقی رہ گئے تھے۔ آپ کے اٹھ فرزند تھے اور کوئی دختر تو لہ نہ ہوئی۔ ان اٹھ فرزندان کی نسل میں رب الغمین نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ آج کل دنیا میں سادات کا گھرانہ قائم و دائم ہے دنیا سے اسلام میں کل حبشی سادات آپ کی اولاد سے ہیں۔ علامہ الشعرانی لکھتے ہیں:

کہ آپ تیرہ سال کے تھے جب کر بلا کا واقعہ پیش آیا۔ آپ کو اس نئے شہید زکریاؑ کے آرہے تھے۔ آپ نہایت کریم اور عبادت گزار تھے۔ روایت ہے کہ ہشام بن عبد المطلب بن مروان حج کے لئے ایک وقفہ مکہ معظمہ آیا۔ جب بیت اللہ کا طواف کر کے حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے بڑھا تو حقیقت کے جھوم کی وجہ سے اس کو راستہ بدل رکھا۔ تب منبر پر چڑھ کر اس نے خطبہ دیا۔ اس دوران حضرت زین العابدین بن حسین بن علی تشریف لے آئے تو سارا عین کاٹی کی طرح چھٹ گیا جب حجر اسود کے نزدیک تشریف لے گئے تو مخلوق نے آپ کی تعظیم کیلئے حجر اسود کو خالی کر دیا اور آپ نے بوسہ دیا۔ اس بات سے عائدان رسالت مآبؐ کی عظمت

صاف عیاں ہوئی ہے۔ فرزدق مشہور شاعر نے اس موقع پر نے البیہ شعر کہے جس میں آپ کی اور آپ کے خاندان کی بے انتہا تعریف و توصیف کی گئی تھی جس پر شام نے اس کو بمقام مسغان جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے قید کر دیا جب حضرت زین العابدین کو پستہ چلا تو آپ نے بارہ ہزار درہم اس کو بھیجے مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور آخر آپ کے فرمان کی تعمیل میں پھر لے لئے۔ فرزدق نے جو اشعار پڑھے وہ یہ ہیں۔
علامہ عبد الوہاب نے آپ کی تاریخ وفات ۹۹ھ مطابق ۶۱۷ء تحریر کی ہے اور سن شریف اٹھاون سال تحریر کیا ہے۔ شہزادہ داراشکوہ قادری نے ۹۵ھ مطابق ۱۳۷۲ء لکھی ہے۔ مزار پر انوار حنبلیہ میں حضرت امام حسنؑ کے روضہ اطہر کے پہلو میں ہے۔
آپ سے صحاح ستہ میں حدیث مروی ہے۔

امام محمد باقرؑ

اسم گرامی محمد بن علی بن امام حسینؑ لقب باقر اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ امام خامس ہیں۔ ۸۷ھ مطابق ۶۰۸ء میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت حسن بن علی المرتضیٰ تھا۔ ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ کو فرمایا تھا کہ اس نام کا میری آل میں ایک فرزند تولد ہوگا۔ اور تم اس وقت زندہ ہو گے تو تم اس سے میرا سلام کہہ دینا۔ آپ نے حضرت جابرؓ اور حضرت انسؓ کا زمانہ پایا ہے۔ آپ تابعین میں شامل ہیں۔ صحاح ستہ میں حدیث بھی آپ سے مروی ہے۔ علوم ظاہری و باطنی آپ نے اپنے والد گرامی حضرت امام زین العابدینؑ ابن سنیبؓ اور ابن حنفیہؓ سے حاصل کئے۔

آپ باقرؑ اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ نے علم کو شوق کیا اور اس کی جڑ کو پہچانا۔ اہل عراق کے ایک گروہ کی نسبت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اہل بیت کا دوست سمجھتا ہے۔ آپ نے ان کو تحریر کیا کہ جو شخص صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کو دشمن کہتا ہے مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں، اور اگر میں حاکم ہوں تو جو لوگ ان دونوں کو برا سمجھتے ہیں ان کے خون کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بناؤں گا۔

لکھا ہے کہ جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا، اور درود وظائف سے فارغ ہو جاتے تو باقرؑ بند اپنی مناجات پڑھتے کہ اے بار الہا! رات آگئی، شہنشاہوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ آسمان پر ستارے نکل آئے اور لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے اور بنو امیہ آرام پا گئے اور انہوں نے اپنی دنیاوی خواہشات کو چھپا دیا، اور اپنے دروازے بند کر لئے اور ان پر پھر سے وارفتگیں کر دیئے۔ اے پاک پڑ روکار! لیکن تو زندہ ہے۔ ہمیشہ رہنے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ تیری ذات پاک پر نیند اور اُدھمہ کا کوئی اثر نہیں۔ تیری ذات اقدس کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کرتی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ کے بادشاہ نے آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے دربار میں بلایا۔ مگر جب گئے تو بادشاہ فوراً تعظیم کے لئے اٹھا اور نذرانہ پیش کر کے معذرت کی کہ آپ کو خواہ مخواہ نہ جنت دی۔
آپ کے چار فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

مر مبارک جب تہتر سال کی ہوئی، تو بقول علامہ شعرانی ۱۱۳۵ھ مطابق ۱۷۳۵ء وفات پائی۔ مزار اقدس جنت البقیع میں حضرت امام زین العابدینؑ کے روضہ اقدس کے متصل ہے۔ امام نے آپ کی تاریخ وفات ۳۳۵ھ۔ یعنی بن حسین نے ۳۳۵ھ اور امام بخاری نے امام جعفر صادق کے قول کے مطابق ۳۳۵ھ تحریر کی ہے جو کہ ہشام اموی کا عہد تھا۔ حافظ ابن حجر محدث نے ۳۳۵ھ مطابق ۳۳۵ھ تحریر کیا ہے۔

امام جعفر صادقؑ

لقب صادق۔ کنیت ابو عبد اللہ اسماعیل اور اسم گرامی جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی المرتضیٰ ہے۔ اور امام سادس ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوجبر صدیق ہے۔ جو اسماء بنت عبد الرحمن بن صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کو طریقت میں اپنے والد بزرگوار امام خامس محمد باقرؑ کی جانب سے توسط حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اپنی والدہ ماجدہ کی طرف سے توسط حضرت قاسم بن محمد بن ابوجبر صدیق (جو آپ کے نانائے دو واسطے تھے۔ حضرت قاسم بن محمدؑ نے حضرت سیدہاں فارسیؑ سے اور انہوں نے حضرت ابوجبر صدیقؑ سے فیض حاصل کیا۔

سفینۃ الاولیاء کے مطابق آپ ۳۳۵ھ مطابق ۱۷۳۵ء مدینہ منورہ میں عہد عبد الملک اموی میں تولد ہوئے۔ آپ اہل بیت سے تھے، اس لئے طریقت کے بارے میں آپ کے بہت سے ارشادات ہیں اور بہت سی روایات مروی ہیں۔ اس گنہگار انسان کی مجال و محبت کہیں کہ وہ آپ کے فضائل و محاسن بیان کر سکے اور نہ ہی زبان و عبارت

میں یہ طاقت کہ تعریف و توصیف کر سکے کیونکہ آنجناب سلطانِ وقت مصطفوی تھے۔ طریقت کے موضوع پر آپ کی کئی ایک تصانیف ہیں۔ حضرت داؤد طائی آپ کی خدمت اقدس میں اکثر آیا کرتے تھے۔ آپ معتزلہ مطلق تھے۔ مشائخ کے سردار اور جگر گوشہ انبیاء تھے۔ آپ نے اپنے والد کرم حضرت امام محمد باقرؑ سے بہت سی باتیں روایت کی ہیں۔

ایک وفد خلیفہ بغداد منصور عباسی نے اپنے وزیر سے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق کو لاؤ تاکہ اس کو قتل کیا جائے۔ پہلے تو وزیر نے بیت و اعلیٰ سے کام لیا، مگر آخر مجبور ہو کر آپ کو بلوایا۔ جب آپ خلیفہ کے سامنے آئے تو منصور تخت سے نیچے اتر آیا اور نہایت عجز و انکساری سے آپ کا استقبال کیا۔ تخت پر بٹھایا، اور خود مؤدبانہ طریق سے آپ کی خدمت عالیہ میں بیٹھا۔ اس پر وزیر اور غلام نہایت متعجب ہوئے منصور نے پوچھا جناب کیا حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا: یہی کہ تو دوبارہ مجھے دہائے ناکہ میں عبادت الہی میں مشغول رہوں۔ پس خلیفہ نے آپ کو نہایت عرواحترام سے خدمتِ فاخہ دیکر رخصت کیا اور خود بے ہوش ہو گیا۔ تین دن تک یہی کیفیت رہی۔ جب ہوش آیا تو وزیر سے کہا کہ حضرت امام جب دروازے میں داخل ہوئے تو میں نے ایک آرد دان کے ساتھ دیکھا خواجہ زید الدین عطار اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اہل بیت ہیں بلکہ امام شافعیؒ تو اہل بیت سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ لوگوں نے آپ کے رافضی ہونے پر گمان کیا، اور اسی وجہ سے آپ کو قید میں ڈال لیا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے سوال پوچھا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقداروں میں سے کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: بولہو میں جناب صدیق اکبرؓ و جناب فاروق اعظمؓ، جو انوں میں حضرت عثمان غنیؓ اور اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰؓ۔ سورتوں میں ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، زکریاؓ، یونسؓ، حضرت فاطمہ الزہراءؓ۔ مزید فرمایا: کہ اہل بیت کو بھی حسب مرتبت پہچاننا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا۔ علامہ عبد الوہاب الشعرانی لکھتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوریؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ

سے آپ کی اکثر ملاقات رہتی تھی۔ ان کے علاوہ بایزید بسطامیؒ، امام مالکؒ، سفیان بن عیینہؒ ابن جریج اور امام شعبہ کے بھی آپ استاد تھے۔

اقوال

فرمایا: پانچ قسم کے لوگوں سے پرہیز کرو! ایک جھوٹے آدمی سے کیونکہ ہمیشہ اس کے ساتھ عزور میں رہو گے۔ دوسرے بے وقوف سے کہ وہ برحسب تیرا فائدہ چاہے گا لیکن تیرا نقصان کریگا۔ تیسرے بخیل سے کیونکہ وہ تیرا نہایت قیمتی وقت ضائع کرے گا۔ چوتھے بزدل آدمی سے کہ وہ بوقت ضرورت تجھ سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اور پانچویں فاسق سے کہ وہ تجھ کو ایک لقمہ کے عوض فروخت کر دیگا اور لقمہ سے کم کا لالچ کرے گا۔

وفات مدینہ منورہ میں ۱۴۸ھ مطابق ۷۶۵ء میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ حضرت امام حسنؒ، حضرت امام زین العابدینؒ، حضرت امام محمد باقرؒ اور حضرت امام جعفر صادقؒ ایک ہی کتبہ میں دفن ہیں۔ منصور عباسی کا دور حکومت تھا۔ وصال بروز دوشنبہ پندرہ وجب کو فرمایا۔ عمر شریف آپ کی ایک روایت کے مطابق ۶۵ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۶۸ سال ہوئی۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے: (۱) حضرت امام موسیٰ کاظمؒ (۲) حضرت عبید اللہ اقطع (۳) حضرت اسماعیل

سنہری زمانہ

حضرت امام صاحبؒ کا زمانہ امامت تاریخ اسلام میں سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ہی عہد حیات میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پرست و شتم کئے جانے کا سلسلہ بند کر دیا۔ اسلام کا پرچم سرزمین اندلس

77906

پر لہرایا گیا۔ تدوین حدیث کرانی گئی۔

فاریخ سندھ (پاکستان) محمد بن قاسم بن محمد بن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس پاک سرزمین میں اسلام کا جھنڈا گاڑا، اور آپ کی بڑکت سے دنیا کے مشرق اور مغرب میں نوائے اسلام لہرایا گیا۔ سلطان العارفين حضرت بایزید بسطامیؒ جو آپ کے خلفائے عظام میں سے تھے فرماتے ہیں کہ میں سرزمین عرب و عجم میں چار سو بیروں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اگر آپ کی خدمت تک نہ پہنچتا، تو مسلمان نہ ہوتا۔

امام موسیٰ کاظمؒ

بقول علامہ الشیرازیؒ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸ھ مطابق ۷۴۷ء میں ہوئی۔ اسم گرامی موسیٰ بن جعفر صادق، لقب کاظم اور کنیت ابو ابراہیم و ابو الحسن ہے۔ ولادت باسعادت بمقام ابوار ہولی جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک قصبہ ہے جہاں حضرت آمنہ والدة آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ والدہ ماجدہ حمیدہ بریرہ ام ولد تھیں جن کو حضرت امام محمد باقرؒ نے خرید کر امام محمد جعفر صادقؒ کے سپرد کب تھا۔ ان جناب انہیں کے بطن سے تولد ہوئے۔ آپ سیاح فام تھے۔

نہایت پاکباز اور متقی بزرگ تھے۔ ساری عمر دین مصطفویؐ کی خدمت میں گزاری حالانکہ آپ دنیاوی محاذ سے نہایت متمول تھے اور صاحب و میاست تھے۔ مگر یہ دولت ہمیشہ غریب اور مساکین کے کام آتی تھی۔ کثرت عفو و درگزر کرنے کے سبب "کاظم" لقب مشہور ہوا۔ آپ کے مناقب حیطہ تحریر سے باہر ہیں۔ حقیقت اور شریعت کے مشکل مسائل کا حل تمام علمائے عصر آپ سے ہی کرایا کرتے تھے۔ اپنے زمانہ کے تمام علماء، صوفیاء، عرفاء اور فقہاء سے افضل ترین تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں کوئی بھی آپ کے ہم پل نہ تھا تمام اہل عرب و عجم آپ کی قیادت اور امامت باعث سعادت خیال کرتے تھے۔

آپ کو مہدی عباسی خلیفہ نے عراق بلوایا اور پھر دینہ طیبہ واپس بھیج دیا۔ چنانچہ آپ

ہارون الرشید کے زمانہ تک یہیں رہے اور جب رشید مدینہ طیبہ میں آیا تو آپ کو ساتھ لے گیا اور بغداد میں مقید رکھا۔ یہاں تک کہ آپ نے جان شیری جان افزا کے سپرد ذریعہ نہر کی۔
 لکھا ہے کہ اس سے قبل خلیفہ وقت نے کچھ لوگوں کو شمشیر و سناں دے کر آپ کے قتل کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے آپ پر بار بار حملے کئے مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر کچھ لوگوں کے مشورہ پر فلعی گھد کر آپ کے حلق میں ڈالی گئی مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

آپ کی متعدد ازواج تھیں جن سے ۲۵ بیٹے اور ۲۲ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ دوسری جگہ تحریر ہے کہ ۲۱ صاحبزادے اور ۲۸ صاحبزادیاں تو لہ ہوئیں۔
 مزار پر انوار بغداد شریف میں مقبرہ قریش میں ہے۔ مشاعرہ مطابق سنہ ۶۰۰ میں نہر کی وجہ سے شہید ہوئے۔ عمر مبارک ۵۴ سال یا ۵۵ سال ہوئی۔ لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو قید خانہ میں ڈلوایا تھا۔

سید ابوالحسن علی بن امام موسیٰ رضا

اسم گرامی علی بن موسیٰ بن جعفر۔ لقب رضا اور کمینت ابوالحسن تھی۔ ولادت، ۲۵۱ھ مطابق سنہ ۸۶۵ء عہد محمدی عباسی میں ہوئی۔ والد ماجد نجمہ شہزادہ ام ولد تھیں، جو کہ امام موسیٰ کاظمؑ کی والدہ محترمہ حضرت حمیدہ کی کنیز تھیں۔ حضرت امام موسیٰ علی بن جعفر فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے اپنی کینت مجھے عطا کر دی تھی۔ مگر آنجناب رضاؑ کے لقب سے ہی دین و دنیا میں ممتاز و مشرف ہیں۔

آپ آنحضرتؐ امام ہیں، اور اپنے جد امجد حضرت امام جعفر صادقؑ کے وصال سے پچاس سال بعد متولد ہوئے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے لب جنش میں تھے۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ آپ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک ات حضرت حمیدہ والدہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو آنحضرتؐ رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ کو اپنے فرزند موسیٰ رضا کو سوپ دو اور منقریب اس جڑے سے ایک آفتاب طلوع ہوگا جس کی شعاعیں رشتی و نسب تک جگمگاتی رہیں گی۔ وہ لوگ اس کے زمین کی تمام مخلوق سے افضل ہوگا، اور واقعی یہ ایک حقیقت تھی۔ ۲۵ سال کی عمر میں آپ منصب امامت پر فائز ہوئے۔

لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو بلا بھیجا۔ جب آپ تشریف لے گئے تو خلیفہ نے آپ کو انگوڑے تناول فرمانے کے لئے پیش کئے۔ آپ نے اس میں سے خلیفہ کی ضد کی وجہ سے تناول فرمائے اور انگوڑے ہوئے۔ ہارون نے کہا کہ ان کا ارادہ ہے؟ فرمایا: جہاں جانے کا امر ہوا ہے۔ آپ سر پر کچا اوٹھ کر چلے اور ایک سرائے میں قیام پذیر ہوئے اس سرائے میں آپ کے صاحبزادے امام تہی مدینہ منورہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے معاف فرمایا، اور دونوں باپ اور فرزند ایک ہی بستر پر دراز ہو گئے، اور کچھ راز و نیاز کی باتیں کیں۔ اسی عام میں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت خواجہ معروف کرخی جو تمام اکناف عالم کے مقتدی ہیں، آپ کے ہی تربیت یافتہ اور پروردہ ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت بایزید بسطامیؒ جو عارفوں کے سر تاج ہیں، آپ کے ہی فیوض برکات سے فیضیاب ہوتے تھے۔

حضرت امام محمد تقیؑ رضی اللہ عنہما آپ کے صاحبزادے تھے جو ۱۹۵ھ مطابق سنہ ۸۱۰ء میں بہت کم دین منورہ خیران یا رحیم نام ولد سے متولد ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ہارون الرشید نے اپنی دختر ام الفضل کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ خلیفہ معتمد ہاشمی عباسی کے دور میں ۲۵۱ھ مطابق سنہ ۸۶۵ء میں بمقام بغداد شریف وصال فرمایا اور اپنے جد امجد حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے جوار میں مدفون ہوئے۔

وفات ۲۵۱ھ مطابق سنہ ۸۶۵ء میں عہد معتمد اللہ عباسی طوس کے قصبہ شاہ آباد میں ہوئی۔ مزار اقدس ہارون الرشید کے قید میں ہے جس کا محل وقوع سرائے مذکورہ تھا۔ آج کل اسے شہید مقدس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بعض جگہ سنہ ۲۵۲ھ مطابق

۳۲۲ھ تحریر ہے۔ ۹۴ سال کی عمر پائی۔ ابن خلکان نے سال وصال ۳۲۲ھ مطابق ۹۴۰ء لکھا ہے۔ فرزند ان میں امام محمد تقیؑ، جعفر، حسین، علی، حسن ہوئے ہیں۔

روضہ اقدس

حضرت امام کا روضہ مشہد مقدس دایران میں واقع ہے۔ تاریخ کے مطابق آپ کا روضہ اقدس تین دفعہ منہدم اور چار دفعہ از سر نو تعمیر کیا گیا۔ سب سے پہلی عمارت وہ تھی جو عسکری خلیفہ مامون الرشید کے حکم کے مطابق حضرت امام کی حیات میں ہی قبہ ہارونی کے نام سے معروف ہوئی۔

دوسری دفعہ سلطان سلجوقی کے فرزند سلطان محمود غزنوی کے حکم سے تعمیر ہوئی، اور تیسری دفعہ سمرقانی کے عہد حکومت میں قم کے حاکم شرف الدین طاهر نے صرف خاص سے تعمیر کرایا۔ مزید برآں عہد صفویہ میں شدید زلزلہ کے باعث جب دیواروں اور میناروں کو نقصان پہنچا تو شاہ سلیمان صفوی نے اسکی مرمت کرائی۔ اس شہر میں کوئی مکان یا دوکان کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا ہر باشندہ حضرت امام موسیٰ رضا کا کرایہ دار ہے جس کے لئے ایک وقف بورڈ قائم ہے۔ جس کا سربراہ شہنشاہ ایران ہوتا ہے۔ یہ مقبرہ دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ اور ارب ہارویوں کا سنا اس پر لگا ہوا ہے۔ نیز روضہ عباسیہ کا گنبد نہری ہے۔

شیخ حسن بصریؒ

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چچہ حبیل القدر خلفاء میں سے ایک تھے کینیت ابو سعید یحییٰ۔ پیشہ جوہر فروشی تھا۔ اس وجہ سے آپ کو حسن نولانی بھی کہا جاتا تھا۔ حبیل القدر تابعین میں سے تھے۔ آپ نے امیر المؤمنین حضرت عرفان رقیؑ کے علاوہ ایک سو تیس صحابہ کرام سے حقائق کی تھیں، لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ

کا کیزوں میں سے تھیں۔ ولادت آپ کی ۳۲ھ میں ہوئی۔ ان کے والد بصرہ اور واسط کے درمیان ایک قصبہ عیسائی کے رہنے والے تھے جو قید ہو کر انصار کے غلام بنے۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کی بیعت حضرت امام حسن علیہ السلام سے تھی۔ ہمیشہ ریاضت شاکر اور مجاہدہ سخت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ عموماً ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس کے بعد افطار کیا کرتے تھے۔ تمام عمر سوائے عذر شرعی کے کبھی بے وضو نہ رہے صاحب کشف و کرامات مستجاب الدعوات۔ امام الوقت۔ علوم ظاہری و باطنی میں یتنا تھے۔ کئی حکمران اور انقلابات زمانہ دیکھے مگر اپنی طریقہ زہد لا۔

حضرت رابعہ بصریؒ آپ کے زمانہ میں ہوئی ہیں جو کہ اپنے زمانہ کے صحابہ میں سے تھیں ۹۹ سال عمر پاک ہوئی اور بصرہ میں مدفون ہوئے۔ یہ خلافت ہشام بن عبد الملک بن مروان کا زمانہ تھا۔ مزار اقدس شہر بصرہ سے تین میل دور، حدوہ شہر سے باہر واقع ہے۔

فرماتے تھے کہ کوئی سرکش گھوڑا تیرے نفس سے زیادہ سخت لگام دینے کے قابل نہیں۔ آپ کے مریدین میں شیخ حبیب عجمی، خواجہ عبدالواحد بن زید اور عتبہ بن علام بہت ممتاز تھے۔

شیخ حبیب عجمی

نام پاک حبیب تھا۔ پیدائش فارس میں ہوئی۔ کینیت ابو محمد تقی۔ آپ نے حضرت حسن بصریؒ سے بیعت کی تھی۔ بیشمار شاخ سے آپ کی ملاقاتیں ثابت ہیں۔ شروع میں آپ لاکھوں روپے کا سودی کاروبار کرتے تھے اور کوئی بھی عزیز آدمی آپ کے ظلم و تعدی سے محفوظ نہ تھا۔ مگر جب طبیعت میں تغیر پیدا ہوا تو ایک معمولی واقعہ نے ہی ان کی کاپیٹل دی اور خود بخود حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے وعظ میں شامل ہوئے۔ دل پر ایک چوٹ لگی اور واپس اگر تمام قرض داروں کے قرض معاف کر دیئے۔ حضرت خواجہ صاحب اکثر و بیشتر آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔

آپ کے ملنے والوں میں آپ کے مرشد کے علاوہ حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام شافعیؒ وغیرہ شامل تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کا بھی یہی زور تھا۔
۳۵۱ھ میں وصال فرمایا، اور بصرہ میں دفن ہوئے۔ بعض کے نزدیک آپ کا سال وفات ۳۵۲ھ رمضان ۳۵۳ھ روز شنبہ۔ علیہ خلافت ہشام بن عبدالملک ہے۔

شیخ داؤد طائی

آپ کا شمار حضرت حبیب گجی کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے۔ ابوسلیمان کنیت ہے۔ آپ کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہونے پر فخر تھا۔
مشائخ متقدمین میں سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں بالکمال تھے۔ علم فقہ میں آپ کو امام الفقہاء کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ، بشر حافی، سفیان ثوری، سلطان ابوالہیثم، ابوہم کی آپ سے اکثر و بیشتر ملاقاتیں رہا کرتی تھیں۔ اہل تصوف کے سرداروں میں سے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے عالم تھے۔

حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت داؤد طائی بیس سال تک حضرت امام اعظم کے درس میں رہے سراج السالکین حضرت امام اعظمؒ اکثر آپ کے مکان پر آپ سے ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔

آخری عمر میں گوشہ نشینی اختیار کی اور زہد و ورع کا طریق اختیار کیا۔ آپ کا وصال ۳۸۲ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ اور وہیں مدفون ہوئے ایک دوسری روایت میں آپ کی تاریخ وفات ۳۸۳ھ بیان کی جاتی ہے جو کہ خلیفہ المہدی بن منصور عباسی کا زمانہ تھا۔
ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید عالم شہزادگی میں حضرت امام ابو یوسف کے ہمراہ آپ کے مکان پر آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا، مگر آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ بالآخر آپ کی والدہ ماجدہ کی سفارش پر دونوں حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے ارشاد سے مستفید ہوئے۔

فرمایا کرتے تھے، جس میں مروت نہیں اس کا دین مکمل نہیں۔ نیز خلق سے بھاگن ہی بہتر ہے۔

شیخ معروف کرخی

اسم گرامی معروف اور کنیت ابوحنظلہ تھی۔ والد ماجد کا نام فیروزان تھا۔ پہلے اپنے آبائی دین بتائش پرستی پر قائم تھے۔ متقدمین مشائخ میں سے تھے اور حضرت شیخ سری سقطی کے استاد۔ کچھ مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے والد مولیٰ تھے۔ حضرت مولانا نور الدین عسکری عبدالرحمان عجمی نقشبندی الاحرار نے آپ کو اپنی کتاب نفحات الانس میں بہترین الفاظ سے یاد کیا ہے۔

کرخی کی حکومت آپ کے نانا کے زیر نگیں تھی۔ جو بتائش پرست تھے۔ آپ نے حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے دست راست پر اسلام قبول فرمایا، اور پھر اپنے والدین کو بھی اسلام سے مشرف فرمایا۔ علامہ عبدالوہاب لکھتے ہیں کہ آپ حضرت امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے آزاد کئے ہوئے تھے۔ آپ حضرت داؤد طائی کی بھی صحبت میں رہے۔ آپ سنجاب اندوالت تھے اور عوام الناس آپ کا واسطہ دیکر بازاران رحمت طلب کرتے تھے۔ پرسب زگاری اور فتوت میں مشہور تھے۔

آپ کو امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے یہاں درباری کی خدمات سپرد تھیں۔ آپ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت داؤد طائی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ جو دنیا کو استقدر حقیر اور بے قدر جانتا ہو۔ ابو اسحاق ابراہیم الصبیاحی البغدادی نے آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے علوم وینیہ کی تحصیل تکمیل حضرت سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنظہؒ کوئی سے کی۔ بیعت ظاہری حضرت سیدنا حبیب گجی سے بھی کی۔ جن کو شرف بیعت و خرفہ خلافت حضرت سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ سے حاصل تھا۔ اس طرح آپ تبع تابعین کی مقرب صف میں شامل تھے۔ مدارج تنزیہ و تجرید میں آپ کی تائید مصر تھی۔

حضرت فرید الدین عطار لکھتے ہیں کہ شیعوں نے آپ کی اکیس روز تک حضرت امام رضاؑ کے دروازہ پر مزاحمت کی اور آپ کے پہنچنے کو ٹوڑ ڈالا۔ جس سے آپ ہار ہو گئے۔ آپ نے سوائے خدمت حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے باقی تمام اشغال سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جو افراد ہی کی تین علامات ہیں:

- ۱۔ خلاف ورزی کے بغیر وعدہ الیف کرنا۔
- ۲۔ خواہش انعام اور لالچ کے بغیر مستحق کی تعریف کرنا۔
- ۳۔ کسی محتاج کی مانگے بغیر مدد کرنا۔

آپ کا فرمان ہے کہ صوفی اس دنیا میں مہمان ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے فرستے رہو کہ وہ تم کو سوائے مسکینی کے اور کسی لباس میں نہ دیکھے۔ آپ عبادات و ریاضات اور مجاہدات میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نیز کشف و کرامات و خوارق عادت آپ کی بے حد و بے پایاں ہیں۔

وفات بغداد شریف میں ستلہ یا ستلہ میں پالی ہو کر معتمد عباسی کا زمانہ تھا۔ مزار پر انوار بغداد شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ لکھا ہے کہ جب وفات کا زمانہ قریب آیا تو ایک روز آپ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ فلک پناہ پر حاضر ہوئے۔ اندر جانا چاہا تو دربانوں نے ٹوکا۔ اور جب آپ نے اصرار فرمایا، تو دربانوں نے آپ کو اس قدر شدید ضربات پہنچائیں کہ آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ جس کی وجہ سے آپ جائزہ ہو سکے۔ چونکہ یہودی و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کو اپنا مقتدا اور رہنما تسلیم کرتے تھے اس لئے سب نے دعویٰ کیا کہ جب زندہ ان کو ملنا چاہیے۔ اس موقع پر شیخ کے خدام تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا کہ شیخ موصوف ہنے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ پر تازہ نہ ہوگا۔ اس لئے جو جماعت میرے جنازہ کو اٹھائے گی۔ اس طریق پر تدفین ہو۔ چنانچہ یہودی و نصاریٰ اپنے مشن میں ناکام رہے اور مسلمانوں نے اٹھا لیا۔ چنانچہ آپ کی تدفین اسلامی طریق پر ہوئی۔

شیخ سہری سقظمی

کنیت ابو یحسین مثنیٰ۔ تبع تابعین میں سے تھے۔ تمام بغداد اور بالخصوص حضرت جنید بغدادی کے استاد تھے۔

حضرت فرید الدین عطار تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حضرت جنید بغدادی کے ماموں تھے۔ اور حضرت معروف کرخی کے درمیان باصفائیں سے تھے۔ عارف باللہ اور تعلقات دنیا سے متنفر تھے۔ بغداد شریف میں دکان کیا کرتے تھے اور دکان میں ہی بزار رکعت نفل ادا فرمایا کرتے تھے۔ نہایت فاضل متجرب اور صاحب معرفت شیخ تھے۔

مشائخ عراق میں سے بے شمار بزرگ آپ کے مرید تھے۔ آپ نے حضرت حبیب راعی کو دیکھا اور ان کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ بغداد میں کباڑی کی دکان کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس بازار میں آگ لگ گئی۔ تو آپ کی دکان بھی جل گئی لوگوں نے آپ سے یہ صورت حال بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا: ”چلو دکان کی فکر سے آزاد ہوا۔ مگر جب لوگوں نے دوبارہ جا کر دیکھا تو دکان صحیح سلامت تھی اور گروہ و نواح کی تمام دوکانیں جل کر خاک سیاہ ہو گئی تھیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور سب کچھ حاجت مندوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔“

حارث محاسبی۔ بشر حافی۔ ابو ہمزہ بغدادی اور احمد بن عاصم انطاکی آپ کے ہم عصر رہے۔ حضرت علی بن عبد الحمید غضاٹری بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور یہی حالت شیخ ابو جعفر حرہ ساک کی تھی۔ ابو سعید خدری بھی ان کی صحبت سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ ابو الحسن نوریؒ نے بھی آپ سے اکتساب فیض کیا ہے۔ حضرت خیر نساج نے آپ سے کئی سوالات کئے تھے۔ ابو نصر سراج مصنف کتاب الفہم نے آپ کی زیارت کی ہے۔ آپ اہل تصوف کے امام تھے اور علم و حیا کے پہاڑ اور مروت و شفقت کے خزانہ تھے آپ پچیس شخص میں جنہوں نے بغداد شریف میں توحید پر سب سے پہلے گفتگو کی۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے سری سقظمی سے زیادہ کسی کو عابد نہیں دیکھا

جب آپ نے عالم میں تھے تو آپ نے حضرت جنیدؒ سے فرمایا کہ بُروں کی صحبت سے بچو اور نیکیوں کی صحبت میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ پھر آپ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے گھر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر میں جھاڑو دسے رہے ہیں اور یہ شجر پڑھ رہے ہیں کہ نہ بجے دن میں چین ہے اور نہ ہی رات کو، مگر اب مجھے کوئی پرہیز نہیں چاہیے راتیں لمبی ہوں یا صوٹی۔

اقوال:

آپ کا زبان ہے کہ گناہوں کا ترک کرنا تین وجوہات سے ہے: ایک دوزخ کے خوف سے دوسرے بہشت کی رغبت سے اور تیسرے اللہ پاک سے شرم کی وجہ سے۔ پھر فرمایا: کوئی بندہ کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ دین اسلام کو اپنی نفسانی خواہشات پر ترجیح نہ دے۔
فرمایا: زاہد کا عیش اچھا نہیں: کیونکہ وہ اپنے میں مشغول ہوتا ہے، اور عارف کا عیش اچھا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا: جو لوگوں سے زیادہ میل ملاقات رکھتا ہے۔ وہ صدق و صفا سے دور رہتا ہے۔

آپ کی وفات حضرت آیات اللہ علیہ السلام میں بعد از شریف میں ہوئی۔ اور علامہ الشیرازی کے مطابق مزار اقدس شونیزیر میں مرتع خلائق ہے اور بہت بڑی زیارت گاہ ہے۔ مہدی ہاسی ان وفوف خلیفہ بغداد عطا۔ وفات کے وقت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی موجود تھے، جنہوں نے آپ سے وصیت کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا: خلقت کی محبت کی وجہ سے حق تعالیٰ سے خلقت اختیار نہ کرنا، اور اسی وقت وفات پا گئے:

ابوالقاسم شیخ جنید بغدادیؒ

کنیت ابوالقاسم القاب سید الطائفہ، طاؤس العمداء، زجاج، قواریری اور فزاریقی۔ آپ کے والد گرامی شیشہ بیچتے تھے، اس لئے قواریری کہلاتے تھے۔ اصل میں نہاوند کے رہنے والے تھے مگر مولد عراق میں بہت ام بندہ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ حضرت سفیان ثوریؒ کا مذہب رکھتے تھے۔ صوفیوں کے امام و سرور تھے۔ والد ماجد کا نام محمد بن جنید عطا۔ حضرت سری سقطیؒ کے رشتہ میں بھانجے تھے اور اپنے دور کے سید السادات تھے۔ حضرت جنیدؒ چونکہ خام مال کے سوداگر تھے، اس لئے فزار کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

خواجہ فرید الدین عطار فرماتے ہیں کہ آپ کو سلطان الحقیقین، طاؤس العمداء، مدبّر الشیخ سان القوم، امام الفہم، جہان شیخ الشیوخ عالم کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اکابر مشائخ کا نظر میں آپ حقائق و اسرار کا بحر ہے کہ اس تھے۔ ایک دن لوگوں نے آپ کے مرشد طریقت حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا کہ کیا کسی مرید کا پیر سے بلند مرتبہ ہوتا ہے تو انہوں نے فرمایا: ہاں! جنید بغدادی کا،

علامہ الشیرازی لکھتے ہیں کہ اپنے حضرت سری سقطیؒ عارف محاسبیؒ اور محمد بن علی قصاب کی صحبتیں پائیں۔ حضرت ربیعہؒ، ابو الحسن شہلیؒ، فزارؒ اور شہابیؒ وغیرہم اولیاء و صوفیہ کے سلسلے آپ کی ذات سے منسوب تھے۔ جن مشائخ کی نسبت آپ سے تھی، ان کو جنید یہ کہا جاتا ہے۔ ابو یعقوب اقطعؒ آپ کے کاتب اور ایچی تھے۔ جن کے فہم خط و کتابت تھی۔ آپ اس قدر عبادت گزار تھے کہ پورے تیس سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ذکر حق میں مشغول رہتے یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت آجاتا، اور عشاء کے وقتوں سے فجر کی نماز ادا فرماتے۔

آپ کے مبعصر مشائخ میں حضرت ابو حمزہ خراسانی، ابو حمزہ بغدادی، بشر حافی، حماد

قرشی بغدادی - غیلان سمرقندی - ابو احمد قلاش - ابو یعقوب زیار - ثابت خباز - ابو الحسن نوری - محمد بن علی قصاب - ابو جعفر بن الکریبی - زیاد کبیر ہمدانی - محمد بن عواد بنوری - رویم بن احمد علی بن سہل بن الاظہر صفہانی - ابو یعقوب نرجوری - ابو یعقوب مزایہ بغدادی - حضرت خیر انسانؒ بغدادی - ابراہیم خواص - ابراہیم بن ثابت - ابو محمد جری - ابو العباس سرک - ابو جعفر صید لانی و غیرہ بہت ممتاز تھے۔

خلیفہ بغداد نے ایک وفد حضرت رویم بن احمد بن یزید بن رویم سے کہا کہ اے ابوبکر! انہوں نے فرمایا کہ میں کس طرح بے ادب ہوں حالانکہ میں نے آدھارون حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں گزارا ہے۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کر۔ چنانچہ میں نے پھر مجلس میں وعظ کتنا شروع کیا۔ ابوبکرؓ کسائی دینوری سے آپ کی بہت خط و کتابت تھی۔ انھوں نے آپ سے ایک ہزار مسند دریافت کیا جس کا آپ نے تحریری طور پر جواب دیا تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع و وجد سے محرز تھے اور ظاہر و باطن میں کبھی خلاف شریعت فعل آپ سے ظہور میں نہیں آیا۔

اقوال

فرمایا: میں دوسو پیروں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں سے صرف سائے اقتداء کے قابل تھے۔ پھر فرمایا: اس راستہ میں وہ شخص قدم رکھے، جو کتاب اللہ کو سیدھے ہاتھ سے نکالے اور سنت مصطفویٰ کو دوسرے ہاتھ سے اور ان دونوں باتوں کی روشنی میں چلے تاکہ کہیں شکوک و شبہات کے عمیق غار میں نہ جا گرے اور نہ ہی بدعت کی تاریکی میں گم ہو جائے۔ پھر فرمایا: فروع و اصول و بلاغت میں ہمارے پیر و مرشد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ خدائے ایزد متعال نے انہیں علم و حکمت بے انتہا عنایت فرمائی تھی۔

فرمایا: صوفی وہ ہے جس کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند دنیا کی محبت سے پاک ہو۔ نسیم حضرت اسماعیل فریح اللہ کی طرح ہو۔ غود و غم حضرت داؤد علیہ السلام اور

عبر الیوب علیہ السلام کی طرح اور مناجات و اخلاص رسالتہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہو۔

شعبہ میں بغداد شریعت میں وفات پائی، اور مقبرہ عوام خواص کے لئے زیارت گاہ ہے۔ قابر امام عباسی ان دونوں خلیفہ بغداد تھا۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک کبوتر سفید رنگ کا آیا، اور جنازہ کے ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اسکو اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اڑا، اور کہا کہ مجھے اور اپنے آپ کو رنج نہ دو کیونکہ میرے عشق کی جڑیں کافی مضبوط ہیں۔

وصال کے وقت زبان مبارک پر تسبیح و تحلیل جاری تھی۔ چار انگلیاں بندھی ہوئی تھیں، اور انگشت شہادت کھلی تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی۔ آنکھیں بند کیں اور مولائے حقیقی سے جا ملے۔ غسال نے غسل دیتے وقت کوشش کی کہ آنکھوں کے اندر پانی نہ جائے، آواز آئی کہ ہمارے رفیق کی آنکھوں سے اپنے ہاتھ علیحدہ رکھو، جو آنکھ مبارک نام سے کہ بند ہو وہ صرف ہمارے لئے ہی کھل سکتی ہے۔ پھر چاہا کہ انگلیاں کھولی کر سیدی کی جانبیں دوبارہ آواز آئی کہ جو انگلیاں ہمارا نام لے کر بند ہوں وہ ہمارے حکم سے ہی کھل سکتی ہیں۔

بغداد شریعت میں موجودہ ربوے شیش اور ہوائی اڈے کے قرب و جوار میں ایک وسیع و عریض قبرستان ہے جس میں لاکھوں غوث - قطب - ابدال اور ائمہ مدفون ہیں۔ ایک روایت ہے کہ اس قبرستان میں تقریباً دو لاکھ اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ اس عظیم الشان قبرستان میں حضرت جنید بغدادی کا مقبرہ مقدس ہے۔

آپ کے مزار کے علاوہ اس قبرستان میں حضرت ابراہیم خواص - حضرت مدون کرخی - حضرت سری سقطی - حضرت بہلول دانا - مشہور علاج اور مشہور معروف عباسی ملکہ زبیدہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مقابر و مزارات واقع ہیں۔

شیخ ابو بکر شبلی

کنیت ابو بکر اور نام نامی جعفر بن یونس تھا۔ اور سلسلہ عالیہ میں بیعت حضرت جنیدؒ بغدادی سے تھے۔ مصنف تذکرۃ الاولیاء رکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت بغداد شریف میں ہوئی۔ ہسل میں آپ خراسان کے تھے۔ مگر بغداد میں ولادت ہوئی اور وہاں ہی فتوہ دینا پائی۔ ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ آپ کی پیدائش سامراء میں ہوئی۔ صاحب نعمات الانس نے لکھا ہے کہ آپ مصر کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد خلیفہ کے دربار میں تھے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی اصل سروشینہ ہے جو فرغانہ کے مضافات سے ہے۔ چونکہ آپ نے شبلیہ میں پرورش پائی اس لئے شبلی کہلائے۔ یہ گاؤں عسقلان سے آگے شہر سروشینہ کے نواح میں واقع ہے۔ کئی مؤرخین نے آپ کو مصری لکھا ہے اور بعض نے ترکی النسل بتایا ہے۔

تیس سال تک آپ فقر و عسقلان پڑھتے رہے۔ ریاضات و مجاہدات میں بے مثال تھے۔ ابتدا میں آپ خلیفہ کے درباروں کے سردار تھے۔ حضرت خیر نساج بغدادی کی مجلس میں آپ نے توبہ کی تھی۔ انہوں نے آپ کو حضرت جنیدؒ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ جن کے شاگرد بنے۔

بہترین فقیہ عالم اور داعی تھے۔ مذہب مالکی پر عمل کرتے تھے۔ مولانا امام مالکؒ حفظہ تھی۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ابو بکر شبلیؒ کو اس آنکھ سے مت دیکھو کہ جس سے تم ایک دوسرے کو دیکھتے ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک تاج ہوتا ہے اور اس قوم کا تاج ابو بکر شبلی ہے۔ آپ بائیس مہرب شفا خانے میں رہے۔ آپ علوم طریقت میں یرگاہ ویکتا تھے۔ بظاہر آپ بہت گرم مزاج اور پرجوش انسان تھے۔

دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے شاہی ملازمت اختیار کی اور آپ کو نواز کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں عبسہ خلیفہ المعتضد باللہ کے جشن میں شرکت کی مرض سے بغداد گئے۔ جشن کی تقریبات نہایت جوش و خروش سے شروع

تھیں کہ ایک گورنر کو چھینک اگئی اور ناک سے رطوبت بہنے لگی۔ اتفاقاً اس کے پاس کوئی رومال نہ تھا۔ چنانچہ گورنر نے دمقہ سے ناک صاف کر لی۔ خلیفہ نے یہ حرکت دیکھ لی۔ اور اس کو گورنر کے عہدہ سے عزول کر دیا، اور بے آبرو کر کے دربار سے نکال دیا۔ شبلیؒ نے اس سے سبق حاصل کیا، اور سوچا کہ اس شخص نے شاہی آداب کو ملحوظ نہ رکھا اس لئے اس کی گورنری چھین گئی تو جو شخص اپنے احکام الحاکمین کا احترام نہ کرے، اس کا انجام کیا ہوگا چنانچہ آپ نے گورنری کو لات مار کر فیری اختیار کر لی۔

حضرت خیر نساجؒ اور جنید بغدادیؒ سے آپ کی صحبتیں تھیں اور حضرت سید الطائفؒ سے بیعت تھی اور خرقہ بھی حاصل کیا تھا۔ بے شمار بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کئے جن میں ابو بکر صمدیؒ، ابو بکر بن طاہر الابہریؒ، محمد بن احمد بن حمدونؒ فرا وغیرہ شامل ہیں۔

ابو عبد اللہ عبادانی نے بھی آپ سے کسب فیض کیا۔ حسین بن منصور حلاج بھی آپ کے ملنے والوں میں سے تھے۔ ابو الحسن صوفی سے آپ کی مسائل میں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک صوفی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک دفعہ شیخ ابو بکر شبلیؒ کے حلقہ میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک سوالی وہاں آیا جو کہنا تھا: اے اللہ! اسے سخی! شبلیؒ نے ایک آؤ کی اور کہا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں خدا کی توصیف بخشش کے ساتھ کروں، حالانکہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کی توصیف کرتی ہے۔

ایک دفعہ بیگی ہوئی مکڑیاں آپ کے ساتھ جلائی جا رہی تھیں جو ایک طرف سے جل رہی تھیں اور دوسری طرف سے پانی نکل رہا تھا۔ آپ نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ تمہارے قلوب میں شوق کی آگ جل رہی ہے تو تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں روا نہیں ہوتے؟

عمر مبارک ۸۸ سال کی ہوئی۔ الطبقات الکبریٰ کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہے۔ ۷۷۷ھ میں بغداد شریف میں وفات پائی اور مقبرہ خیران میں دفن ہوئے۔ یہ زمانہ طاعون عباسی کا تھا۔ عمر ۸۷ سال ہوئی۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو دونوں آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ آپ نے خاکِ قلب کی اور اپنے سرِ اقدس پر ڈالنے لگے اور اس قدر بے قراری پیدا ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ حاضرین نے پوچھا کہ یہ منظر اب کیسا فرمایا، مجھے اب ایسے لعین پر رشک آتا ہے اور ریزش کی آگ مجھے جلا رہی ہے۔ پھر فرمایا: مجھے وضو کرو اور چنانچہ وضو کیا اور جانِ جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

ابو الفضل عبد الواحد البیہمی

اسم گرامی عبد الواحد کنیت ابو الفضل صفی۔ والد ماجد کا اسم گرامی عبد العزیز بن حریث بن اسد تھا۔ حضرت شیخ ابو بکر شبلی سے خلافت حاصل فرمائی اور انہی کے مرید باصفاء تھے۔ حنفی المذہب تھے۔ نسباً عرب کے مشہور و معروف قبیلہ بنو تمیم سے تھے۔ آپ کے والد گرامی اور پیر حضرت شیخ ابو القاسم ابراہیم نضر آبادی حضرت ابو بکر شبلی کے صحبت یافتہ تھے۔ پہلے شیخ خراسان حضرت شیخ ابو القاسم سے اکتسابِ فیض کیا، بعد ازاں حضرت شبلی سے منسلک ہو گئے اور سرفرازِ خلافت ہو کر شبلی کی مسندِ ارشاد کی زینت بنے۔

حضرت عبد الواحد البیہمی کا مذہب السنن والجماعت تھا، مسلک جعیدیہ تھا۔ پیر و مرشد حضرت ابو بکر شبلی کے وصال پر سندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور اپنے مرشد کے نام کو بلند و بالا کرنے کے لئے شریعت و طریقت کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بیشمار خلعت نے راہِ ہدایت پائی حرمین اشرفین کے کئی سفر کیے اور بیشتر بلادِ عرب و عجم کا سیاحت کی۔ سالکِ طریقت اور خادمِ شریعت تھے۔ عمر کا زیادہ عرصہ بغداد شریف میں ہی بسر کیا۔

وفات ۷۵۲ھ بمطابق ۱۳۵۰ء عہدِ مقتدی عباسی خلیفہ بغداد میں ہوئی۔ مزار پر انوارِ حضرت امام احمد بن حنبل کے قبو میں واقع ہے۔

شیخ الفرح طرطوسی

آپ طرطوس کے باشندے تھے اور خلافت حضرت شیخ عبد الواحد البیہمی سے حاصل فرمائی تھی۔ اسم گرامی یوسف۔ ابو الفرح کنیت تھی۔

اپنے عہد کے قطبِ وقت اور جامع الکملات شیخ گزے ہیں۔ منوکل اس قدر تھے کہ دنیا کی معرفت و نہایت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ مقامات آپ کے بلند اور کرامات بے شمار تھیں۔ تجرید و تفرید میں یگانہ روزگار تھے۔ پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں کافی عرصہ گزارا۔ آپ سلطان العربین، سرگرمِ صوفیہ، محرمِ اسرارِ حقی و جلی، جامعِ انعلوم اور شیخِ طریقت تھے۔ وفات ۷۵۲ھ مطابق ۱۳۵۰ء عہدِ مقتدی عباسی میں بمقام طرطوس ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

ابو الحسن علی بن محمد قرشی ہنکاری

اسم گرامی علی بن محمد بن جعفر قرشی ہنکاری ہے اور لقب ابو الحسن اور بیعت آپ نے حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی کے دستِ اقدس پر کی۔ آپ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھے۔ پیدائش آپ کی شاندار کی ہے، بلا و موصول کے قرب میں اقامت تھی جو کہ کروڑوں کا علاقہ ہے۔ اور احوال میں اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد بن یوسف بن شیخ محمد بن جعفر، بن شیخ عمر بن عبد الوہاب بن ابی سفیان بن حارث سے علوم متداولہ حاصل کئے اور بعد ازاں خرقہِ خلافت شیخ ابو الفرح طرطوسی سے پہنا۔ تاریخ ابن خلدان میں تحریر ہے کہ آپ غنیہ بن ابوسفیان صحز بن حرب بن امیہ کی اولاد سے ہیں۔ ہنکار کا قصبہ موصول کے قرب و جوار میں واقع ہے۔

نہایت صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔ صائم الدبر اور قائم السیل تھے اور تین روزہ کے بعد کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور دو قرآن مجید ہر روز ختم فرمایا کرتے تھے۔ آپ رات دن عبادت کرتے تھے۔ مجاہدات و ریاضات شاقہ کی عادت تھی۔ بے شمار جاد کا سفر

کی۔ دوم و تاسع اور ترمین ہشترین تک پہنچے اور مشہور علماء و مشائخ اور محدثین سے ملاقاتیں کیں اور ان سے احادیث حفظ کیں اور ایک درس کے بعد اپنے وطن مامون کو واپس جوئے چنانچہ ابلیز نے آپ کا یہ مدعا حرام کرتے ہوئے اس لیے آپ نے بہت شہرت و ناموری پائی۔ بعض اکابر نے تو آپ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں شیخ الاسلام نہیں۔ آپ کی اولاد بہت نامور ہوئی۔ ان میں اکثر سے شاہانِ زمان نے تقرب حاصل کیا۔ اور بلند مراتب ملے اور امیر کبیر ہوئے۔ بشیارتِ اہلِ باطن حق نے آپ سے فیوضِ برکات حاصل کئے آپ عالم و فاضل اور عارف و کامل بزرگ تھے۔

آپ کی اولاد میں سے شیخ ابوطاہر بہت معروف ہیں۔

وفات ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ء بعد مستطہ عباسی ہوئی۔ مزار پڑا نور بغداد شریف میں ہے۔

ابوسعید مبارک مخزومیؒ

اسم گرامی مبارک بن علی بن حسین المخزومی ہے حضرت شیخ ابوالحسن بنکاری سے بیعت تھے محبوبِ بانی۔ قطبِ بانی۔ شیرازی و فی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی نے آپ سے خرقہ خلافت حاصل فرمایا تھا۔ آپ سلطان الاولیاء اور برہان الصغیاء تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی جو غوثِ صمدانی قطبِ ربانی محبوبِ سماوی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیرِ طریقت تھے۔ انھارہ برس حضرت شیخ الشیوخ ابوالحسن علی ہاشمی ہمدانی کی خدمت میں مجاہدات و ریاضات میں مصروف رہے اور مرشد کے ساتھ بروقت رہے۔ اور خدمت میں کوئی مکسر نہ اٹھا رکھی بلکہ سیر و سیاحت مقاماتِ مقدسہ میں فرقت گوارا نہ فرماتے تھے۔ آپ اپنے دور کے قطبِ وقت اور کاملین میں سے تھے۔ سفینۃ الاولیاء میں آپ کی کنیت ابو یوسف تحریر ہے مگر دوسری تمام کتب میں ابوسعید ہی تحریر ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی اکثر ملاقاتیں رہا کرتی تھیں۔ مذہب آپ کا حضرت امام احمد بن حنبل کا تھا اور مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابوالحسن قرشی بنکاری کے تھے۔ جن

دنوں سید عبدالقادر جیلانی اپنے وطن سے بغداد شریف پہنچے تو آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے؟ حضرت شاہ جیلانی نے فرمایا کہ نفس میں اضطراب برپا ہے۔ مگر رُوح مشاہدہ حق میں مشغول ہے۔ شیخ موصوف نے آپ کو اپنے گھر جانے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ بعض جگہ تحریر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت غوث الاعظم کو باصرار آپ کے گھر پہنچایا۔ شیخ مذکور نے انجناب کو اپنے دستِ حق پرست سے لغتِ لغت کچھ کھلایا اور آپ کو اپنا خرقہ پہنایا اور اپنا مدرسہ آپ کے سرِ درگاہ دیا۔ یہ مدرسہ باب الازج میں واقع ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت شاہ جیلانی کا روضہ پُر انوار ہے۔ آپ ایک عرصہ تک نہایت خاموشی سے حضرت مبارک مخزومی کے مدرسہ میں تعلیم و تربیت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اسی جگہ حضرت غوث الاعظم کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خواب میں آئے۔ جنہوں نے فرمایا کہ آپ وعظ بھی فرمایا کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ سلسلہ شروع کر دیا۔

آپ کے پیرِ طریقت حضرت ابوسعید مبارک مخزومی آپ سے نہایت محبت و شفقت سے پیش آیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

”اے عبدالقادر! وہ زمانہ بہت قریب ہے جب کہ تیرا آستانہ مرجعِ عوام و خواص ہوگا اور تو دینِ محمدی کا زندہ کرنے والا اور لوگوں کا فیض رسان ہوگا۔“

قلنا الحمد للہ! کچھ ہے کہ شیخ مبارک مخزومی فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور انہوں نے مجھے خرقہ پہنایا تھا۔

وفات ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۳ء مہدیہ راشدیہ عباسی میں ہوئی جہاں پر آپ کا مقبرہ ہے۔ پہلے یہاں آپ کا مدرسہ قائم تھا۔ مدرسہ باب الازج کی عمارت جو غوث الثقلین کے دربار عالی وقار میں ہے، آپ کی ہی تعمیر کرائی ہوئی ہے۔

محبوب سبحانی غوث سمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی قادری بغدادی

مقدس خاندان

آج سے تقریباً ساڑھے نو سو سال قبل کچھ حسنی سادات ملک ایران کے ایک قصبہ گیلان میں آئے اور بقول مصنف معجم البلدان اس کے نواح کی ایک آبادی بشیر میں قیام فرما ہوئے۔ اس خاندان کے سربراہ حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھے جو حضرت امام حسنؑ کی گیارھویں پشت میں سے تھے اور حضرت عبداللہ محض کی اولاد سے تھے۔ ان کو محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے والد بزرگوار حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ سیدہ فاطمہ الزہرا کے پوتے اور ان کی والدہ فاطمہ صغریٰ بنت امام حسینؑ سیدہ فاطمہ الزہرا کی پوتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ یہ عبداللہ محض اپنے والد اور والدہ دونوں کی طرف سے فاطمی محض تھے۔

آپ کے والد بزرگوار نہایت نیک نفس بزرگ تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں خاص شہرت کے مالک تھے۔ نام نامی ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ ان کو جہاد سے بہت العنت تھی۔ اس لئے جنگی دوست کہلاتے تھے۔ غازیوں اور مجاہدین کی امداد ان کا شعار تھا وفات تک یہ مطابق شانہ میں ہوئی اور جیلان میں دفن ہوئے۔ آپ علم و عرفان اور رشد و ہدایت کے نیز اعظم تھے۔ حضرت سید عبدالقادرؒ نے بھی ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا

آپ کے نام سید عبداللہ موسیٰ جیلانی کے شیخ اور رئیس تھے۔ نہایت منکر المزاج اور صاحب کرامت ولی تھے جیلان میں ان کے بابائے بھی تھے۔ ان کا گھرانہ اپنے وقت کا سراج میر تھا آپ کا کوئی اولاد زینہ نہ تھی۔ اس لئے انھوں نے اپنی دست شفقت یتیم نواسے کے لئے وقف کر دیا۔ مولانا عبدالحسین جاتی لکھتے ہیں کہ اگر کسی پرندہ ارض جو جاتے تو اللہ تعالیٰ آپ کیلوت سے بہت جلد انتقام سے لیتا۔

آپ کی پچھلی کا اسم گرامی سیدہ عائشہ تھا اور ام محمد کنیت تھی۔ نہایت پارسا اور عابدہ خاتون تھیں۔ جیلان میں ہی وفات پائی۔ جب شہر میں بارش نہ ہوتی یا قحط سالی آجاتی تو لوگ آپ کی ہی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدہ ام الخیر امینہ العبادہ فاطمہ بنت سید عبداللہ موسیٰ تھا۔ نہایت پارسا۔ عبادت گزار اور زاہدہ تھیں۔ آپ کا شمار عارفات ربانی میں ہوتا تھا۔

آپ کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام نامی سید ابو احمد عبداللہ تھا۔ علم میں آپ سے چھوٹے تھے۔ علم و تقویٰ کے محترم تھے اور عین عفوان شباب میں رحلت فرما گئے تھے۔

نام و نسب

آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ مشہور مؤرخ اور سیرت نگار شمس الدین الذہبی نے ابو صالح عبداللہ جنگی دوست لکھا ہے۔ الماویٰ مستشرق برکات نے علی بن موسیٰ بن جنگی دوست تحریر کیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں مولانا نے ابن جنگی دوست لکھا ہے اور آپ کو ایرانی النسل ظاہر کیا ہے

اسم گرامی عبدالقادر لقب محی الدین۔ کنیت ابو محمد اور لقب غوث اعظم ہے اور حسنی حسینی سید ہیں۔ انساب لکھتا ہوں یہاں والد بزرگوار کی طرف سے شجر و نسب اس طرح لکھا ہے : سیدنا عبد القادر جیلانی بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابی عبداللہ بن سید محی الزاہد بن سید محمد بن سعید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام بن سیدنا امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ -

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ہے :

ام الخیر امیرہ ابجدہ فاطمہ بنت سید عبداللہ موسیٰ الزاہد بن سید ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو الطیف عبداللہ بن سید کمال الدین علیہ بن سید ابو علاؤ الدین محمد بن الجواد بن سید علی الرضا بن سید موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سیدنا امام

زمین العابدین بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسینؑ شہید کر بلا بن سیدنا امیر المؤمنین حضرت علیؑ مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ

ولادت

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت نیف میں ۱۱ ربیع الثانی ۳۰۰ھ مطابق ۸۱۰ء میں
ہوئی۔ یہ قصبہ عبیدہ خور (کسپین سی) کے جنوب میں گیلان کے قریب واقع تھا۔ گیلان کا
قصبہ جہانگیرانی ملک نہنگاہ سے طبرستان کے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ جب وقت آپ کی ولادت ہوئی
اس وقت آپ کی والدہ کی عمر نصف سال تھی۔ اور یہ بھی ایک کرامت ہے کہ چونکہ آپ کے نزدیک
اس عمر میں اولاد کا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ مناقب غوثیہ میں لکھا ہے کہ ولادت کی رات آپ
کے والد ماجد کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور دیکھا کہ آنحضرت اپنے
صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں: اے ابوصالح! پروردگار عالم
نے تجھے نیک بچہ عطا فرمایا ہے جو میرے بچہ کی مانند ہے۔ وہ میرا بیٹا اور اللہ تعالیٰ کا
محبوب ہوگا اور اولیاء اللہ میں اس کا مرتبہ بہت اعلیٰ و ارفع ہوگا۔

ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ مبارک پر نبی اکرم
کے قدم مبارک کا نقش موجود تھا۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی ولادت کے دن سرزمین گیلان
میں تمام لڑکے ہی تولد ہوئے۔ لڑکی کوئی پیدا نہ ہوئی اور اس روز پیدا ہونے والے لڑکوں
کی تک اور گیارہ سو بتائی جاتی ہے جو سب کے سب صلاح مرد ہوئے۔ آپ صرف رات کو
ہی دودھ پیتے تھے اور ظہور فجر سے غروب آفتاب تک دودھ کے نزدیک نہ
جانے سکتے۔

حضرت ام الحسید فاطمہ فرماتی ہیں:

”نصف شب گزر چکی تھی اور میں نے نماز تہجد ادا کی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ زمین سے
آسمان تک نور علی نور ہے کس نے کہا: فاطمہ! یہ وقت ایک آفتاب
ولایت کی ولادت کا ہے۔ کچھ دیر کے بعد درو محسوس ہوا اور عبدالقادر

پیدا ہوئے اور میں یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی کہ نومولود نے اپنا سر زمین پر سجدہ
کے لئے رک دیا اور سبحان ربی الا علی کہا۔ اس وقت ہر طرف انوار کی بارش
ہو رہی تھی اور روحانی برکات کا نزول تھا۔“

تمام گیلان میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ سیدوں کے گھر میں ایک صاحبزادہ تولد
ہوا ہے جو اوقات صوم میں دودھ نہیں پیتا۔ بلکہ ایام رضاء میں بھی دن کو دودھ نوش
نہیں کرتا۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ۲۹ رمضان کو مطیع ابراہیم دیکھا۔ لوگ چاند زوکیہ
کے آؤگاؤں کے لوگ آپ کی والدہ کے پاس آئے کہ کیا بچے نے دودھ پیا ہے یا نہیں تاکہ
۲۹ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کا اندازہ لگائیں۔

ابتدائی تعلیم و تربیت

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ ولادت سے تھوڑا عرصہ بعد آپ کے والد بزرگوار
اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے اس لئے آپ اپنے نانا سید عبداللہ صومعی کے سایہ
عاطفت میں پرورش پانے لگے اور ابتدائی تعلیم انہیں کے زیر اشراف حاصل کی اور آثار و
برس تک بلا حیلان میں ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس
کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو گیلان کے ایک مقامی مدرسہ میں بٹھا دیا۔
اور ابتدائی تعلیم آپ نے اسی مکتب سے حاصل کی اور آثار و برس تک بلا حیلان میں
ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ
نے آپ کو گیلان کے ایک مقامی مدرسہ میں بٹھا دیا اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اسی مکتب سے
حاصل کی۔ اس مکتب میں آپ نے کن خوش نصیب اور بابرکت اساتذہ سے تعلیم حاصل کی
اس کے متعلق تاریخ کے اوراق خاموش ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ دس برس کی عمر تک آپ نے
ابتدائی تعلیم پر مکمل دسترس حاصل کر لی تھی۔ دوران تعلیم آپ کو ایک عجیب مشاہدہ ہوا۔ جب
آپ مکتب میں جاتے تو اپنے پیچھے عجیب نورانی صورتوں کو چلتا دیکھتے اور جب آپ مدرسہ
پہنچتے تو ان صورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے کہ ”اللہ کے ولی ہو جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو

آپ کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا کب علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور مقامی مدرسہ میں زیر تعلیم تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اوراد گردھرتے دیکھتا تھا اور جب مدرسہ پہنچ جاتا تو وہ بار بار کہتے کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو اس سے میرے ولی میں احساس پیدا ہوا کہ پروردگار عالم نے مجھے درجہ ولایت پر فائز کر دیا ہے۔

اسی مدرسہ میں آپ زیر تعلیم تھے کہ آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی بھی اپنے خالق حقیقی سے جاملے عالم فانی سے عالم جہودانی کو سدھار گئے جس سے تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ انجناب کی والدہ ماجدہ پر آچڑا جنہوں نے نہایت صبر و استقامت سے آپ کی سرپرستی قائم رکھی اور کبھی قسم کی کوتاہی یا کمی واقع نہ ہونے دی۔ غرض یہ کہ یہ سلسلہ اٹھارہ سال کی عزت تک قائم رہا۔

قرآن مجید آپ نے اپنے وطن گیلان میں ہی حفظ کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ آپ سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔

ورود بغداد

جب آپ اپنے وطن گیلان میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکے تو آپ نے تکمیل علم کے لئے بغداد شریف جانے کا قصد کیا اور والدہ ماجدہ سے اس کی اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ کی والدہ کی عمر اسیڑ برس کے قریب تھی اور آپ ضعیف العمری کے عالم میں تھیں چونکہ آپ بڑے تھے اور آپ کے برادر سید ابوالاحمد عبداللہ خورڈ سال تھے اور آپ اپنی والدہ کی امیدوں کا مرکز تھے۔ مگر آپ نے ان تمام امور کے باوجود بغداد جانے کی عٹانی اور آپ کی والدہ نے بھی آپ کو بخوشی اجازت دے دی اور کہا: "تیرے والد بزرگوار کے ترکہ سے اتنی دینار میرے پاس ہیں چالیس دینار تمہارے بھائی کے لئے رکھتی ہوں اور چالیس دینار زادراہ کے لئے تم سے لو۔ مگر یاد رکھنا کہ پستہ نہیں پر دیں میں کیسے نامسا مدحالات ہوں مگر

پچ کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ دینا۔ اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔ اتنا کہہ کر آپ کی والدہ نے چالیس دینار آپ کی بغل کے نیچے آپ کی گدڑی میں ہی سی دیئے اور آپ کے حق میں دعائے خیر کی اور آپ ایک قافلہ کے ہمراہ جو بغداد جا رہا تھا روانہ ہوئے۔ بغداد کا شہر آپ کے قصبہ سے چار سو میل سے زائد تھا اور یہ طویل راستہ یہاں صحرا اور پہاڑوں میں سے ہو کر جاتا تھا اور انتہائی خطرناک تھا۔ اس لئے لوگ قافلوں کی صورت میں سفر کرتے تھے ابھی آپ کا قافلہ ہمدان سے آگے تر تھک کے سنان کو ہستانی علاقہ میں پہنچا تھا کہ ساتھ قزاقوں کے ایک مضبوط جھتے نے قافلے پر حملہ کر دیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے آپ سے پوچھا کہ لڑکے تمہارے پاس کیا ہے۔ آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا: "چالیس دینار" وہ مذاق جان کر آگے بڑھ گیا۔ پھر دوسرا قزاق اور پھر تیسرا قزاق بھی اسی طرح گزر گئے اور انھوں نے اپنے سردار سے یہ ماجا بیان کیا۔ سردار نے کہا: اس لڑکے کو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ ڈاکو بھاگے بھاگے آئے اور آپ کو پکڑ کر سردار کے پاس لے گئے۔ اس نے پوچھا: اسے لڑکے تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: چالیس دینار۔ سردار نے کہا: کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری بغل کے نیچے گدڑی میں سے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جیسرا واقعی وہاں سے برآمد ہوئے۔ سردار نے کہا: اسے لڑکے! تو نے رہزنیوں کے سامنے کیوں سچ بولا۔ فرمایا: جب میں وطن سے روانہ ہوا تھا تو میری ضعیف العمر والدہ نے مجھے سچ بولنے کی تلقین کی تھی پھر میں جھوٹ کیوں بولوں۔ یہ الفاظ سردار کے دل میں اس طرح لگے جس طرح ترکش سے نکلا ہوا تیر، وہ آپ کے قدموں میں گر گیا۔ قزاقی کے پیشہ سے توبہ کی اور اس کے بعد اس کے تمام سامعین بھی اس پیشہ سے تائب ہوئے۔

آپ ۳۵۹ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں بغداد پہنچے، زادراہ خرچ ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ دنیا سے اسلام کے اس سب سے بڑے شہر میں بے یار و مددگار داخل ہوئے۔ جو علوم و فنون کا سب سے بڑا مرکز تھا اور وہاں بہترین اور نامور اساتذہ اور ائمہ فاضلین متعلق تھے۔ چنانچہ آپ دن رات نہایت ذوق و شوق سے تحصیل علم میں مشغول ہو گئے بلکہ ہر سے کے اوقات سے بعد آپ دوسرے علما اور فضلاء سے بھی استفادہ کرنے لگے۔ آپ کے اساتذہ ہیں ابوالوفاء

علی بن عقیل منبلی ابو غالب محمد بن حسن باقلانی۔ ابو سعید بن عبد العزیز۔ ابو الفتح محمد بن علی بن احمد۔
ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یحییٰ۔ شیخ ابو الخطاب محفوظ الحکوفاتی منبلی۔ ابو البرکات طغرل اعراقی۔ ابو
ذکر الیاس بن علی تبریزی۔ ابو سعید بن مبارک خراسانی اور ابو الخیر محمد بن مسلم الدیاس جیسے نامور عالم اور
عزیزت شامل تھے۔ چنانچہ آپ نے ابن بکمال اساتذہ سے تفسیر حدیث۔ قرأت۔ لغت۔ فقہ۔
طریقت اور شریعت کے تمام علوم حاصل کئے۔ بلکہ ان میں وہ کمال پیدا کیا کہ روضے زمین پر آپ کا
ثوبی نظر آتا تھا۔ بلکہ اٹھ سال میں آپ تمام علوم مرقومہ کے امام وقت تسلیم کئے جانے لگے۔
کتب سیر میں لکھا ہے کہ جب آپ بغداد کی شہر شاہ میں پہنچے تو رات کا وقت تھا اور
بدشہ بورجی تھی۔ آپ میدھے خانقاہ حضرت محمد ابراہیم علیہ السلام پہنچے لیکن دروازہ بند پایا اس
لئے آپ نے خانقاہ سے باہر ہی قیام فرمایا۔ مگر اندھیرے جب خانقاہ کا دروازہ کھلا۔ تو
آپ حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ اور
فرمایا: اے عبد القادر! علم و عرفان کی دولت آج ہمارے پاس ہے تو کئی تیری ملکیت ہوگی
بلکہ تمام دنیا کے قلوب تیری دولت سے سرسبز و شاداب ہوں گے۔ چنانچہ آپ نے بشیر علوم
دنیسیہ کی تعلیم آپ سے اور ابو سعید مبارک خراسانی سے کی۔ یہ وہ بزرگ تھے جو اپنے وقت کے
شریعت و طریقت کے مسلم امام تھے۔ یہی وہ ابو سعید مبارک خراسانی ہیں جن کے دست حق پرست
پر حضرت شاہ ولیاں نے بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا۔

احوال زمانہ

حضرت محبوب گجانی شاہ جیلان جب اس عالم میں تشریف لائے تو دنیا سے اسلام کی
حالت بہت نازک تھی۔ خلافت عباسیہ کا شیرازہ بکھر چکا تھا طبع سیاست پر طوفان بلاخیز
پھاٹے ہوئے تھے۔ عالم اسلام اس وقت تین ٹکڑوں میں منقسم تھا،

(۱) بزمیہ (اموی) (۲) بنو فاطمہ (فاطمی) (۳) بنو عباس (عباسی)

مگر ان میں سے کسی میں بھی حکومت نہ تھی۔ یہ زمانہ انتہائی غمناک اور بے مینی کا تھا۔

مصر: حضرت امام جعفر صادقؑ رنے کے رسال کے بعد شیعوں کے دو گروہ ہو گئے۔ بڑی

جماعت نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو امام تسلیم کر کے ان کی اقتداء میں کام شروع کر دیا۔ تو
دوسری ایک چھوٹی سی ٹولی نے حضرت اسماعیل بن محمد کو امام تسلیم کیا۔ بعد ازاں ان کو قتل
کر کے اور ان کے قتل کو غنی رکھ کر اس جماعت نے تمام اسلامی دنیا میں سازشوں کا جال بچھایا
اور اپنے باطنی عقاید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے مصر میں فاطمی خلافت قائم کر لی۔ اس فرقہ کو باطنیہ یا
قراطل بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت محبوب سبحانی کے زمانہ میں مصر میں فاطمی خلیفہ المستنصر تھا۔ جو
عباسی خلفاء کا قائم بامر اللہ اور المقتدی بامر اللہ کا معصوم تھا۔ مستنصر کے بعد مستغنی ابو القاسم
احمد المستنصر امیر ابو علی عامر حافظ ابو یونس عبد الجبار علی خاں ابو منصور اسماعیل بن فایز ابو القاسم بیٹے
اور حامد ابو محمد عبد اللہ سرزمین مصر میں فاطمی حکمران کیے بعد وہ جیسے حضرت عزت الاسلام کی وفات
تک ہوئے۔ بالآخر اس سلسلہ کو ابو یونس نے ختم کر ڈالا۔
اندلس:

سب سے پہلے عبد الرحمن الداخل نے اسپین کو فتح کیا۔ اور اموی خلافت کی بنا ڈالی۔ جو
۷۵۵ھ مطابق ۳۳۳ھ تک قائم رہی۔ آخری حکمران ہشام بن حکم تھا۔ حکم کی وفات پر اس کا
نایاب لڑکا ہشام فرزند ردا ہوا۔ تو صاحب ثانی اور محمد بن ابی عامر اس کے مربی مقرر ہوئے۔ مگر کچھ
ہی عرصہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے حاجب کو بھرت کر دیا۔ کئی امیروں کو قتل کرایا۔ خلیفہ کو محل
میں قید کر کے خود انصوری کے عقب سے عقب ہو کر خلیفہ بن گیا۔ اس نے فوج کو عربوں
سے نکالی کر دیا۔ اس کے خلاف بار بار بغاوتیں ہوئیں۔ مگر یہ ہر دفعہ مطلق و منصور رہا۔ اس کے بعد
اس کا بیٹا عبد الملک تخت نشین ہوا۔ مگر اس کا زمانہ بھی نہایت خفشار کا تھا۔

۸۴۵ھ میں عیسائیوں کا زور بڑھنے لگا۔ جس کا نتیجہ سیاسی انحطاط تھا۔ بالآخر ۸۴۵ھ
میں یوسف بن ہاشم اور اس کے چالیسوں نے اندلس کو عیسائیوں کے چنگ میں جانے سے بچایا۔
یہ حال موحدین۔ مراہطین کیے بعد دیگرے عیسائیوں سے برسرِ پیکار رہے۔ مگر بعد میں آپس میں
ہی جنگ و جدل میں مشغول ہو گئے جس کا انجام نہایت حسرت ناک ہوا۔

پاکستان

پاکستان میں اس زمانہ میں غزنوی خاندان کی حکومت تھی اور ۱۱۸۵ھ سے ۱۱۹۵ھ تک غزنوی

خاندان کے جو حکمران سرزمین لاہور پر بادشاہی کرتے رہے۔ ان میں ابراہیم ظہیر الدولہ، مسعود سوم، محمد اول الدولہ، شیر نادر کمال الدولہ، ارسلان سلطان الدولہ، بہرام شاہ، یحییٰ الدولہ، خسرو شاہ ظہیر الدولہ اور خسرو ملک تاج الدولہ شامل ہیں جو کہ خاندان غزنویہ کا آخری حکمران لاہور پر تھا اور خاندان غزنویہ کے امرا اپنے درپے اس ملک پر حملے کرتے رہے اور بالآخر انہوں نے سرزمین پاکستان کا بیشتر حصہ اپنے زیرِ نگیں کر دیا۔

افریقہ

۱۰۰۰ء مطابق ۱۰۰۰ء میں مراہطین شمالی افریقہ سے چل کر بنی مباد کی مدد کو ہسپانیہ پہنچے۔ ان کا مقصد حضرت لیون کے زباں روا الفانسو کو شکست دینا تھا۔ چار برس بعد افریقہ کے یہ بہادر مجاہد پھر ۱۰۰۹ء میں سپین گئے۔ الفانسو کو شکست دے کر تمام اسلامی ہسپانیہ کو اپنی افریقی قلمرو میں شامل کر لیا۔

مراہطین کے جانشین مورعین بھی ہسپانیہ پر حملے کرتے رہے حتیٰ کہ انھوں نے ۱۰۱۰ء سے ۱۰۱۱ء تک کے درمیانی عرصہ میں اس ملک کو زیرِ نگیں کر لیا۔ مراہطین میں یوسف بن تاشفین اور مورعین میں عبد المؤمن بہت زبردست بادشاہ گزرتے ہیں۔

عراق و ایران

اسی زمانہ میں پوپ نے یورپ کے تمام عیسائی حکمرانوں کو حکم دیا کہ وہ صلیبی جنگ کی تیاریاں کریں اور یرشلیم کو مسلمانوں کی گرفت سے آزاد کرالیں۔ چنانچہ ۱۰۹۷ء میں جب کہ غوث الثقلین تفریب بن حسین سال کے فتنے، تمام عیسائی افواج قسطنطنیہ میں جمع ہو گئیں۔ اور ۱۰۹۹ء میں انہوں نے بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ فتح کر لیا۔ تو ان ملکوں میں بھی افریقی پھیل گئی۔ حسن بن صباح نے ان علاقوں میں اپنی منظم جماعت قائم کر لی تھی جو جنت حاصل کرنے کے لئے چوٹی کے علماء کو قتل کرتے تھے۔ دسویں صدی اور فضلہ، بلکہ انہوں نے خلفاء امراء و وزراء اور بڑے بڑے بااثر آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ مزید براں حناہ و معز و دیگر جنگ، علم و کلام پر بحث، اچھے زاروں پر مبنی۔

عرب: ۱۰۰۰ء یعنی حضرت غوث و غلام کی وفات سے چار سال قبل نصرانیوں

نے مغرب کے ماریوں کے ٹوپ میں دو نقب زن مدینہ منورہ بھیجے۔ جنہوں نے حجرہ مبارک کے پاس قیام کیا اور ایک رنگ رنگی شروع کی تاکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ اقدس کو نکال کر سے جاویں۔ ایک شب مجاہد اسلام نور الدین زنگی کو اس کے متعلق اشارہ ہوا۔ چنانچہ وہ فوراً مدینہ منورہ پہنچا۔ نقب زنوں کا سراغ لگایا۔ ان کو واپس جہنم کیا، اور پھر روضہ مقدس کے ارد گرد خندقیں کھدوا کر ان میں سیسہ بھر دیا۔

مجاہدات و ریاضات

حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی نے علومِ فنی بری کی تحصیل تکمیل کے بعد مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہونے کی فطانی۔ چنانچہ آپ نے ۱۰۰۰ء سے ۱۰۱۱ء تک پچیس سال کی طویل مدت ایسے ایسے مجاہدے اور ریاضتیں کیں کہ ان کا تصور کر کے ہی انسان کپکپا اٹھتا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ نے اس زمانہ میں برداشت نہ کی۔ چونکہ آپ کو قطب زماں اور غوثِ وقت بننا تھا اس لئے آپ جنگلوں، بیابانوں اور صحراؤں میں دن رات مجاہدوں میں مصروف رہنے لگے۔ پچیس سال کے سخت اور ہولناک مجاہدات کے بعد آپ شیخ الشیوخ ابو سعید مبارک خرمویؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور ان سے بیعت فرمائی۔

عراق کے جنگلوں میں

ہجرت ۱۰۰۰ء میں لکھا ہے کہ خود حضرت شیخ فرماتے ہیں: کہ میں تنہا عراق کے بیابانوں جنگلوں، ویرانوں اور خطرناک جنگلوں پر چھپتا رہا۔ نہ مجھے کوئی جاننے والا تھا اور نہ ہی میں کسی کو پہچانتا تھا۔ اور شب و روز مجاہدات میں مصروف رہتا تھا۔ علاقہ دنیوی سے قطعاً تعلق نہ تھا۔ اور رفت فی اللہ اور رفت فی الرسول کا مقام حاصل تھا۔ انہیں ایام میں میرے پاس رجال انیب اور جنات حاضر خدمت ہوتے تھے اور میں انہیں ہمہ طریقیت کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اس پر معصوبت، دہشت نوردی میں مجھ پر ہزاروں راز نا ہر جوتے۔ ہوا اوقات تیس سے چالیس دن

تک بغیر کچھ کھانے پئے گزر جاتے تھے۔ ایوانِ کسریٰ میں بھی آپ ریاضت کرتے رہے۔

حضرت خضر سے ملاقات :

فرشتے ہیں۔ شروع میں جب میں نے عراق کی سرزمین پر قدم رکھا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ساتھ دیا۔ چونکہ میں انہیں پہچانتا نہیں تھا اس لئے انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ میں کبھی بھی آپ کی مخالفت نہ کروں گا۔ پھر ایک دن جب وہ ہانے لگے۔ تو کہنے لگے کہ میرے آئے تک یہاں معبرے رہنا، اور میں نے اس امر کا وعدہ کر لیا۔ وہ چلے گئے اور میں اپنے عہد کے مطابق ان کے انتظار میں منتوازا اس جنگل میں تین سال تک قیام فرمایا۔ اسی اثنا میں دنیا اور اس کی خواہشات مختلف اشکال میں مجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کرتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی طرف راغب ہونے سے بچایا۔ بعض اوقات صبا تک اور ڈاؤنی شکل کے شیطانیں و جنات بھی میرے پاس آیا کرتے تھے۔ وہ مجھ سے ڈانی ٹھہرتا کیا کرتے تھے۔ مگر پروردگار عالم نے ہمیشہ ان پر میرا غلبہ رکھا۔ فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک صبح کی نماز مشاد کے وضو سے پڑھتا رہا۔ پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن مجید ختم کرتا رہا۔ آپ فرماتے ہیں ان تین سالوں میں لوگوں کی گری مونی چیزیں کھانا تھا۔

محلہ کرخ میں قیام

خود حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں کئی برس تک بغداد کے محلہ کرخ کے ویران اور غیر آباد مکانات میں رہائش پذیر رہا۔ اس دوران میں کوئٹوں کے سوا میں کچھ نہ کھاتا تھا۔ ہر سال کے اوائل میں کوئی خدا کا فرستادہ مجھے صوف کا ایک جُبتہ لادیتا، اور میں اسے سپن کر سارا سال ریاضت میں گزار دیتا۔ اس زمانہ میں اپنے نفس کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالتا رہا لوگ مجھے دیوانہ کہتے اور میں آہ و زاری کرتا مگر کوئی نہ سمجھتا تھا۔

بُرجِ عجی میں مجاہدات :

بغداد کے قریب ویرانے میں ایک قدیم بُرج تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس بُرج میں کامل گیارہ برس تک مجاہدات و رضایات میں مشغول رہے۔ اور میرے اس طویل قیام کی وجہ سے بغداد والے اسے بُرجِ عجی کہنے لگے۔ اس بُرج میں ہر وقت یادِ الہی میں معروض رہتا اس بُرج میں میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک کوئی مجھے منہ میں نغمہ و بکر نہ کھائے گا، میں تب تک کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا۔ جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور وہ میرے سامنے روٹی اور پانی رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت سے میرے نفس نے چاہا کہ فوراً کھا لکھا لے۔ مگر ضمیر نے آواز دی کہ عہد نہ توڑنا۔ اسی اثنا میں میرے شیخ ابو سعید مبارک مخزومیؒ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ میرے گھر باب الازج چلو۔ میں نے دل میں سوچا۔ میں یہاں سے نہ جاؤں گا کہ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام کا بُرجِ عجی میں نزولِ اجلال ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ اٹھو اور حضرت ابو سعید کے گھر جاؤ۔ چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا، اور شیخ کے گھر پہنچا۔ وہاں انہوں نے اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا کھلایا اور پانی پلایا۔

ان ایام میں مجھ پر وجہانِ کیمینیت طاری رہی۔ اور اکثر و بیشتر بنجر اور خراب و خشک مقامات پر شیطانیں سے جنگ ہوتی جو مختلف اشکال میں ہیبت تک اور ہول تک صورت بنا کر صرف برصغیر سے اشنال میں محفل ہوتے تھے۔ مجھ پر آگ پھینکتے اور لڑا کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے عزم و استقلال۔ پامردی۔ ثابت قدمی اور اولوالعزمی میں ذرہ برابر کمی فرق نہ آیا، اور میں قطعاً ان سے محفوظ رہا۔

بغداد شریف

قلندے سے ملتے نہ تک کے زمانہ میں اگرچہ بغداد میں بڑے بڑے محدث اور معتبر از قسم علامہ خلیفہ بغدادی۔ علامہ ابن جوزی اور حضرت امام غزالی اپنے اپنے علمی

کا زمانوں سے دنیا کو روشناس کرا چکے تھے۔ مگر اس کے باوجود چونکہ یہ زمانہ سیاسی لحاظ سے نہایت پر آشوب تھا۔ اس لئے ان کی مساعی بھی اس ماحول کو سدھار سکیں۔

حضرت معنی حضرت عوث الاعظم کی ولادت سے تین سال قبل عباسی خلیفہ قائم باہر اللہ نے وفات پائی۔ اس وقت سلطان ملک شاہ سجوق تھا جس کا نام وزیر خواجہ حسن نظام الملک طوسی تھا۔ مغرب میں مشہور فارسی شاعر بھی اس عہد سے تعلق رکھتا تھا۔ حالانکہ یہ زمانہ نامور علماء و فضلاء اور شاعروں کی وجہ سے مسلمانوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ مگر دینداری قطعاً غائب تھی، اور نام کا اسلام تھا۔ اس زمانہ میں شیخ الصوفیہ ابو علی فارمدی مصنف رسالہ کشمیریہ نے وفات پائی اور حسن بن صباح قاضی خلیفہ المستظہر باللہ کے فرزند خوار کا داعی تھا۔ ان کا مقصد اہل سنت و اجماع سے استیصال اور عباسی حکومت کو ختم کرنا تھا۔

سن ۹۰۹ء میں جبکہ حضرت عوث الاعظم دس گیارہ سال کے تھے۔ اس نے قلعہ الموت پر قبضہ کر لیا، اور اگلے سال ہی اس کے ایک فدائی نے نظام الملک طوسی کو شہید کر دیا بغداد میں کسی عالم کی مجال نہ تھی کہ وہ باطنی فرقہ کے خلاف ایک نفاذ بھی زبان سے نکالے جو ایسا کرتا وہ فوراً قتل کر دیا جاتا۔ بلکہ شیعہ میں نوجہ الاسلام امام محمد غزالی بھی دنیا درس و تدریس کا کام چھوڑ کر ملک شام کی طرف چلے گئے اور تصوف اختیار کر لیا۔

اسی سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے وطن مائوف سے بغداد تشریف لائے، اور اس وقت جب کہ بڑے بڑے علماء فقہاء محدثین اور واعظین بغداد چھوڑ کر جا رہے تھے آپ اس شہر میں تشریف لائے۔

سن ۹۱۰ء میں جب صلیبی افواج نے بیت المقدس فتح کر لیا تو شام و فلسطین سے مسلمان مہاجرین ہزاروں کی تعداد میں بغداد میں آ گئے، اور اہل بغداد کو ان لوگوں کو سنبھالنا پڑا۔ سن ۹۱۱ء میں منتر شد باللہ علیہا نے عماد الدین زنگی کو حاکم بصرہ مقرر کیا۔ جس نے نور الدین زنگی کے تعاون سے صلیبی جنگیں لڑیں اور ان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ بین اس زمانہ میں جب کہ ابوبی خاندان شام و فلسطین میں عیسائی افواج سے برسہا برس پیکار تھا۔ حسن بن صباح کے ایک فدائی نے خلیفہ مستتر شد کو بغداد میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد راشد باللہ خلیفہ ہوا۔

آخری خلیفہ بغداد مستظہر باللہ جو سن ۹۱۱ء میں خلافت پر بیٹھا۔ حضرت عوث اعظم کا معتقد تھا۔ اس نے اپنی عظمت اور وقار حاصل کرنے کے لئے آپ کا دامن پکڑا، بلکہ امور ملکی میں مشورہ بھی لے کر رہتا تھا۔

بویہ امرا نے عباسی خلیفہ پر انتقام حاصل کر لیا تھا کہ وہ برسہا برس شیعہ مسلک کی ترویج کرتے تھے بلکہ عضد اللہ ابوشجاع خسرو بویہ نے حکم دیا تھا کہ بغداد کے کسی محلہ میں بھی کوئی داعی و صبیحہ کرام یا خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب علی الاعلان بیان نہ کرے اور اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی کر کے سزا دی جائے گی۔

ان تمام چیزوں پر مستزاد یہ کہ خلق قرآن اور اعتزال و باطنیت کی تحریکیں مسلمانوں کے لئے خطرہ ایمان بنی ہوئی تھیں۔ نام نہاد صوفی اور علمائے شومہ جو رکے ایمان پر ڈاک ڈال رہے تھے مرکز اسلام بغداد ضیق و غم و بدکاری اور منافقت کا اثابن ہوا تھا۔

درس واقعات

جب آپ علوم ظاہری و باطنی اور مجاہدات و ریاضات سے فارغ ہوئے تو آپ مسند ارشاد اصلاح پر متمکن ہوئے۔ چنانچہ پہلا وعظ آپ نے سن ۹۱۲ء سے شروع کیا وہ اس طرح کہ ۱۶ اشوال ۹۱۲ء مطابق سن ۹۱۳ء سر شنب کے دن دوپہر کے وقت آپ نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا: اے عبدالقادر! تم لوگوں کو فسق و فجور اور گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں مجبی ہوں اور شاید عرب فصحا میرے کلام پر فوجہ دیں۔ حضور نے فرمایا: اپنا منہ کھولو! جب آپ نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی تو ستر کوئین حدیث اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سات بار آپ کے منہ میں ڈالا۔ اور حکم کیا کہ جاؤ، مسلمان قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو پروردگار عالم کے راستے پر بلاؤ تاکہ یہ لوگ قرآن و حدیث کے احکام پر چل سکیں۔

پہلا وعظ

خواب سے بیداری کے بعد آپ نے نماز ظہر ادا کی اور منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے

لگے۔ بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ یکایک آپ کچھ جھجکے کہ اسی وقت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے ساتھ موجود پایا۔ جو فرما رہے تھے کہ وعظ کیوں شروع نہیں کرتے عرض کی: اباجان! میں گھبرا گیا ہوں۔ شیر خدا نے فرمایا: اپنا منہ کھولو! اپنا بچہ جب آپ نے اپنا منہ کھولا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں چھ بار ڈالا آپ نے عرض کی: یا حضرت! آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے سات مرتبہ کیوں مشرف نہیں فرمایا؟ شیر خدا نے فرمایا کہ نبی اکرم کا پاس ادب ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وعظ کا آغاز کر دیا اور متواتر مسلسل اس طریقے سے کہ بڑے بڑے فصحاء اور بیغ علماء کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ آپ کی آواز قدرے کڑک دار تھی اور وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے، کیونکہ الہامات الہی کی بے پناہ آمد اور بھرمار تھی۔ عوام انسان کے علاوہ اس دور کے نامور مشائخ مجلس وعظ میں بالانترام شریک ہوتے تھے۔ بعض اوقات وعظ میں تیزی اور تندی بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے۔ جب تک اسے زور سے دگڑا نہ جائے گا یہ دور نہ ہوگا۔

مدرسہ مخزومیؒ

سب سے پہلے آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ اپنی روحانی پیر و مرشد حضرت ابو سعید مبارک مخزومیؒ کی خانقاہ میں واقع مسجد میں کیا۔ آپ کے معجز بیان کلام کی شہرت تمام بغداد میں پھیل گئی اور ہزار ہا لوگ نماز جمعہ میں حاضر ہونے لگے۔ جس کی وجہ سے مدرسہ کی جگہ متخل نہ ہو سکی چنانچہ ۲۳ برس میں آپ نے ارد گرد کے تمام مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے اور اس طرح ایک وسیع و عریض عمارت بن گئی مگر یہاں بھی لوگوں کا بے پناہ جھوم تھا۔ اس لئے شہر سے باہر میدان گاہ کے وسیع میدان میں اس کا انتظام کیا گیا۔ حاضرین مجلس کثرت و کثافت سے زائد ہو جاتی تھی۔ لوگ دور دراز مقامات سے گھروں، غوروں، گھوڑوں اور اونٹوں پر آیا کرتے تھے اور صبح سے ہی لوگوں کی آمد شروع ہو جاتی تھی۔ تاکہ ان کو اگلی صفتوں میں جگہ ملے، اور وہ آپ کے کلام معجز بیان سے کما حقہ مستفید ہو سکیں

آپ کے خطبات اور مواعظ حسنہ کو گھسنے کے لئے ہر مجلس میں چار سو دوا تین استعمال ہو کر تھکتیں۔ پہلے دو قاری نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ عام طور پر آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے۔ جمعہ المبارک۔ سر شنبہ کی شام کو اور پھر یک شنبہ کی صبح کو۔ آپ کا وعظ حکمت و دانش کا ایک گنجینہ مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگوں پر حسب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ مجلس میں اکابر و مشائخ عراق، علمائے کرام، اور مفتیان عظام کے علاوہ ملائکہ جنات اور رجال غیب بھی بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے۔ دو تین شخصیں آپ کی مجلس میں مرجایا کرتے تھے۔ یہی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ مجلس میں لوگوں کے بڑوں پر کئی قدم بڑا میں چلتے اور پھر واپس اپنی کرسی کی طرف لوٹ آتے۔ بعض لوگ جوش میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے اور کئی بے ہوش ہو جاتے تھے۔

یہ سلسلہ ۲۴ برس سے ۲۵ برس تک یعنی مکمل چالیس برس جاری رہا۔ جب آپ منبر پر تشریف رکھتے تو آپ کی حیثیت کی وجہ سے کوئی شخص نہ کھانستا۔ نہ ناک صاف کرتا۔ نہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتا، نہ لعاب دہن پھیلتا اور نہ ہی اٹھ کر آپ کی وعظ کے درمیان کہیں جاتا، بلکہ مکمل طور پر ہر متن گوش رہتا۔ پھر آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے خواہ دور بیٹھے ہوں یا نزدیک، آپ کی آواز یکساں سنتے تھے۔ شیخ ابو سعید سیوی المتوفی ۳۵۰ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو کئی دفعہ آپ کی مجلس میں دیکھا ہے عذر فرمادیں کہ یہ حضرت عوثؓ اعظم کا کتا بڑا اعزاز ہے۔

آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں ہزاروں یہودی و نصاریٰ حاضر نہ ہوں اور ان میں سے کوئی نہ کوئی اسلام میں داخل نہ ہو۔ آپ کے متنازعہ گروہ شیخ عبد اللہ جہانی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا تھے انہوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور ہزار ہا یہودی و نصاریٰ اسلام سے سرفراز ہوئے۔

ایک مجلس میں حضرت پیران پیر نے اثنائے وعظ میں فرمایا: اگر میرے قدم ہرول کی گردن پر ہے۔ یہ سن کر شیخ علی بن ابی نصرؒ ابھی اٹھتے اور میز پر چڑھ کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اور حضرت کے دامن کے نیچے ہو گئے اور اس کی اقتدا میں تمام حاضرین نے اپنی اپنی گردنیں لگے

بڑھائیں۔ لکھا ہے کہ رؤسے زمین کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے مختلف مقامات میں آپ کے ارشاد کے مطابق اپنی اپنی گزشتہ دنیاں میں نبی کا دیں۔

ازواج و اولاد :

ازواج :

سیدنا محبوب جانی نے مختلف اوقات میں چار شادیاں کیں جن کی تفصیل کسی تذکرہ میں نہیں ملتی اور نہ ہی ان کے اسمائے گرامی کی تصریح کی گئی ہے۔ تراویح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عائلی زندگی کا آغاز پچاس سال کی عمر کے بعد کیا ہے۔ جب کہ آپ مجاہدات و ریاضات کی منزل سے گزر چکے تھے۔ یہ ازواج بھی آپ کے فیوض و برکات سے مکمل طور پر فیضیاب تھیں۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الجبار سے روایت ہے کہ میری والدہ کسی مارکیٹ کو بھڑائی میں داخل ہوئیں تو وہاں شیخ کی طرح روشنی ہو جاتی۔ یہ سب کی سب اخلاق حسنہ کی سپیکر تھیں اور ان کو ریاضت و عبادت سے کمال فیض تھا۔ ان ازواج سے آپ کے ہاں بیٹے بڑے اور انتہائی بڑیاں پیدا ہوئیں جو سب کے سب "ایں خانہ بہر افتاب است" کے مصداق تھے۔

ایک کتاب میں آپ کی ازواج کے اسمائے گرامی اس طرح دیئے گئے ہیں :

(۱) سیدہ بی بی مدینہ بنت سید میر محمد

(۲) سیدہ بی بی صادقہ بنت سید محمد شفیع

(۳) سیدہ بی بی مومنہ

(۴) سیدہ بی بی محبوبہ

اولاد :

آپ کے صاحبزادوں میں سے درج ذیل کے حالات بزرگوار درج کئے جاتے ہیں :

۱۔ شیخ سیف الدین عبد الوہاب آپ ۱۱۳۵ھ مطابق ۱۷۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر شیخ بخارا اور عجم کے دور دراز مقامات

سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ بیس سال کی عمر میں فارغ ہوئے۔ پھر اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی مدرسہ میں درس دینا شروع کیا۔ حضور کے وصال کے بعد فتویٰ نویسی کا کام آپ نے سنبھال لیا اور مدرسہ کے متولی بنے۔ ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۸۶ء میں وفات پائی۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔ نہایت خوش گفتار اور سخی تھے۔ سال کو کبھی گھر سے غالی نہ جانے دیتے تھے۔ منسلک حنبلی تھا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے۔

۲۔ شیخ تاج الدین عبد الرزاق ولادت ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں ہوئی زبردست فقیہ اور محدث ہونے کی وجہ سے تاج الدین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ فقہ کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی اور حدیث کی تعلیم حضور کے علاوہ دیگر نامور محدثین سے حاصل کی۔ وفات ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں ہوئی۔ مزار پرانوار بغداد شریف میں ہے۔ نہایت پاکیزہ اخلاق۔ منکر المزاج اور متواضع بزرگ تھے۔ مدرسہ میں طالب علموں پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔

۳۔ شیخ شرف الدین عیسیٰ والد ماجد سے فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ نہایت بلند پایہ واعظ اور مفتی تھے۔ کافی عرصہ مدرسہ میں درس دیا۔ پھر پاکستان آئے اور آخر عمر میں مصر چلے گئے۔ لطائف الانوار اور جواهر الاسرار آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں مصر میں وفات پائی۔ فصاحت و بلاغت۔ شعر گوئی اور ادبی مذاق کے باعث ایک منفرد حیثیت کے مالک تھے۔ نیز اعلیٰ درجے کے انشا پرداز تھے۔

۴۔ شیخ ابوالاسحاق ابراہیم علوم ہی ہری کے ابتدائی مراحل اپنے والد بزرگوار کی زیر نگرانی طے کئے۔ بکثرت سے عبادت کرتے تھے۔ اسی لئے خلوت پسند فرماتے تھے۔ بغداد سے وسط حاکم تعلیم ہو گئے تھے اور وہیں ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں وفات پائی۔ تنہائی میں گریہ و زاری کیا کرتے تھے۔ نہایت مسکین طبیعت پائی تھی۔

۵۔ شیخ ابوبکر عبدالعزیز

ولادت ۲۲ھ مطابق ۳۱۲ء میں ہوئی۔ فقہ وحدیث کی تعلیم حضرت منیر اعظم کے علاوہ ابومنصور عبد الرحمن محمد القزازی سے حاصل کی۔ کافی عرصہ تک درس وتدریس میں مشغول رہے۔ ۳۵۸ھ میں جہاں چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ کئی تذکروں میں ہے کہ بخاری عمر میں بخارا کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور باقی ماندہ زندگی وہاں ہی گزاری۔

۶۔ شیخ ابوزکریا یحییٰ

ولادت ۲۵۸ھ مطابق ۸۷۰ء میں بغداد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سیدنا منیر اعظم اور شیخ محمد عبدالباقی سے حاصل کی۔ اوائل عمر میں ہی مسر جسے گئے اور کبریٰ میں واسطہ بغداد آگئے۔ اپنے سب بھائیوں سے چھوٹے تھے بہترین عادات کے مالک اور فرشتہ خصلت انسان تھے۔ درس وتدریس اور تلمیذین وارشاد میں ساری عمر گزار دی۔

۷۔ شیخ عبدالحجاری۔ فقہ کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بے مثال تھے۔ آپ کی ولادہ ماجدہ ایک مینار نور تھیں جن کی محبت نے آپ کو بہت فائدہ پہنچایا۔ ۳۱۲ھ میں بغداد شریف میں وفات پائی اور والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔ مجاہدات و ریاضات میں مشہور زمانہ تھے، نیز شرع کے سختی سے پابند تھے

۸۔ شیخ ابوالنضر موسیٰ

آپ کی ولادت ۳۳۵ھ مطابق ۹۴۷ء میں ہوئی۔ فقہ وحدیث کی تعلیم حضرت شوخیلان سے حاصل کی۔ پیر بن داد سے دمشق چلے گئے۔ حنبلی مسلک پر سختی سے قائم تھے۔ ۳۸۲ھ مطابق ۹۹۳ء میں دمشق میں اپنے سب بھائیوں سے آخر میں وفات پائی اور جبل قاسیوں میں مدفون ہوئے۔ ساری عمر شد و ہدایت میں مصروف رہے

۹۔ شیخ ابوالفضل محمد

فقہ کی تعلیم والد گرامی قدر سے حاصل کی اور حدیث نامور شیخ سے پڑھی۔ درس وتدریس اور وعظ و نصیحت میں ملکہ کا بیشتر حصہ صرف کیا۔ ۳۶۵ھ مطابق ۹۷۶ء میں وفات پائی اور بغداد کے مقبرہ ملیہ میں مدفون ہوئے۔

۱۰۔ شیخ عبداللہ

ولادت ۳۵۸ھ مطابق ۹۶۹ء میں ہوئی اور وفات ۳۸۹ھ مطابق ۹۹۲ء بمقام بغداد ہوئی۔

پوتے :

۱۔ شیخ عبدالسلام بن سید عبدالوہاب : آپ اپنے ولدا اور والد ماجد دونوں سے فیضیاب تھے۔ مدتوں بغداد میں درس وتدریس اور افتاء کا کام سر انجام دیتے رہے ولادت ۳۵۸ھ مطابق ۹۶۹ء میں اور وفات ۳۸۲ھ مطابق ۹۹۲ء میں ہوئی۔

۲۔ شیخ محمد بن شیخ ابوبکر عبدالعزیز : نہایت جلیل عالم تھے۔ بزرگوار افراد نے آپ سے روحانی برکات حاصل کیں۔

۳۔ سید سلیمان بن سید عبدالعزیز : زبردست محدث تھے اور کئی سال تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ ولادت ۳۵۳ھ مطابق ۹۶۴ء اور وفات ۳۸۲ھ مطابق ۹۹۲ء ہے۔ آپ تلمذ زمان تھے۔

۴۔ سید عبدالرحیم بن سید تاج الدین عبدالرزاق : وفات ۳۸۲ھ مطابق ۹۹۳ء میں پائی اور امام احمد بن حنبل کے مقبرہ میں مدفون ہوئے بہت زبردست عالم تھے۔ ولادت ۳۵۸ھ مطابق ۹۶۹ء ہے۔

۵۔ سید ابوالحسن فضل اللہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق : فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور حدیث اپنے والد اور چچا سید عبدالوہاب سے حاصل کی۔ بغداد میں ۳۸۲ھ مطابق ۹۹۳ء میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سب غریبوں اور حاجت مندوں میں تقسیم فرمادیتے۔ آپ کا حکم تھا کہ رات کو وسیع دسترخوان بچے اور خود مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ اپنی مزدورت پر ہمیشہ دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ سائل کا سوال کبھی رد نہیں کرتے تھے۔ غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے آپ نے یہ معمول بنایا تھا کہ روزانہ لباس تبدیل فرماتے اور برقعہ کو نیا جوتا تبدیل فرماتے۔ لباس اور جوتا عزا میں خیرات کر دیتے۔

عفو و کرم کے سیکر جمل تھے۔ کسی پر ظلم برداشت نہ فرماتے اور فوراً مظلوم کی امداد پر کمر بستہ ہو جانے لگتے خود اپنے معاملہ میں کبھی بھی قصہ نہ کرتا۔ لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے۔ نہایت رفیق القلب تھے۔ کلام پاک کی تلاوت کرتے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک فرماتے وقت آپ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا۔ توکل اور استغنا کا یہ عالم تھا کہ اپنے اہل و عیال اور عزیزوں کے متعلق کبھی زیادہ غمت سے رجوع نہ فرماتے تھے اور محبت و شفقت کو حد سے آگے بڑھنے نہیں دیتے تھے۔ غریب پر کسی امیر کو ترجیح نہ دیتے تھے اور خلافت شرع کام کرنے والوں سے بیزاری فرمایا کرتے تھے اور شریعت کے معاملہ میں کبھی نرمی نہیں برتتے تھے۔

تصنیفات

مجاہدات و ریاضات کے بعد جب آپ نے مسند ارشاد بغداد شریف میں بچپائی تو آپ نے مولفہ حسنہ کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ شروع کر دیا جو زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا۔ متعدد تالیفات آپ کی یادگار ہیں۔ اس سے درج ذیل بہت مشہور و معروف ہیں :

۱۔ غنیۃ الطالبین :

سیدنا غوث اعظم کی یہ عظیم الشان کتاب نہایت مشہور اور منہج ہے۔ اس میں شریعت اور طریقت کے مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف فرقوں کے درمیان جو اختلافی مسائل ہیں ان کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے اور اہل سنت و الجماعت کو صحیح العقیدہ فرقہ

تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اسلامی اخلاق و آداب، اذکار و اشغال اور اراہ و اعمال، مجاہدات و ریاضات غرضیکہ تمام دنیوی و اخروی ضروریات کا کوئی ایسا موضوع باقی نہیں چھوڑا گیا جس کا اس میں مکمل موازنہ اور تجربہ نہ کیا گیا ہو۔

اس کتاب کے فارسی میں بھی کئی تراجم ہوئے جن میں علامہ عبدالحکیم قادری سیالکوٹی کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کے اردو میں بھی بے شمار تراجم ہو چکے ہیں۔ حضرت علامہ اصفیاء میں لکھا ہے کہ علامہ سیالکوٹی نے قطب دوزان حضرت شاہ بلاول قادری لاہوری کے ارشاد کی تعمیل میں اور حضرت پیران پیر کی روحانی اجازت سے اس کتاب کا ترجمہ کیا، اور شہنشاہ جہانگیر و شہجہان کے درباروں میں اسی ترجمہ کی وجہ سے بہت عزت ناموری پائی۔

بعض لوگ اس کتاب کو حضرت غوث اعظم کی تصنیف ماننے میں تامل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی اور فتوح الغیب کی مبارات میں نمایاں فرق موجود ہے۔ مزید برآں ایک شخص ابوحنیفہ کے متعلق جو فرقہ مرجع سے تعلق رکھتا تھا، ذکر کیا گیا ہے۔ اہل سنت و الجماعت والے سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے متعلق ہے۔ جو کہ نئی تحقیق کے مطابق بالکل غلط ہے۔ اصل میں یہ شخص ابوحنیفہ جو فرقہ مرجع سے تعلق رکھتا تھا، بے نام و نشان ہو چکا ہے۔ اسی لئے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔ کہ حضرت سیدنا غوث اعظم امام ابوحنیفہ کی مخالفت فرماتے تھے۔ یہ تو درست ہے کہ آپ امام احمد بن حنبل کے مسلک کے مطابق فتوے دیا کرتے تھے، لیکن حضرت امام اعظم کو بھی بہت اچھا سمجھتے تھے۔ آپ کے مشرف اصحاب میں سے ایک شیخ باز فرماتے ہیں،

”بشارت باد کسانے را کہ پیر ایشان عبد القادر و امام ایشان ابوحنیفہ و پیغمبر ایشان محمد رسول اللہ است“

۲۔ فتوح الغیب

یہ علم تصوف اور معرفت میں بڑے معرکہ کی کتاب ہے۔ اس کے مضامین معارف قرآنی اور اسرار طریقت سے معمور ہیں۔ یہ کتاب کئی مقالات پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ معرفت اور حقیقت

کا ایضاً دار ہے۔ اس کتاب میں ان حضور کے اخص و عظمیٰ جو آپ نے مختلف مواقع پر ارشاد فرمائے تھے۔ ان مقالات کا مطالعہ ایمان میں حرارت پیدا کرتا ہے اور صحیح اعمال و عقائد کی حکایت کرتا ہے۔ یہ کتاب دراصل حضرت غوث اعظم نے اپنے صاحبزادے سید محمد عینی کی تعلیم کے لئے تصنیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں تجرید و ترک فتن و بغا اور نفس و دل کے امراض اور ان کا علاج بخیر کی گئی ہے۔

عربی سے اس کتاب کے بے شمار تراجم فارسی میں ہوئے۔ جن میں شاہ عبدالغنی قادری محدث دہلوی کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔ اردو تراجم میں مولانا ابوالحسن سیالکوٹیؒ، نواب صدیق حسن خان مہوبہ پل اور مولانا محمد عالم کاکوروی کے تراجم بہت مشہور ہیں۔ یورپ کے مشہور منتعصب مستشرق پروفیسر مارگروٹ نے ان مواضع کو نہایت پُر تائید لکھا ہے حالانکہ وہ یہودی مؤرخ تھا۔ پروفیسر نکور لکھتا ہے کہ یہ خطبات کا یہ مجموعہ جو مختلف موضوعات پر مبنی ہے آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق نے جمع کئے تھے۔

۳۔ فتح ربانی

کتاب کا مکمل نام فتح ربانی و فیض الرحالی ہے۔ یہ حضرت غوث اعظم کے تیسرے خطبات کا مجموعہ ہے جو آپ کے نواسے شیخ عقیف الدین مبارک نے ترتیب دیئے۔ مرتب نے نہایت کاوش سے اصلی کلمات و الفاظ کو اسی حسن و خوبی سے تحریر کیا ہے کہ پڑھ کر دل بہت متاثر ہوتا ہے اور سرور و کیف حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے دو سال کے مواضع حسنہ و ارشادات و اقوال پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ اور مسائل کے مواضع اکٹھے کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے بھی فارسی میں بے شمار تراجم ہوئے اور اردو میں بھی ان کی کمی نہیں ہے۔ مصر میں بھی اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے جن میں شیخ رشید رضا مصری کا ترجمہ بہت معروف ہے۔ پروفیسر ڈیوید براؤن فرما یونیورسٹی برلن نے بھی اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اس کا سیدہ اسادھا انداز بیان سامعین پر بڑا گہرا اثر چھوڑتا تھا۔

۴۔ مکتوبات قطب صدائی

یہ حضرت شاہ جیلان پیران پیر کے فارسی مکتوبات کا ترجمہ ہے۔ جو حضور نے مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو تحریر فرمائے۔ ان میں بھی معرفت و طریقت کے اسرار و رموز اس لطیف طریقے سے سمجھائے گئے ہیں کہ انسان بے اختیار جو کہ آپ کی فراست کی راہ دیتا ہے۔

۵۔ دیوان پیران پیر

یہ دیوان فارسی میں ہے اور عشق و معرفت کا دفتر ہے۔ ایک ایک شعر وجد آور اور کیف آگیز ہے۔ کہتے ہیں کہ فی الحقیقت یہ دیوان سید غوث اعظم کی تالیف نہیں ہے بلکہ محی الدین بردی کی تصنیف ہے اور غلط طور پر آپ سے منسوب کیا گیا ہے۔ آپ کی ایک فارسی رباعی بہت مشہور ہے جو آپ نے سلطان سبزوئی کو اس وقت لکھی تھی جب اس نے مال و دولت کا لالچ دے کر ملک یندوز میں بلایا تھا۔

۶۔ قصیدہ غوثیہ

چودہ قصائد آپ کی یادگار ہیں جن میں قصیدہ غوثیہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ قصائد فصاحت و بلاغت کی کان ہیں۔ قصیدہ غوثیہ حضرت غوث پاک نے اپنے متعلق لکھا۔ اس کے تیس اشعار عربی زبان میں ہیں جو کہ جذبہ کی حالت میں آپ کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ اس کی بے شمار فارسی اور اردو و شریں لکھی گئی ہیں۔

دیگر تصانیف :

ان تصانیف کے علاوہ چہل کات، حصار الخاطر فی الباطن و الظاہر، یواقیت و الحکم، العیون شریعت، دروہ کبریت، احمر بھی آپ کی گراں پایہ تصانیف میں شامل ہیں۔ چہل کات ایک قطعہ کی صورت میں تین اشعار ہیں۔

وفات

وفات آنجناب کی جمادی الاخر ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۲۲۳ء میں بغداد شریف میں ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

منقبہ

آپ کا مقبرہ بستان شریف میں ہے اور کل دنیا کے مقابر اولیٰ میں ایک ممتاز اور ارفع مقام رکھتا ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد منسوی کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی قادری

حضور غوث پاک کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ پیدائش ۱۲۱۷ھ مطابق ۱۸۰۲ء عہد تترشد باللہ عباسی میں ہوئی تحصیل علوم کے لئے دور و راز مقامات کے سفر کئے۔ بیس سال کی عمر میں تمام دینی علوم میں یکیت ہو گئے۔

علوم نبوی و باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ تمام علوم میں خاصی دسترس حاصل تھی۔ حضرت غوث الغمین کے وصال کے بعد درمہر غوثیہ میں ارشاد و تلقین آپ ہی کے فہم تھی۔ بے شمار غنیمت خدا آپ کے فضل و کمال سے استفادہ کرتی تھی۔ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی ہجویری آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ ان کو نیند آگئی۔ شیخ نے اہل مجلس سے کہا کہ خاموش رہو اور غوثیہ سے اتر چڑے اور شیخ علی ہجویری کے سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے جب شیخ عبا گئے تو آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خواب میں دیکھا تو آپ نے کیا ارشاد فرمایا تھا۔ شیخ علی نے فرمایا کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہتے کا حکم دیا تھا۔

آپ تحصیل علوم و فنون کے لئے بہت سے بڑے بڑے اسلامی مراکز میں تشریف لے

گئے سینکڑوں علماء و فضلاء نے زمانہ نے کسب فیض فرمایا۔ وعظ میں ظرافت و لطافت کی چاشنی بھی ہوا کرتی تھی۔ کلام بے حد شیریں تھا۔ نہایت پاکیزہ اخلاق اور عمدہ عادات و اطوار کے مالک تھے۔

خوش گفتار اور رحمدل بھی تھے۔ سخاوت میں حاتم ثانی تھے۔ کسی سائل کو اپنے دروازے سے خالی نہ جانے دیتے تھے۔ عزبا اور مساکین آپ کی امداد سے پلتے تھے۔ فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا۔ مدرسہ کے متولی بھی تھے۔ اپنے عہد کے بگڑا روزگار فاضل تسلیم کئے جاتے تھے۔

سفینۃ الاولیاء کے مطابق وفات ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۲۲۷ء عہد مظاہر باللہ عباسی بغداد شریف میں ہوئی اور اپنے والد محکم کے حواریں مدفن ہوئے۔ بعض کتب کے مطابق آپ کی وفات ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۲۲۸ء میں بغداد شریف میں ہوئی۔ اولاد میں شیخ ابو منصور عبد السلام اور شیخ ابو الفتح سیدان بہت معروف ہوئے ہیں۔

سید صفی الدین گیلانی قادری المشہور سید صوفی قادری

آپ سید سیف الدین عبدالوہاب قادری کے فرزند اکبر تھے۔

مراکز اقدس بستان شریف میں رہے۔ وصال ۱۲۷۲ھ میں ہوا۔

سید ابوالعباس احمد گیلانی قادری

آپ سید صفی الدین المعروف سید صوفی قادری کے فرزند اکبر تھے۔

بغداد سے حلب میں آنا:

ہلاکو خاں کے حملہ بغداد کے بعد آپ ترک وطن کر کے حلب (شام) میں مقیم ہوئے۔ پچھلے روم پہنچے۔ پھر ولایت شام میں حلب کے مقام پر آئے۔ اس وارد گیر کے زمانہ میں آپ کیساتھ آپ کے بھائی سید سیدان احمد بھی بغداد چھوڑ کر روم آگئے تھے اور جب امن ہوا، تو یہ سب لوگ حلب چلے گئے۔

وفات ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲۳۲ء میں ہوئی۔ مزار پُر انوار حلب میں ہے۔

سید مسعود گیلانی حلبي قادري

آپ کو سید مسعود متازی بھی کہا جاتا ہے اور حضرت ابو العباس احمد دہلوی کے صاحبزادے تھے۔ مزار اقدس حلب میں ہے اور وصال ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۲۶۲ء میں ہوا۔

اور یہ دو فرما کر نہ کیا گیا

سید ابوالحسن علی گیلانی حلبي قادري

آپ سید مسعود غازی گیلانی قادری کے فرزند رشید تھے۔

وفات ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۲۵۲ء میں بمقام حلب ہوئی اور وہاں ہی بزرگان کے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے

سید شاہ میر گیلانی حلبي قادري

آپ سید علی گیلانی قادری حنبلی کے فرزند جب بند تھے۔

وفات ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۲۶۹ء بمقام حلب ہوئی، اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

شاہ شمس الدین قادري گیلانی

آپ حضرت شاہ میر گیلانی قادری کے فرزند اجماع تھے۔

آپ کے صاحبزادے سید محمود علی گیلانی نے آپ کی حیات میں بلاد عجم و عرب کی بہت سی وسعت کی۔ ہندوستان، پاکستان، سندھ، خراسان، ترکستان، ایران اور پنجاب کے تمام مقامات دیکھے مگر آپ کی زندگی میں حلب ہی رہے۔ بعد ازاں وہ ان کے وصال کے بعد پاکستان میں مستقلاً اربع شریف میں اقامت گزیرے ہوئے۔

وفات بمقام حلب دسام ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۲۳۰ء میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

قادري صوفياے کرام

جو

لاہور شریف لائے مگر یہاں دفن نہ ہو سکے

اور

اپنی سیادت یہاں کے لوگوں پر چھوڑ گئے

حضرت سید جمال حیات المیر قادری

سید جمال اللہ حضرت سید نصر کے بھائی اور حضرت غوث الاعظم کے چوتھے ہیں۔ مفتی غلام سرور لاہوری مصنف غزینۃ الاصغیاء نے حضرت شاہ ابوالفتح الی قادری کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ صاحب زادہ موصوف شکل و صورت میں حضرت غوث الاعظم کے مشابہ تھے اور انتہائی خوبصورت تھے، اور آنحضرت کو ان سے بہت محبت تھی۔

مزید تحریر ہے کہ حضرت غوث پاک نے ان کے حق میں پروردگار عالم سے حیات جاودا کی لئے دعا فرمائی تھی۔ جو اللہ کریم نے منظور فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت سید جمال اللہ المعروف حیات المیر اب تک حیات ہیں۔ صاحب مخازن صفات الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حیات المیر سے کسی نے عمر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت غوث اعظم کبھی گود میں لے کر دوڑ کر محبت سے چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کی ملاقات حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی۔ اور فرمایا کہ ان سے نیز اسلام کہنا۔

لاہور میں آمد

آپ لاہور تشریف لائے تھے اور مانی کے قبرستان کے احاطہ میں ہی قیام فرمایا ہوئے تھے۔ اسی جگہ حضرت محکم الدین صاحب متیم قادری جو وہی ہیں ان سے بیعت ہوئے۔ نیز کئی دوسرے لوگ آپ سے بیعت ہوئے اور بے شمار لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ یہاں تک کہ لاہور میں آپ کا فیض عام ہو گیا۔

تحقیقات سنی کے مطالعہ سے جتنا ہے کہ آپ کی ولادت ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں ہوئی تھی۔ مصنف کتاب کادالہ النعماء کے حوالہ سے مزید لکھا ہے کہ عند الوفاات حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے ان کو طلب فرما کر فرمایا: کہ عمر آپ کی دراز ہوگی۔ چنانچہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش خود دکھائیں گے۔ جب یہ موقع آئے تو ان کو ہمارا سلام کہنا۔

حضرت شاہ عبداللطیف بری امام قادری آپ کے خلیفہ تھے۔ حقیقۃ الاولیاء مصنف

مفتی غلام سرور لاہوری مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ۔ پادری سید السبحان مصنف صوفی ازم ان شریکین میں لکھا ہے کہ آپ حضرت حیات المیر سے بیعت تھے۔

شیخ محمد بن احمد الدینی قادری

حضرت امام عبدالغادر گیلانی بعد اوی کے ہمیشہ زادہ تھے۔ ہندوستان تشریف لائے مزار کراچی میں ہے۔ وفات ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء میں ہوئی۔

شیخ شمس الدین براتی

آپ کا شجر نسب اس طرح ہے:

شیخ شمس الدین براتی بن شیخ علی اذقانی بن خواجہ حسن اذقانی بن شیخ حسین بن امام عاقل فقیہ حنفی اذقانی بن قاضی عبدالکیم اذقانی بن ابی حنفیہ اذقانی۔

آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۵ء ہے۔ آپ کے آبا و اجداد بغداد شریف سے اذقانی ایکے از مضافات بخارا، آئے تھے۔ آپ نے اذقانی سے برات میں نقل مکانی کر لی تھی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہونے کے علاوہ صاحب کشف و کرامات بھی تھے۔ اپنے وقت کے فاضل اور مقتدائے زمانہ تھے۔

آپ امیر تمغور گورگان کے قصبہ برات میں ۱۳۸۰ھ سے ایک سال بعد وفات پا گئے۔ انتخاب نے حضرت خواجہ عارف دیوگری مدظلہ حضرت خواجہ عبدالخالق غیلانی کی زیارت کی ہے۔ اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔

آپ بھی اپنے آبا و اجداد کی رسم کے مطابق سیر و سیاحت کرتے رہے اور ایک دفعہ یہ سلسلہ تجارت لاہور بھی تشریف لائے۔ مگر جلد ہی واپس چلے گئے۔ شروع سے آپ کی طبیعت مجاہدہ اور دیانت کی طرف مائل تھی۔ اسی لئے آپ جنگوں۔ مہیا بانوں اور دیرانوں میں ذکر الہی کرنے تھے۔ شریعت کے نہایت پابند تھے۔ رزق حلال کھاتے اور کھاتے تھے۔ امرار اور سادہ بین کے حضور رہنا معیوب خیال کرتے تھے۔ آپ محب اللہ کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء ہرات میں ہوئی اور خشک دروازہ ہرات اور خیر و زیادہ کے وسط میں دفن ہوئے۔ آج بھی آپ کی قبر مرجع خلعت ہے، اور ہر آن ہزار ہا لوگ یہاں سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

سید محمد غوث قادری اوچی علی :

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے :

مخدوم شیخ محمد غوث بن سید شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن سید صفی الدین بن سید سیف الدین مسد الوہاب بن سید عبدالقادر جیلانی بغدادی۔
اوپر شریف میں آمد :

انجناب اوپر شریف میں ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں تشریف لائے۔ آپ کے اباؤ اجداد میں سید ابو العباس احمد بن سید صفی الدین ہاکو خاں کے مجدد بغداد میں ترک وطن کر کے حلب (شام) میں مقیم ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ حلبی کہلاتے ہیں۔ آپ کی پیدائش بھی حلب کی ہے۔

سیر و سیاحت :

آپ نے کافی عرصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔ جوانی کے عالم میں خراسان ترکستان عرب و عجم کی سیر و سیاحت کرتے رہے اور اس کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور لاہور سے جوکر دہلی دہلی ناگور پہنچے اور پھر واپس اپنے وطن چلے گئے اور اپنے والد گرامی سے دوبارہ ہندوستان میں مقیم ہونے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا میری زندگی تک میرے پاس رہو۔ بعد میں اجازت ہے کہ جہاں چاہو سکونت اختیار کرو۔ چنانچہ آپ اپنے والد کے وصال تک وہاں ہی رہے وصال کے بعد ہندوستان آئے اور اوپر شریف میں مستقل اقامت گزرنی فرمائی۔
ورود لاہور :

جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو کچھ عرصہ لاہور میں بھی ٹھہرے۔ غرضیتہ الامنیہ میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم کچھ زمانے لاہور میں محلہ کوفت گراں اور کچھ عرصہ ناگور میں سکونت پذیر رہے۔ وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی اور پھر حلب واپس تشریف لے گئے۔

شہان وقت کی بیعت و ارادت :

سلسلہ عالمیہ قادریہ کو پیر صغیر پاک و ہند میں آپ کی وجہ سے بہت عروج ہوا۔ ہزار ہا انسانوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ سلطان حسین مرزا حاکم سندھ اور سلطان سکندر لودھی بھی آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت مخدوم صاحب عظمت و کرامت اور علوم معقول و منقول کے جامع تھے۔ اس کے علاوہ قدرت نے آپ کو دنیاوی جا و جلال سے بھی نوازا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک دنیا آپ کے قدوم میں منت لزوم کو چومنے کے لئے حاضر ہونے لگی۔

آپ علوم غامضہ بری و باطنی میں بیکار تھے۔ شعر و سخن کا ذوق بھی قدرت کی طرف سے آپ کو دو بیعت ہوا تھا۔ آپ کا دیوان بھی ہے۔ قادری تخلص فرماتے تھے۔
نمونہ کلام :

رندیم و قلمند ریم و چالاک	ستیم و معریم و بے باک
حامیم و صرامیم و باج	در و صفیم و بحر و خاشاک
والی ولایت شش و پنج	حامی جلا و فہم و ادراک
عجب و راز عالم کون	منصور کشت سے سر لولاک
گنڈ شستہ ز خویش بے کدورت	نگد شستہ ز عشق جو ہر خاک
آئینہ صاف بے غل و غش	صفائی دل و پاک رای و شکاک
گر صاف شوی و پاک و نام	میگوئی چو قادری تو ناپاک

بائبل یوسان قدوسیم

شہب ز سفید دست انیم

ازدواج :

شجرۃ الافار میں تحریر ہے کہ آپ نے پہلی شادی سلطان قطب الدین لاگوا کی دختر بی بی ولس کسائیں سے کی تھی جو ملتان اور اوپر کا حاکم تھا۔ لیکن ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی پھر آپ نے دوسری شادی سید ابو الفتح حسینی کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے کی۔ ان سید ابو الفتح حسینی

کاسلہ آبائی چار واسطوں سے سید صفی الدین گارڈنی سے جا ملتا ہے۔
اولاد :

آپ کے چار صاحبزادے تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

(۱) سید عبدالقادر ثانی :- آپ علم و عمل کے جامع اور کمالات خاہری و باطنی کے حامل تھے آپ کی والدہ سیدہ ابوالفتح کی صاحبزادی تھیں جو سید صفی الدین گارڈنی کی اولاد سے تھیں آپ پر عبادت و ریاضت اور مراقبہ کا غلبہ تھا۔ ۸۷ سال کی عمر میں ۱۰۳۳ھ میں وفات پا کر اوج شریف میں دفن ہوئے۔

(۲) سید عبدالقادر ثانی :- آپ نے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت کی عام طور پر مستغراق کی حالت میں رہتے تھے۔ ۸۷ سالہ میں وفات پا کر اپنے والد کے پاس دفن ہوئے۔ توکل میں آپ بڑا اونچ مقام رکھتے تھے۔

(۳) سید مبارک حقانی :- آپ مجاہدہ و ریاضت کے سبب جنگل میں چلے گئے تھے۔ جہاں حضرت خواجہ معروف چشتی جو بابا فرید گنج شکر کی اولاد سے تھے، آپ کے خلیفہ بنے۔ ۱۰۳۴ھ میں وفات پا کر اوج میں دفن ہوئے۔

(۴) سید محمد نورانی :- آپ کی اولاد دہشتی اور نہایت پاریہ کے بزرگ تھے۔

وفات ۹۲۳ھ مطابق ۱۵۱۱ء ہے اور سکندر لودھی کا مہم تھا۔ تاریخ وفات اس طرح ہے :

برفود کس بری چوں کردت	محمد نوٹ پیر سید دین
میران طلب آقا	بحوالہ تاریخ اوطاف رنگین
۹۲۳ھ	

مزار اقدس اوج شریف میں واقع ہے :

شیخ غیب اللہ قادری چشتی

آپ امام ربانی حضرت مجدد و اصف ثانی سرسہندی کے والد بزرگوار ہیں۔

زبدۃ المقامات ص ۱۱ پر لکھا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب حضرت مجدد و اصف ثانی قدس سرہ نے مجذوبوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت والدہ ماجدہ لاہور شریف سے گئے۔ اس سفر میں میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔

زبدۃ المقامات کے صفحہ ۹۶ پر رقم ہے :

شیخ رکن الدین حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ نے شیخ عبدالواحد کو حدیثیہ و قادریہ و چشتیہ کا فرقہ خلافت پہنایا۔ اور فیض و بیغ عبارت میں تحریری اجازت نامہ بھی عنایت فرمایا۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال قادری کیتھنی سے مشرب بیعت تھے اور آپ کو خلافت بھی ملی تھی۔

مزار اقدس سرسہ شریف میں ہے۔ وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی۔

میر میراں سید مبارک حقانی اوجی

فرزند حضرت سید محمد نوٹ صبی اوجی کے تھے۔ خلافت بھی انہیں سے حاصل کی تھی طبیعت پر جذب و سستی کا غلبہ تھا۔ اور بروقت استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔ جب طبیعت قابضہ باہر ہو گئی تو اوج شریف سے نکل کر کئی جنگل میں چلے گئے اور عبادت و مجاہدہ کرنے لگے۔ جنگل میں قیام کے دوران حضرت فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے ایک بزرگ خواجہ معروف چشتی نے آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ نے حضرت خواجہ سے فرمایا تھا کہ تم سے تصوف کا ایک جدید خانوادہ پیدا ہوگا۔ چنانچہ قادریہ نوٹ بیہ سلسلہ حضرت خواجہ معروف چشتی کی طرف منسوب ہے۔

جب آپ لاہور شریف لائے تو کانی عصر یہاں مقیم رہے۔

وفات ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۵۲۹ء میں بمقام لاہور ہوئی۔ یہ شیخ شاہ سوری کے فرزند اسلام شاہ سوری کا سہیل حکومت تھا۔ اوج شریف میں مدفون ہوئے۔

مخدوم حضرت شاہ فیصل قادری

مرثہ حضرت شاہ کمال قادری کھنکھیل لاہور کے۔

حضرت شاہ فیصل ولی کامل اور عالم کامل گزے ہیں اور زمرہ پیر کے نام سے مشہور ہیں آپ رشتہ کمال سے حضرت شاہ کمال قادری کے چچا بھی تھے۔ تاریخ اثبنتہ تصوف میں لکھا ہے کہ آپ ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۶۷۴ء کو چہار شنبہ کے روز مغرب کے وقت بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ سولہ سال تک مسلسل عبادت و ریاضت کے بعد ۱۱۰۴ھ ربیع الثانی ۱۶۹۲ء مطابق ۱۶۷۲ء کو عمر کے وقت شنبہ کے روز حضرت شاہ گدا رحمان ثانی قادری سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

ورود ہندوستان :

حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ہندوستان میں بھی تشریف لائے اور خطہ سندھ میں کچھ عرصہ قیام فرما رہے۔ ہمسفہ کے قریب حضرت کا چلہ گاہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔ سجادہ نشینان گدی حضرت شاہ کمال قادری کھنکھیل کا زمانہ ہے کہ آپ لاہور بھی تشریف لائے تھے اور یہاں سے آگے ہندوستان روانہ ہوئے تھے۔

آپ کے خلفائے اعشارہ بہت مشہور و معروف ہیں۔ جن میں سے حضرت شاہ کمال قادری کا خاص مقام ہے۔

آپ کی ایک کتاب بنام صغیر المسود ہے۔ دوسری خریفۃ الامر ہے۔ جو تصوف کے موضوع پر ایک دلچسپ رسالہ ہے جس کے آخر میں مرتب نے حضرت شاہ فیصل کے مریدین اور خلفاء کا بھی ذکر کیا ہے۔

آپ کا وصال ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۲ء میں شہر شریف میں ہوا اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔

آپ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔

سید محمد غوث بالا پیر قادری

آپ سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث حبیبی اوچی کے فرزند تھے آپ کے والد بزرگوار سید زین العابدین بنگال میں کفار سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ آپ اپنے جدِ محترم سید عبدالقادر ثانی کے زیر تربیت رہے اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سید عبدالقادر ثانی کے وصال کے بعد جب سید حامد گنج بخش گیلانی سجادہ نشین بنے تو آپ اوچ سے نقل مکان کر کے ست گھرہ میں تنقل طور پر مقیم ہو گئے۔

لاہور میں آمد

جب آپ ست گھرہ سے لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے محلہ سنگر خاں کے پاس ایک نیا محلہ بنام رسول پورہ آباد کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اب ابلی گورٹ کے دفاتر ہیں۔

سید عبدالقادر ثالث المشہور سید حبیبوں آپ کے صاحبزادے تھے۔ جن کی اولاد سید عبدالرزاق گیلانی المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری بہت مشہور و معروف بزرگ گزے ہیں۔

وفات آپ کی ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۸۱ء میں ہوئی اور ست گھرہ میں ہی دفن ہوئے۔

چکرنا کاکہ بنی

شاہ بری لطیف قادری

آپ کی ولادت موضع جولیاں کرسال ضلع جہلم میں ہوئی طبیعت بچپن سے ہی عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھی۔ والد صاحب کا نام شاہ محمود تھا۔ جنہوں نے آپ کو بھنیسیں چرانے کا کام دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ ریاضت و عبادت میں لگے رہے۔ بعض مخالفتوں کی بنا پر محمود شاہ ترک وطن کر کے علاقہ گونڈہ منسہ راوی پٹی میں اقامت گزیں ہو گئے۔ یہاں آپ کے والد نے آپ کو تعلیم کے لئے کیمپور کے ایک موضع غورنشی میں بھیج دیا۔

ورود لاہور

آپ نے حضرت حیات المیر قادری جو حضرت غوث اعظم کے پوتوں میں سے زمرہ جاوید

ہیں، کے دستِ حق پر بیعت فرمائی۔ حضرت حیات المیر کی زندگی کا بیشتر حصہ لاہور ہی میں گزرا، اور آپ کے نامور خلفاء میں سے شیخ بہلول دہلوی تدریسی اور کثیر و بیشتر لاہور تشریف لاتے تھے۔ اس لئے ممکن ہے کہ مرشد اور مرید صادق سے ملاقات کی خاطر لاہور بھی تشریف لاتے ہوں۔ حضرت شاہ فقیم جروہی نے بھی یہاں لاہور آکر قبرستان میانی میں ان سے بیعت کی تھی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حرمین کبشرفین بزمِ ادب کی سچ گئے اور راج و زیارت روضہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہونے کے بعد وطنِ مانوف واپس آئے اور حکومت پاکستان کے موجودہ دارالحکومت اسلام آباد میں مقیم ہوئے اور یہاں رشد و ہدایت کی شمع روشن کی۔

صاحبِ حدیقۃ الاولیاء لکھتا ہے :

شاہ لطیف بری قادری بزرگانِ پنجاب سے تھے۔ حضرت کے خوارق و کرامات ہزاروں مشہور ہیں۔ آپ بڑے عابد و زاہد۔ گوشہ نشین، مست و مجذوب تھے۔ ہزاروں مرید مدارجِ تکمیل کو پہنچے۔ آپ نے نعمتِ باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر سے پالی ہو کر حضرت غوث الاعظم کے پوتوں سے زندہ جاوید ہیں۔

آپ کے ایک نامور خلیفہ شاہ بہلول قادری سے سلسلہ بہلولی شاہی چلا۔ اس کے علاوہ آپ کے خلفاء میں شاہ حسین بہشت مشہور ہیں جن کی بیشک شاہِ بڑی لطیف کے مزار کے بالمقابل ہے آپ کا برہنہ عرس ہوتا ہے۔ جوابِ میلہ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ یہ میلہ پاکستان بھر میں بہت مشہور ہے اور یہاں اندرون ملک سے لاکھوں انسان شرکت کرتے ہیں۔ وفاتِ آپ کی ۹۶۵ھ مطابق ۱۵۵۶ء میں ہوئی۔

حضرت شاہ کمال قادری کبشرفی

امام الدارین، سلطان الاولیاء، قدوة السالکین، حجتہ العاقلین حضرت شاہ کمال کبشرفی قادری ۹۹۹ھ مطابق ۱۵۹۰ء میں بغداد میں پیدا ہوئے اور پانچویں پشت سے حضور غوث الاعظم سے تھے ہیں۔ یعنی حضور کے ۲۴۴ سال بعد ظہور میں تشریف لائے۔ والد گرامی کا نام سید حاجی عرفقا، آپ کی ولادت سے چھ سال بعد حضرت شاہ فیضی قادری بغدادی تشریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار سے فرمایا : کہ یہ باورِ زاد ولی ہیں، ان کی تربیت پر خاص توجہ فرمائیں۔ تعلیم و تربیت :

آپ نے ظاہری و باطنی علوم میں کس زمانہ کے جید علماء سے استفادہ کیا، اور تفسیر، حدیث اور فقه پر مکمل عبور حاصل کر لیا۔ اس کے بعد آپ مجاہدات اور ریاضات کی طرف متوجہ ہوئے، اور آپ گھر بار، ماں باپ اور اہل و عیال کو چھوڑ کر جنگوں اور صحراؤں میں چلے گئے، سمرقند، بخارا، روم و ایران، مصر و فلسطین، عراق و حجاز کے بیابانوں اور تنہا ہوئے صحراؤں میں جلی و کسلی، اجڑاؤ، قمر کی سنگلاخ چٹانوں میں مدتوں پھر اگئے۔

بجا ہر مجدد یہ میں مرقوم ہے کہ حضور غوث الاعظم نے اپنا خرقہ خاص اپنے ذاتی کمال سے ملو کہ آپ اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق قدس سرہ کو سونپا تھا۔ پھر یہ خرقہ سلسلہ پر سلسلہ اس خاندان میں حضرت شاہ کمال کبشرفی تک پہنچا۔ پھر آپ کے مرید و خلیفہ حضرت شاہ سکندر کبشرفی کو ملا۔ جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو اس سے سرفراز فرمایا :

شجرہ طریقت :

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ فیضی قادری عرف زندہ پیر سے بیعت کی اور انہیں سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ شجرہ طریقت اس طرح ہے :

حضرت شاہ کمال کبشرفی مرید حضرت شاہ فیضی قادری مرید شاہ گدا جرن ثانی مرید شاہ شمس الدین مرید شاہ گدا جرن اول مرید شاہ شمس الدین صوالی مرید شاہ عقیل مرید شاہ بہاؤ الدین مرید حضرت عبدالوہاب مرید حضرت غوث الشفقین عبد القادر گیلانی۔

سیر و سیاحت :

علوم و ظاہری و باطنی کی تربیت کے بعد آپ اپنے مرشد کامل حضرت شاہ فیضیل قادری کے ہمراہ سیر و سیاحت دنیا کے لئے نکلے۔ اسی اثنا میں آپ دونوں حضرات نے ایک دفعہ حج بھی کیا اور پھر ہندوستان کفرستان بھی پہنچے اور اس طرح دنیا جہاں کی سیر کرتے رہے۔ بعد ازاں مرشد کے حکم سے آپ ہندوستان تشریف لائے۔ مگر یہاں کسی مقام پر بھی قیام نہ فرمایا۔ عتقان لاہور، سرہند، دہلی، آگرہ اور احمد آباد تشریف لے گئے۔ آخر میں پائل تشریف لائے اور یہاں چند سے قیام کیا۔ ان ایام میں شیر شاہ سوری بادشاہ وقت تھا اور حیدر خاں حاکم عتقان جو آپ سے بے انتہا عقیدت رکھتا تھا۔ اسی تقصیر میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے والد محترم حضرت عبدالاحد کابلی بھی قیام فرما تھے۔ جو آپ سے بیعت تھے۔ اس سیر و سیاحت میں مرشد کامل حضرت شاہ فیضیل قادری کے ساتھ کئی بار آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ اس دور میں مختلف ممالک میں آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ اس مہوار دوری اور دشت پہاڑی میں بیشمار واقعات آپ سے ایسے سرزد ہوئے جن سے خلق خدا کی بہتری مقصود تھی۔

ہندوستان میں آمد

آپ سرزمین عراق سے ملک ایران کے راستے مشہد، نجف اشرف، تبریز اور اصفہان سے ہوتے ہوئے ہندوستان میں درہ گول کے راستے وارد ہوئے۔ غالباً آپ شہنشاہِ بابر کے آخری ایام میں آئے۔ اور اول اول مشہد میں قیام فرمایا جو کہ علم و ادب، تہذیب و تمدن اور فنون لطیفہ کا مرکز تھا۔

اس زمانہ میں یہاں محدثین و فقہاء کا بہت زور تھا اور سادات عظام کے بے شمار خاندان یہاں مقیم تھے۔ یہاں آپ نے تقریباً دو سال تک قیام فرمایا۔ متعدد بار چلہ کشی کی۔ بے شمار آدمیوں نے یہاں سے خرقہ و عمامت حاصل کیا۔ تحفہ سے آپ عتقان تشریف لائے۔ یہاں شیر شاہ سوری کے نائب عتقان حیدر خاں نے آپ کا استقبال کیا اور ہر قسم کی مراعات مہیا کیں۔ لیکن آپ نے ان کو قبول نہیں فرمایا۔ یہاں سے آپ براستہ لاہور و سرہند پہنچے۔ پھر یہاں سے پائل (سرہند شریف) کا رخ کیا۔ یہاں حضرت امام ربانی کے والد بزرگوار اقامت گزیرے تھے۔

جو بعد ازاں آپ سے بیعت ہوئے پھر یہاں سے کشتیل شریف پہنچے، اور یہاں پر مستقل طور پر مقیم ہو گئے۔

ہندوستان میں آپ کی آمد کا زمانہ ۹۶۷ھ مطابق ۱۵۶۰ء ہے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت شکر اللہ شیرازی، حضرت سید شاہ عبداللہ اور حضرت شاہ مہین تھے۔ حضرت شاہ عبداللہ اور حضرت شاہ مہین حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے۔ ان تینوں حضرات کے مزارات شہر ٹھٹھہ میں ملکی پہاڑی کے قبرستان میں ہیں اور آج تک مرجع خلائق ہیں۔

کرامات

جس طرح آسمان کے ستاروں کا گنا محال ہے۔ اس طرح حضرت شاہ کمال کی کرامات کا شمار بھی محال ہے مگر یہاں چند ایک پرکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ ”جب ہم کو خاندان قادریہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا بزرگ نظر نہیں آتا۔“

”در بار قادری میں لکھا ہے کہ کسی رات تین رجال غیب آسمان سے اترے اور حضرت شہ کمال قادری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں کو تو ال شہر آگیا۔ اُس نے دیکھا کہ چار آدمی بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ حکم دیا کہ انہیں گرفت کر لیا جائے جب وہ سپاہی نزدیک آئے تو انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا، کیونکہ وہ تین رجال غیب تو ہوا میں اُڑ گئے اور حضرت اقدس ان کو باوصف موجود نظر آئے۔ جب سپاہی چلے گئے تو وہ رجال غیب پھر آگئے اور کہنے لگے۔ ”آپ کیوں نہ چھپتے؟“ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فقرہ کو وہ طاقت دے رکھی ہے جس سے وہ تمام عالم کا مٹا دہہ کرتے ہیں مگر انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ پھر ان تینوں رجال غیب نے آپ سے استعفا کی کہ چھوٹے، لاہور کی سیر کریں۔ آپ نے فرمایا: آپ ہی جاتیں اور مجھے مہذب و متمدن نہیں۔“ وہ تینوں رجال غیب ہوا میں پرواز کرتے ہوئے لاہور آ گئے۔ مگر دیکھتے کیا میں کہ آپ پہلے سے لاہور پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے آپ کے پہنچنے کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: ”فقرہ کو آمد و رفت کی ضرورت نہیں۔ فقیر تو خود دنیا کو ٹھیرے ہوئے ہے اور خود اس دنیا سے باہر ہے۔ وہ جہاں چاہے چلا جائے۔“

ایک دوسری جگہ تحریر ہے :

حضرت شیخ ابراہیم نے جو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اجمودہی کے بیوی تھے۔ ایک شخص سے ناراض ہو کر سوہرہ دل سے سارے لاہور میں اگ لگا دی۔ حضرت کبیر علیہ السلام ان دنوں صحرائے روم میں مصروف سیاحت تھے چار اہل اللہ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے اوپر سے گزے۔ باہمی قوت سے آپ کو پہچان کر خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ "حضور لاہور چل رہا ہے۔ اسے دیکھنے جا رہے ہیں۔ آپ بھی تشریف لے چلیں۔ آپ نے ساقی چمن سے انکار کر دیا۔ وہ اہل اللہ لاہور آئے اور زمین پر کھڑے ہو کر جس دروازے پر کھڑے تھے، دیکھتے ہیں کہ حضرت کبیر علیہ السلام بھی موجود ہیں۔

پھر تحریر ہے :

ایک مرتبہ ایک باغ میں چار اہل اللہ آپ سے ملے وہ حضرت اقدس کے صحیح ہند مقام سے واقف نہ تھے۔ باغ میں یہ سب ایک باریک منہ نقیون پر بحث کر رہے تھے۔ کو تو ال شہر گشت پر تھا۔ وگفتگو کا شور سن کر باغ کے اندر آیا۔ مگر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ باہر چلا گیا۔ پھر گفتگو کا شور سنا۔ وہ پھر باغ میں آیا۔ مگر اسے کوئی متنبہ نہ نظر آیا۔ وہ یہ خیال کر کے کہ کوئی نزل بیابانی ہے، واپس چلا گیا۔ یہ اہل اللہ حضرت اقدس سے رخصت ہونے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا : "کہاں کا ارادہ ہے ؟ عرض کی۔ "لاہور کا"۔ اور پھر وہ لاہور کی طرف ہوا میں پرواز کر گئے۔ جب وہ اہل اللہ لاہور پہنچے تو حضرت اقدس کو معصوم اہل و عیال لاہور میں ایک مکان کے آگے کھڑے دیکھا۔ حضرت اقدس نے انہیں اس مکان میں مقیم فرمایا۔

"اگمال" میں آپ کی ایک کرامت اس طرح تحریر ہے :

ایک مجذوب شیخ ہوتا تھا۔ لاہور کے مقام پر بازار کے قریب ایک مسجد میں سکونت پذیر تھے۔ ان کے ہاتھ میں ہمیشہ دو اینٹیں ہوا کرتی تھیں۔ کوئی سوار ہو یا پیادہ۔ کسی میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہاں سے صبح سالم گزر جائے۔ ایک روز حضرت بہ حالت سواری وہاں سے گزرے۔ شیخ مونگڑ چپ دستوار اٹھے اور دونوں اینٹیں زمین پر پھینک دیں۔ سلام کر کے بے ساختہ حضرت کے قدموں پر گر پڑے۔

اس کتاب میں ایک اور واقعہ اس طرح تحریر ہے :

"منقول ہے کہ آپ ایک رات لاہور کی گلیوں اور بازاروں میں گھوم رہے تھے۔ تین اور اہل اللہ گشت کر رہے تھے۔ کو تو ال شہر نگرائی کی غرض سے اس طرف آ نکلا۔ ان اہل اللہ میں سے ایک پانی کے مشکے میں داخل ہو کر پانی میں تبدیل ہو گیا۔ دوسرا تنور کے اندر جا گھسا اور آگ کی طرح روشن دکھائی دینے لگا۔ تیسرا ہوا میں تبدیل ہو کر پرواز کرنے لگا۔ حضرت اقدس جہاں تھے، وہیں ٹھہرے رہے۔ ان کے پیچھے پیچھے کو تو ال شہر گشت کرتا ہوا آ رہا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھا کہ اس وقت یہاں کون لوگ ہیں۔ مشکے میں دیکھا تو پانی نظر آیا۔ تنور میں آگ ہی آگ دکھائی دی۔ تیسرے صاحب جو ہوا میں اڑ رہے تھے۔ ان پر بھی حیرت ہی تھی۔ حضرت بھی وہیں موجود تھے لیکن انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ان حالات نے کو تو ال شہر پہنچون کی کسی کیفیت پیدا کر دی اور وہاں سے چلتا ہوا ہر اہل اللہ حضرت کی خدمت میں پھر اکٹھے ہو گئے

خلفاء

سیر و سیاحت اور قیام کبیر علیہ السلام میں لائق داد انسانوں نے آپ سے شرف بیعت کیا اور خلافت حاصل کی۔ چند ایک کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں :

- ۱۔ حضرت شاہ سکندر قادری کبیر علیہ السلام
- ۲۔ شیخ عبدالاحد سرہندی کابلی
- ۳۔ علامہ محمد کس سندھی (ٹھٹھہ)
- ۴۔ قطب عالم شاہ موسیٰ ابوالکلام
- ۵۔ حضرت جلال الدین کبیر علیہ السلام
- ۶۔ حضرت شاہ ہاشم قادری بنوادی
- ۷۔ حضرت خواجہ امان اللہ حسینی کبیر علیہ السلام
- ۸۔ حضرت شیخ مودود قادری سامانی
- ۹۔ خواجہ فتح علی خاں روموٹ علی خاں خاں بیات علی خاں وزیر اعظم پاکستان
- ۱۰۔ خواجہ حسین الدین کلاوڑی

(۱۱) حضرت شیخ رحمتی

(۱۲) حضرت شیخ نور جمال

(۱۳) قاضی عبدالرحمن دیپ پوری

(۱۴) بادا ستیل پوری

(۱۵) شاہ یوسف غوث بکری

(۱۶) شیخ ازاد دہشت اس

(۱۷) سید فیض الدین قادری لاہوری

(۱۸) شیخ بلال سندھی

(۱۹) سید علی شہیدی

(۲۰) شیخ سالم برہان پوری

(۲۱) شیخ طیب کیتل

(۱) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :

”جب مجھے بزرگوں کا عروج حاصل ہوتا ہے تو مجھے سلسلہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری ایسی کوئی عظیم المرتبت بستی کم ہی نظر آتی ہے“

(۲) شیخ عبداللہ کابل سرہندی والد ماجد امام ربانی فرماتے ہیں :

”مجھے نسبت فرودیت حضرت شاہ کمال قادری کیتل نے عطا فرمائی مجھ پر قومی اور خورق عظیم والے تھے؟“

(۳) خواجہ محمد دیہ مصنفہ خواجہ احمد حسین خاں نقشبندی قادری مجددی، حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مصنفہ خلیفہ محمد حسن نقشبندی۔ سیرت امام ربانی مولانا ابوبیان محمد داؤد سہروردی عمدة المقامات مصنفہ خواجہ حاجی محمد فضل اللہ۔ زبدة المقامات مصنفہ محمد شمس کشمی برہان پوری نقشبندی مجددی حضرت القدس مصنفہ علامہ عبداللہ نقشبندی سرہندی۔ روضۃ القیومیہ مصنفہ خواجہ ابو نعیم کمال الدین محمد وصال نقشبندی میں حضرت شاہ کمال قادری اور حضرت شاہ سکندر قادری کیتل کے

مشعل بہترین آرام موجود ہیں۔

مکتوبات

آپ نے بہت سے مکتوبات اپنے صاحب زادوں اور مریدین و متوسلین کو تحریر فرمائے یہ خطوط فارسی زبان میں ہیں۔ ان خطوط کا خلاصہ کتاب ”دریاد قادری“ میں دیا گیا ہے۔ یہ خطوط اپنی سلاست، فصاحت اور چاشنی زبان میں بے مثال ہیں۔ ان مکتوبات کو کتاب ”دریاد قادری“ میں ملحوظ فرمایا جا سکتا ہے۔

ملفوظات :

- (۱) کمال وہ ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات کمال ہے۔
- (۲) فقیہی فقرار کے لئے نعمت عظیم ہے۔
- (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں فقر سے بڑھ کر کوئی متابعت نہیں۔
- (۴) درویش راضی بڑھائے ہی ہوتا ہے۔
- (۵) انسان کہل نے کاستحق وہ ہے جو اپنے آپ سے آزاد اور ہر حال سے محفوظ ہے۔
- (۶) اللہ تعالیٰ کے عاشقوں پر توقف حرام ہے۔
- (۷) خدا کے دوستوں کو کوئی پابند نہیں کر سکتا۔
- (۸) پیر پرست مرید خدا پرست سے بہتر ہے۔
- (۹) عشاق میل و افغان کے پابند نہیں۔ جس طرح عوام ہوتے ہیں۔
- اولاد : آپ کے تین فرزند تھے :

- (۱) شاہ عطاء الدین قادری
- (۲) شاہ مولیٰ ابوالکلام : آپ کو قبولہ شریف کی ولایت اپنے والد گرامی سے ہی ملتی وفات بھی وہیں ہوئی۔ سن وفات ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۷ء ہے۔
- (۳) شاہ نور الدین قادری : آپ کا ہزار پرانہ کیتل میں حضرت شاہ کمال کے مرتد ذنور کے پاس ہے۔

ہی کوئی دن ایسا ہوتا جس میں سو سو چھپاس پچاس غیر مسلم بہر اپنے اہل و عیال اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔

آپ کی وفات ۹۸۲ھ مطابق ۱۵۷۴ء میں ہوئی۔

شیخ بہلول دریائی قادری

حضرت شیخ بہلول جن کو تذکرہ نویسوں نے شاہ بہلول اور بہلول دریائی بھی لکھا ہے، مجدد اکبر، جہانگیر اور شاہ جہان کے جید عالم سلسلہ قادریہ کے مبلغ اعظم۔ فقہ حنفیہ کے عظیم فقیہ عارف کمالی اور رازدلی اللہ تھے۔ ولادت ۱۵۸۲ء میں ہوئی۔ آپ کا وطن دریائے چناب کے کنارے، موضع لالیاں کے قریب ایک چھوٹا قصبہ تھا جو اب موضع بہلول کے نام سے مشہور ہے۔ تیس سال کے ہوئے تو حج کے لئے چلے گئے۔ اس دوران میں آپ نے تمام اسلامی ممالک کی سیر و حیات کی۔ بخت اشرف، اکبر جی مغل، مکر معظم، مدین منورہ، بغداد شریف، مشہد مقدس ہونے ہوئے، لاہور ہندو کے نزدیک بری شاہ لطیف کے پاس پہنچے جو حضرت شاہ محمد مقیم جو داس کے خلیفہ تھے۔ یہاں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔

لکھا ہے کہ ۱۵۹۵ء مطابق ۱۵۷۷ء میں آپ لاہور پہنچے اور نکسالی دروازے کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں مقیم ہوئے۔ جس میں حافظ ابوبکر بچوں کو پڑھاتے تھے۔ یہاں آپ نے شاہ حسین قادری کو دیکھا جو کہ اس وقت سات پارے حفظ کر چکا تھا۔ چنانچہ آپ اس رٹ کے کو مکمل تعلیم و تربیت سے نواز کر واپس چلے گئے۔

اولاد :

آپ کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام محمد علی اور دوسرے کا نام ولی محمد تھا۔ محمد علی کی شادی گیسو دراز بنت نواز عزیب نواز خلیفہ حضرت ذمیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ مبارک حضرت حسن کی صاحبزادی زینب بیگم سے ہوئی جس سے چار لڑکے ہوئے۔ بڑے لڑکے کا نام فتح محمد اور چھوٹے کا نام اسد بن تھا۔

سلطان حبیب علی فاتح میسور اور مجاہد اعظم سلطان فتح علی ٹیپو آپ کی ہی اولاد سے تھے وفات ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۵ء میں ہوئی اور مدفن جھنگ شاہ بہلول ضلع جھنگ میں بہت جو پڑی عقیبات کے نزدیک ہے۔ پہلے یہ علاقہ ضلع جھنگ کی حد میں تھا، مگر اب ضلع گوجرانوالہ میں شامل ہے۔

حضرت صدر دیوان قادری قصوری

آپ حضرت بہلول قادری کے مرید اور شاہ حسین قادری لاہوری کے پیرو بھائی تھے۔

مقام چلہ صدر دیوان

انڈون چار دیواری حضرت مادھو کالی حسین میں واقع ہے۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تھے تو باغبانپورہ میں خانقاہ حضرت مادھو کالی حسین قادری میں قیام پذیر رہے تھے اور اس جگہ آپ کا چلہ اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار قصور میں ہے اور مرجع خلافت ہے۔

شاہ قطب الدین ابوالکلام قادری

حضرت شاہ قطب الدین ابوالکلام عقیب بہ شاہ مولیٰ حضرت کبیر ملک العشاق شاہ کمال کیسٹلی کے دوسرے فرزند ارجمند اور خلفائے تھے۔ ابتدا سے ہی ریاضت و مجاہد میں مشغول رہا کرتے تھے۔ جسکی وجہ سے آپ کی کرامات اور خوارق کا چرچا دور دور تک پھیل گیا تھا۔ آپ کے بڑے بھائی کا نام عماد الدین اور چھوٹے کا نام شاہ نور الدین تھا۔

ولایت قبولہ شریف ضلع ساہیوال

حضرت کبیر ملک العشاق شاہ کمال قادری نے اپنی حیات ہی میں آپ کو ولایت قبولہ شریف تفویض کر دی تھی۔

ورد لاہور :

میان مقبول محی الدین گیلانی نے فرمایا ہے کہ آپ لاہور تشریف لاتے رہے ہیں۔

مزار اقدس قبولہ شریف ضلع ساہیوال میں واقع ہے، وصال ۲۵ رمضان ۹۹۹ھ مطابق ۹۱ سالہ میں ہوا۔

شاہ معروف قادری چشتی

آپ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر چشتی کی اولاد سے تھے۔ پندے اپنے والد گرامی سے چشتیہ سلسلہ میں مقامات سوک ملے کئے۔ پھر میراں سید مبارک حقانی اوچی بن سید محمد نوث گیلانی اوچی کی خدمت بابرکت میں بمقام لکھی جنگل پیشچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمائی۔ اور خیرتہ خلافت پاکر شاہ معروف سے مخالف ہوئے اور مرشد نے فرمایا کہ معروف بھت سے نیا خاندان جاری ہوگا۔ چنانچہ اس طرح آپ طریقہ نوث ہی کے امام ہوئے، اور یہ سلسلہ آپ سے اس طرح جاری ہوا۔

لاہور میں آپ سید مبارک حقانی اوچی کے ساتھ تشریف فرما ہوئے تھے اور کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ سید مبارک حقانی کا لاہور ہی میں وصال ہو گیا۔

وفات ۷۹۹ھ مطابق ۷۵ سالہ بعد عہد مولیٰ الدین اکبر ہوئی۔ جب میراں سید مبارک حقانی اوچی کا لاہور میں انتقال ہوا۔ تو آپ نے ان کے جسد مبارک کو لاہور سے لاکرا وچ شریف میں ان کے والد حضرت سید محمد نوث اوچی علی کے پاس دفن کیا۔

سید اللہ بخش گیلانی قادری

سید اللہ بخش بن سید محمد زین العابدین بن سید عبدالقدوس ثانی ہیں اور لاہور کے نام سے مشہور ہیں۔ کافی عرصہ لاہور میں مقیم رہے پھر سیر و سیاحت کرتے جنگل چلے گئے۔

وفات ۹۹۹ھ مطابق ۷۵ سالہ میں ہوئی۔ مزار ملک جنگل کے کسی دیہہ میں ہے۔ اس وقت دارالسلطنت دہلی کا فرماں روا اسٹیشنر شاہ جلال الدین اکبر تھا۔

حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری

آنجناب حضرت شاہ معروف قادری چشتی مرید سید مبارک حقانی خلیفہ حضرت سید محمد نوث صبی اوچی کے خلافت یافتہ تھے۔ چار سال کی عمر میں ہی اپنے مرشد کے منظور نظر بن گئے۔

سکر عشق اور محبت میں شان عالی رکھتے تھے۔ صاحب کرامات و خوارق بزرگ تھے بروقت سکر کی حالت میں رہتے تھے۔ آپ کو سماع میں بہت وجد ہوتا تھا۔

شرافت صاحب فرماتے ہیں کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کے دو خلیفے تھے اول حاجی محمد نوث شاہ گنج بخش اور دوسرے مولوی کریم الدین قادری۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے: (۱) شیخ رحیم داد قادری (۲) شیخ تاج الدین قادری وصال ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۲۱ سالہ میں ہوا۔ مزار اقدس جہول شریف میں ہے۔

حضرت شاہ دیوان بدر گیلانی قادری

بچوں سب اس طرح ہے:

شاہ بدر گیلانی بن سید شرف الدین بن سید عیسیٰ بن سید علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد بن سید شہاب الدین احمد بن علاؤ الدین علی ثانی بن سید قاسم بن سید عیسیٰ قادری بن سید احمد متقی بن سید ابی صالح بن سید ابی لغز بن عبد الرزاق بن حضرت نوث الاعظم۔

آپ جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان آئے۔ کچھ عرصہ لاہور میں قیام کیا۔ جس جگہ آپ نے لاہور میں قیام کیا اور چڑھ کشی کی وہ جگہ اب تک بنگم پورہ کے پاس موجود ہے۔ اب اس جگہ بے شمار قبریں ہیں۔ خوارق و کرامات آپ کی بے شمار ہیں۔

وفات ۲ ربیع الاول ۱۱۱۵ھ مطابق ۹۷ سالہ میں ہوئی۔ مزار اقدس موضع مسائیں تحصیل بنار ضلع گورداسپور دھارت میں ہے۔ مقبرہ پر میں بے شمار دفن اپنے والد گرامی کے ساتھ حاضر ہوا تھا۔ بادشاہ دہلی نور الدین جہانگیر کا مہر حکومت تھا۔

حضرت شاہ سکنہ قادری کیتھلی

رئیس الاولیاء حضرت شاہ سکنہ قادری کیتھلی حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی کے پوتے اور حضرت شاہ عہد الدین کے نور نظر تھے۔ آپ نے بچپن سے ہی اپنے جہاد کی صحبت میں رہ کر رومانی اور باطنی علوم کی تکمیل فرمائی تھی۔ تقریباً ۱۱۵۰ھ مطابق ۱۷۳۷ء آپ کی ولادت کا سال ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چودھوی پشت میں غوث الاعظم سید عبدالغادر جیلانی سے جاسکتا ہے آپ کا ملوکاتی نام عبداللہ اور شاہ سکنہ ہے۔ رئیس الاولیاء لقب اور باطنیات کثرت سے آپ نے اپنے والد اور دادا صاحبان سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل فرمائی اور چھوٹی سی عمر میں اپنے دادا سے اکتساب فیض کر لیا۔

حضرات القدس جلد دوم کے صفحہ ۱ پر تحریر ہے :

”حضرت امام ربانی بوسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی کے مقبول نظر ہونے کی وجہ سے حضرت شاہ سکنہ بنیر شاہ موصوف سے امتساب حاصل تھا حضرت شاہ کمال نے باوجود اپنے صاحبزادے شاہ عہد الدین کی موجودگی کے خلافت حضرت شاہ سکنہ کو عطا فرمائی تھی“

سیر و سیاحت آپ کی فطرت ثانیہ تھی اس لئے آپ نے کثرت سے سیر و سیاحت کی اور اشاعت دین اور اقامت دین کے لئے تبلیغ اسلام کے شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔

زبدۃ المقامات صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ حضرت مخدوم صاحب ریشیخ عبدالاحد والد حضرت امام ربانی فرمایا کرتے تھے کہ آفتاب کی طرف نظر ماسکتے ہیں لیکن شاہ سکنہ کے دل پر غلبہ نور کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہر سکتی۔

جو امر محب دین مصنفہ خواجہ احمد حسین خاں نقشبندی مجددی مطبوعہ دہلی کے قومی دکن لاہور حالات مشائخ نقشبندیہ محب دین مصنفہ خلیفہ محمد حسن نقشبندی مجددی منہری لکھی مطبوعہ دہلی کے قومی دکن لاہور۔ سیرت امام ربانی مؤلفہ ابوالعباس محمد داؤد سہروردی نقشبندی مجددی۔ امرتسر ۱۹۲۵ء۔ عمدۃ المقامات مصنفہ خواجہ حاجی محمد فضل اللہ مطبوعہ لاہور۔ زبدۃ المقامات

مصنفہ محمد ہاشم کشمیری برہان پوری نقشبندی عہدہ دین خلیفہ امام ربانی۔ اللہ واسے کی قومی دکن لاہور۔ حضرات القدس جلد اول و دوم مصنفہ علامہ بدر الدین سرہندی نقشبندی۔ روضۃ القیوم مینہ مصنفہ خواجہ ابوالغنی کمال الدین محمد احسان نقشبندی مجددی معصومی وغیرہ میں آنجناب کی بہت شان اور توصیف بیان کی گئی ہے۔

کرامات :

آپ کی کرامات اور خوارق کی تفصیل دینے کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ ایسی کرامات آپ سے ہر روز و شب واقع ہوتی تھیں۔ مگر یہاں چند ایک جو کہ لاہور سے متعلق ہیں تحریر کی جاتی ہیں :

دربار قادری میں تحریر ہے :

روایت ہے کہ ایک روز آپ لاہور تشریف لائے اور حضرت طاہر بندگی دجو پیر مہیانی شریف کے نام سے مشہور ہیں اور آپ کے خلیفہ ہیں، کے مکان کے سامنے اکھڑے ہوئے شیخ طاہر بندگی اس وقت اپنے مکان کی بالائی منزل پر تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی نہ جہا کہ بے اختیار بالائی منزل سے چھلانگ لگا کر قدم پوی کر دیں۔ آپ کو ان کی قہری حالت معلوم ہو گئی اس لئے آپ نے فوراً ہی فرمایا :

”طاہر تم جلدی دکرو، زمین کے راستے سے اُڑو“

شیخ طاہر زمین کے راستے سے اُٹے اور قدم بوس ہوئے۔ آپ نے فرمایا :

”طاہر تم یہیں رہو، ہم شہر کی میر کر کے یہیں آتے ہیں۔“

شیخ طاہر سوچنے لگے : کہ حضرت والا شہر کی طرف جا رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ شہر کے ملاں لوگ آپ کے ساتھ کتوں کو دیکھ کر گستاخی سے پیش آئیں اور پھر گستاخی کے مکانات میں یہ شہر لاہور تباہ و برباد ہو جائے۔ اس لئے آپ نے بالا خانے سے حضرت والا کو دیکھا۔ شیخ طاہر دیکھ رہے تھے کہ جس طرف آپ جاتے ہیں لوگ بہت زور اور سدا بجا ہو جاتے ہیں اور کب مجال کہ کوئی بچوں و چرا بھی کر سکے۔

آپ کا گزرتا تھا۔ عبدالرحمن کے کتب سے ہوا۔ جب ملاک نظر آپ کے رونے منور پر پڑی تو وہ بے اختیار ہو کر دوڑا اور قدم بوس ہوا۔ پھر آپ نے شیخ طاہر کے گھر کا

رخ کیا۔ مگر ملا عبد الرحمن پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ آپ نے شیخ طاہر کے گھر پہنچ کر شیخ طاہر سے تہنیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”یہ بڑا نیک ملا تیرے لئے شکار کر کے لایا ہوں“

اور پھر ملا عبد الرحمن کو مسند عالیہ قادریہ میں داخل کر کے فرقہ اخافت بھی عنایت فرمایا۔ اس کے بعد شہر لاہور کے سینکڑوں بزرگوں افراد آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

ایک دفعہ آپ نے قیام لاہور کے دوران میں شیخ طاہر بُنگی کو حکم فرمایا کہ سائے شہر میں منادی کر دی جائے کہ جس کو لڑکے کی ولادت منظور ہو وہ مذرونیہ لڑے کہ حاضر ہو جائے۔ منادی کرادی گئی۔ بزرگوں حاجت مند معذرونیہ حاضر آ گئے۔ بعد قبولِ نذر آپ فرمادیتے تھے کہ ”حب لڑکا ہوگا“

شہر کے بد باطن اس اعلان پر تسخّر اڑا رہے تھے۔ انہوں نے ایک لڑکے کو عورت کے لباس میں نذر دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے نذر قبول فرمائی اور فرمایا:

”جھاؤ لڑکا ہوگا۔“

وہ بد باطن اس بات پر اور زیادہ بے ہودہ گوئی پر آگئے کہ دیکھئے انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ لڑکا بے عورت نہیں ہے۔ آپ نے ان آیام میں سوال لاکھ لڑکوں کی بشارت فرمائی۔ اخیر میں ایک ضعیف لڑکے کی تمنا سے کرائی۔ آپ نے فرمایا: اب تعداد پوری ہوگئی۔ اس نے گریہ و زاری شروع کی اور یہ عرض کی: حضور! میں دربارِ خوشیہ سے محروم و ناکام جا رہی ہوں اور تمام اہل شہر کامیاب ہو کر جا رہے ہیں۔ اس پر آپ بہت متاثر ہوئے اور اس کی نذر بھی قبول فرمائی۔

اس واقعہ کے بعد آپ لاہور ہی میں قیام فرما رہے۔ جن کو لڑکوں کی بشارتیں وہی گنتی تھیں ان کے وضع عمل کے وقت خدا کے حکم سے ان گھروں میں لڑکے پیدا ہو رہے تھے اور اس لڑکے کو بھی جسے ان بد باطن لوگوں نے بھیجا تھا اور آپ نے اس کی نذر قبول فرمائی تھی۔ درودِ زہ سپردِ جوا۔ درود کی شدت سے وہ چھینے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے اور ان بد باطن آدمیوں کو نفرین کرنے لگے۔

آخر اہل محلہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کر کے اس کا قصور معاف کر دیا جائے، چنانچہ اہل محلہ اس لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا کہ حضور! یہ کو رباطن ہیں انہیں معاف فرمادیا جائے۔ اس عرض میں وہ بڑھیا بھی آگئی جسے آپ نے اولا یہ فرمادیا تھا کہ اب تعداد پوری ہوگئی اور پھر اس کے رونے پٹینے پر اس کی نذر قبول فرمائی تھی۔

آپ کو اس لڑکے کی تکلیف پر رحم آگیا اور بڑھیا کو حکم فرمایا کہ اس لڑکے کے پیچھے سے نکل جاؤ۔ بڑھیا اس لڑکے کے پیچھے سے نکل گئی چنانچہ وہ حمل لڑکے سے نکل کر بڑھیا کے قرار پاگئی۔ اور لڑکا اس درودِ زہ کی معیبت سے بچ گیا۔

اس واقعہ سے اہل لاہور جو حق درجہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور آپ نے حصلہ رقم مساکین میں تقسیم فرمادی۔

صاحبِ ائینہ نقیوت نے آپ کے خلفاء کی تعداد سترو تحریکی ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:-

- (۱) حضرت شیخ طاہر بُنگی قادری لاہوری
- (۲) خواجہ شاد گدا حرمین عباس قادری سندھ
- (۳) خواجہ حبیب اللہ دہلوی قادری سندھ
- (۴) شیخ محمد اسلام بہاروی
- (۵) حضرت میرزا شاد غازی رام گڑھ راجپوتانہ
- (۶) ملا عبد الرحمان قادری لاہوری (کوٹلی پیر عبدالرحمن قادری)
- (۷) حافظ نور جمال قادری
- (۸) بارا بال پوری
- (۹) امام ربانی حضرت سید محمد العتہ ثانی سرہندی
- (۱۰) شیخ نور محمد پٹنی
- (۱۱) شاد محمود عالم لاہوری
- (۱۲) ملا حسین لاہوری
- (۱۳) قاضی مسدود الدین لاہوری
- (۱۴) ملا ابوالفتح لاہوری

(۱۵) علامہ الدین لاہوری

(۱۶) شیخ ادریس سہانوی

آپ کے دو صاحبزادے تھے :

(۱) شاہ گلامحمد صاحب قادری

(۲) شاہ محب اللہ صاحب زیدی — موجودہ سجادگان کینٹنل شریف انہی کی اولاد سے ہیں۔

آپ کی تاریخ وفات ۴ جمادی الاول ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۹۱۶ء ہے۔ مزار پرانوار کینٹنل شریف میں واقع ہے۔

لکھا ہے کہ وہ مال کے وقت آپ نے تازہ نسل فرمایا : نماز ادا کی، بیعت دیکر سر بسجود رہے اور اہل خانہ اور اہل ارادت کے لئے دعا کی مغفرت فرمائی۔ دونوں صاحبزادوں کو طلب فرمایا۔ پند و نصائح کے بعد تبرکات عالیہ عطا فرمائے۔

کینٹنل شریف میں آپ کا مزار اقدس ہے جو اب بھی مرجع طوام و خواص ہے۔

ملائے الغفور قادری

آپ حضرت مہدی میسر کے بالکل اصحاب میں سے تھے۔ صاحب مجاہدہ و ریاضت شیخ تھے۔ لاہور میں درس تھے۔ جب بھی آپ حضرت میاں میر کی خدمت اقدس میں آتے تو آپ انہیں قبول فرماتے۔ اس طرح کافی مدت گزر گئی میاں حاجی محمد بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ میر سے پاس آئے اور تمام باجز بیان کیا اور رو پڑے۔ میں نے ان کی ٹھاکر اس بندھائی۔ اور جب میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کو خوش دیکھ کر تمام واقفہ بیان کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا : اگر جاؤ اسے میر سے پاس لے آؤ۔ چنانچہ میں جا کر ان کو ساتھ لے آیا اور آپ نے ارادہ عزیمت ان کو مشغول فرمایا اور جو ان کا مطلب تھا وہ حاصل ہو گیا۔

آپ حضرت میاں میر کی حیات ہی میں وفات پا گئے تھے۔ مزار پرانوار کلاؤر میں بسا۔

حضرت اسماعیل ہزارہ قادری

آپ حضرت میاں میر قادری لاہور کے مریدین و متبعین میں سے تھے۔ لاہور آکر، سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ سے بیعت کی اور پھر کبیر آباد چلے گئے جہاں وفات پائی اور مدفون ہوئے۔ سکنیت ۱۱۱۰ھ میں آپ کا ذکر موجود ہے۔

وفات ۱۲۳۵ھ سے قبل ہوئی۔ مرید حضرت میاں میر بالا پیر قادری لاہوری تھے۔ مزار پرانوار کبیر آباد میں ہے۔ قادری سلسلہ میں بیعت کے لئے حضرت میاں میر کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے تھے۔

قاضی شیخ محی الدین قادری

قاضی شیخ محی الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ محمد عنوت بن شیخ شمس الدین براتی بنگالی۔

آپ کے بچہ واجداد برات سے تھے اور وہاں سے ہندوستان تشریف لائے۔ ولادت آپ کی تھمہ سندھ میں ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ مگر زندگی کے آخری ایام میں یعنی اکبر بادشاہ کے زمانے میں تھمہ سے نقل مکانی کر کے براستہ اوچ۔ لاہور۔ بیٹا لہوتے ہوئے کلاؤر مستقل طور پر اقامت گزیں ہوئے۔ آپ نے حضرت شاہ بدایوں گیلانی المتوفی ۱۱۹۰ھ کی زیارت مبارک میں کی تھی اور ان سے فیض حاصل کیا۔

دوران سیاحت آپ نے سینکڑوں اولیاء سے فیض حاصل کیا۔ مرقہ منور حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری لاہور پر حاضری دی اور چلہ کشی بھی کی۔

ملفوظات :

فرماتے تھے : کم علم لوگوں کے سامنے حقائق بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ شریعت کی تابعداری ہی اصل ایمان ہے جس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ لاہور میں آپ نے کئی بزرگوں سے اکتساب فیض کیا۔

صاحب کرامت و خوارق بزرگ تھے۔ بشمار کرامات آپ سے منسوب ہیں اور کمالات

ظاہری و باطنی سے اُرسنہ اور صاحبِ طریقت و شریعت بزرگ تھے۔

وصال آپ کا بوقت عصر ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۲۳۶ھ میں ہوا۔ ابھی آپ عمر کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ حرکتِ قلب بند ہو گئی اور آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

مزارِ اقدسِ قصبہ کلاؤڑ ضلع گورداسپور انڈیا میں ہے۔ جس جگہ شہنشاہِ اکبر نے تختِ نشینی کی تھی۔ اس جگہ سے جیلِ بیگ کی خانقاہ کے درمیان نزد کر ن ندی ایک نہایت پرفصلہ مقام ہے۔ آپ کا مرقہ منور اب بھی موجود ہے۔

ملا ابوبکر قادری

آپ کی تربیت حضرت ملا شاہ بخشانی نے فرمائی۔ آپ حضرت ملا شاہ اور حضرت میرک شیخ کے ہمراہ چڑھا کرتے تھے اور کافی عرصہ تک اکٹھے رہے۔ آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنی ترم کتب لاکر چھینک دیں اور کہا کہ میری کتب طلبِ معلوم کو دے دو کیونکہ میرا نے سب تعلقات منقطع کر دیئے ہیں اور حضرت میاں میر جی کی محبت اور خدمت کو میں نے اپنا مجمعِ حیات بنالیا ہے۔ کچھ عرصہ لاہور میں مقیم رہے۔

وفات ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۲۴۶ھ میں ہوئی۔ مزار شریف نئی گجرات میں ہے۔

میراں شمس الدین گیلانی

آپ حضرت سید محمد نوٹ گیلانی اوجی حبشی کے فرزندِ ثالث سید مبارک حقانی کے چچے ہیں جو اوج شریف سے نقل مکانی کر کے لاہور شریف آئے تھے اور پھر یہاں سے غلیچیاں، ضلع نرہڑ مشرقی پنجاب، میں جا کر اقامت گزریں ہوئے تھے۔ آپ کی اولاد کے پاس جو نسلی یادداشتیں ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جہانگیر بادشاہ کے ابتدائی دورِ حکومت میں غلیچیاں شریف آئے تھے۔ شہنشاہِ جہانگیر شہنشاہِ عالم میں سیرِ اُرس سے سلطنت ہوئے تھے اس نے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ شہنشاہِ جہانگیر تک غلیچیاں پہنچ چکے ہوں گے۔ جب آپ غلیچیاں پہنچے تو آپ نے وہاں رشد و ہدایت اور تسبیح و ارشاد کا سلسلہ قائم کیا۔ آپ کی اولاد سے ایک

شخص مجھے لاہور میں ملایا جس نے بتایا کہ آنجناب مہدی ہیں میں لاہور شریف لائے تھے، واللہ اعلم بالمشابہ۔

آپ کے دو فرزند تھے۔ بڑے بیٹے کا نام ولی محمد تھا جو لاہور فوت ہو گیا، اور دوسرے فرزند کا نام میراں علی محمد شاہ تھا۔

وفات آنجناب کی تقریباً ۱۲۶۶ھ کے لگ بھگ ہو گئی اور غلیچیاں کے نزدیک موضع تھوڑہ برب دریا کے بائیں دفن ہوئے۔

وہ مواضعات جہاں آپ کی اولاد آباد تھی :

۱۔ غلیچیاں

لاہور۔ اتر سرے ہو کر چنڈیالہ گورد کو جائیں تو وہاں سے ۶ میل کے فاصلے پر قصبہ غلیچیاں آباد ہے۔ دیباٹے بائیں جہاں سے ۶ میل کے فاصلے پر ہے۔

۲۔ تھوڑہ

قصبہ غلیچیاں سے دریا نے بیس پار کر کے ریاست کپورتھلہ میں داخل ہوں تو قصبہ ٹھوڑہ سے اگلے قصبہ تھوڑہ آجائے ہے۔ حمیرہ شوگر مل ٹھوڑہ سے اگلے چار میل ہے۔ وہاں سے ۱۲ میل قصبہ آتا ہے۔ پھر اس قصبہ سے اگلے تھوڑہ کا موضع آتا ہے۔ غلیچیاں سے تھوڑہ کا فاصلہ سترہ اعشار میل کے لگ بھگ ہے۔ میراں سید شمس الدین کی خانقاہ اسی قصبہ میں ہے۔ ان کے صاحبزادے میراں سید کالا کا مزار بھی اسی قصبہ میں دوسری جگہ پر واقع ہے۔ خانقاہ ایک بیگم میں ہے اور اس کے ساتھ اراضی بھی تھی

۳۔ بیگوال

یہ قصبہ تھوڑہ سے چار میل کے فاصلے پر ریاست کپورتھلہ میں واقع ہے۔ میراں سید شمس الدین کے دوسرے صاحبزادے میراں غوث شاہ یہاں آباد تھے۔ ان کا مزار بیگوال سے دو میل کے فاصلے پر جنگل میں واقع ہے۔ محمد چارن شاہ ان کی اولاد سے بڑے بزرگ گزے ہیں۔

۴۔ رتھہ

اس قصبہ میں بھی آپ کی اولاد آباد تھی۔

سلطان فتح محمد قادری

ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں ہوئی۔ آپ حضرت واصل حق کی اولاد سے ہیں اور خاندان چید پتال سے وابستہ ہیں۔ جوانی کے ایام میں مرشد کی تلاش میں لاہور آئے۔ یہاں آپ نے حضرت ماحولال حسین کی شہرت سنی، تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم پوس ہو کر عرض کیا اور لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرمایا:

آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ بھی تمہارا حق ہے مگر اپنے خاندانی مرشد سے بھی اکتساب فیض کرو۔ چنانچہ آپ اپنے پہلے مرشد حضرت جلال الدین سے ملتان میں ملے اور ان سے بھی فیوض و برکات حاصل کیں۔

وفات ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں ہوئی۔ مزار اقدس قصبہ واسو ضلع جہنگ میں حضرت واصل حق کے پہلو میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث قادری دہلوی

آپ کے آبا و اجداد میں سے سب سے پہلے جن بزرگ نے سرزمین پاک و ہند میں قدم و نجر فرمایا۔ وہ آئمہ محمد ترک تھے جو بخارا کے رہنے والے تھے۔ وسط ایشیا میں مغلوں کے تاجر توڑ چلوں سے تنگ اگر آپ اس سرزمین میں تشریف لائے۔ یہ سلطان علاؤ الدین خلجی کا عہد حکومت تھا۔ سلطان نے ان کو اپنی حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر تعینات کیا اور بگوات اور اس کی بندرگاہوں کی فتح پر مامور کیا۔ انہوں نے وہاں ہی سکونت اختیار کی۔ ان کے ایک سو ایک بیٹے تھے جن میں سے صرف ایک روکا ملک معز الدین باقی بچا۔ چنانچہ آپ اپنے بیٹے کو لے کر واپس دہلی آگئے۔

ان کے فرزند ملک موسیٰ نے بھی شہرت حاصل کی۔ ان کے بیٹوں میں شیخ خیروز نیاززی حیثیت کے مالک تھے۔ ان کے فرزند شیخ سعد اللہ ہوئے جو شیخ محدث کے دوا ہوئے شیخ سعد اللہ کے روکے شیخ سیف الدین تھے جو حضرت شیخ محدث کے والد گرامی تھے۔

جو ۱۳۵۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر انہوں نے شیخ امان پانی پتی سے بیعت کی۔ آپ کوئی بڑے عالم فاضل نہ تھے مگر اس کے باوجود ایمان کامل اور دیانت و استغنا کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی وفات ۱۳۵۸ء میں ہوئی۔

ولادت:

شیخ محدث ۱۳۵۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے جو کہ اسلام شاہ سوری کا عہد حکومت تھا۔ اس زمانہ میں مہدی تحریک اپنے پورے جوہن پر تھی۔ اللہ کی قدرت کہ اس سال ملتان ہمارے کے ان شیخ ابو الفضل پیدا ہوا۔ جس نے اسلامی شعار کی تصویک و توحین میں اپنی قابلیت صرف کی، اور شیخ محدث نے اسلام کے احیاء کے لئے ایڑی چوٹی کا زور دے دیا۔

تحصیل علوم و فنون:

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ بارہ نیزہ سال کی عمر میں شرح شمسہ اور شرح عقائد کی تکمیل کر لی۔ پندرہ سولہ سال میں مختصر اور مطول سے فراغت حاصل کر لی اور اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم عقل و نقلی پر حاوی ہو گئے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا، اور حفظ پر صرف سال سو سال ہی لگا۔ اس زمانہ میں آپ رات کو عبادت و ریاضت میں بھی مشغول رہے۔ پھر ماوراء النہر چلے گئے اور وہاں کے بڑے بڑے شیوخ سے اکتساب علم کیا۔ پھر شیخ اسحاق سہروردی سے بھی فیض حاصل کیا۔

علامہ مجدد لاہوری لکھتے ہیں کہ جب آپ کی عمر میں سال کی ہوئی تو تکمیل علم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد حج کے لئے حرمین اشرفین چلے گئے۔ اس زمانہ میں دوبارہ کبریٰ میں علمائے شوکارویہ نہایت افسوسناک تھا اور کسی مرد مجاہد اور نیک آدمی کا ان کے ساتھ گزارہ ممکن نہ تھا۔ ابو الفضل اور فیضی نے اس دینی انتشار کی دہنائی کی۔ چنانچہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔

احمد آباد میں آپ نے شیخ نجمیہ الدین علوی سے اکتساب فیض کیا جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے جید عالم تھے۔ ان کی زندگی میں ہی ان کے شاگرد احمد آباد سے لاہور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں سے مرزا نظام الدین بخشی نے شیخ محدث کے لئے زاہد راہ فراہم کیا اور

جہاد کا بندوبست کیا۔ اور آپ کو معظمہ پہنچ گئے۔ مکہ معظمہ میں آپ نے اس زمانہ کے محدثین سے بخاری اور مسلم کا درس لیا اور پھر شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کو مکرمہ ۱۱۵۸ھ میں پہنچے اور ۱۱۵۹ھ تک وہاں ہی قیام کیا۔ شیخ عبدالوہاب متقی ہندوستان کے عظیم الشان علماء میں سے تھے اور یہاں ہی علوم و فنون میں تکمیل کر کے گجرات، دکن، لٹکا اور سرانڈیپ کی سیر و سیاحت کی اور پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ مکہ معظمہ میں انہوں نے شیخ علی متقی سے سند لی اور پھر اس شہر میں ایسا مرکز علم قائم کیا جس کی شہرت تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی۔

شیخ محدث کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ دیار حبیب میں برسہا برس پادشاہی ہوئے اور ایک قصیدہ سرکارِ دو عالم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ علم و عمل کے تمام مرحلے طے کرنے کے بعد آپ کے استاد نے آپ کو ہندوستان واپس جانے کی ہدایت کی۔ آپ کو ہذا و شریف بھی جانا تھا۔ مگر استاد کے فرمان کے آگے تسلیم خم کر کے واپس آ گئے۔ اس وقت شیخ عبدالوہاب متقی نے رخصت کرتے وقت آپ کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا ایک پیرا بن مبارک عنایت کیا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے آپ شاعر بھی تھے۔ حتیٰ تخلص کرتے تھے۔ اشعار پانچ لاکھ کے قریب ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت :

سب سے پہلے آپ نے اپنے والد گرامی شیخ سیف الدین سے روحانی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے اس زمانہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت سید موسیٰ پاک گیلانی قادری جو محذوم سید حامد گنج بخش قادری اوجی کے فرزند رشید تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ شیخ حامد گنج بخش کے دو فرزند تھے :

۱۱۔ شیخ موسیٰ پاک شہید قادری اور ۱۲۔ شیخ عبدالقادر

والد ماجد کے انتقال پر ان میں سجدہ نشینی پر جھگڑا ہو گیا۔ شیخ موسیٰ اوجی چھوڑ کر دربار شہی میں آ گئے اور یہاں اکبر نے ان کو پانچ سو کا منصب عطا کیا۔ آپ مذہبی معاملات پر بڑی سختی سے عمل کرتے تھے اور اس معاملہ میں شہنشاہ کی بھی پروا نہ کرتے تھے۔ اگر بادشاہ

کی خدمت میں حاضر ہوتے اور نماز کا وقت آ جاتا تو دیوان خانہ میں خود اذان دے کر نماز باجماعت ادا کرتے اور کسی کو ان کے روکنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

شیخ محدث نے اپنی تصنیف اخبار الاخیار میں آپ کے تذکرہ میں انشا پر ازی کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ اور ان کا ہر ایک لفظ اپنے پروردگار کی تعریف و توصیف میں عقیدت مندی کا مکمل اظہار کرتا ہے۔ آپ ۱۱۵۸ھ میں حضرت سید موسیٰ گیلانی قادری کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ کلیات الصوفیہ میں محرم صادق ہدائی لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ محدث نے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے روحانی اشارے پر حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے دست حق پرست پر بھی بیعت کی تھی۔ حالانکہ آپ کو کئی سلاسل کی خدمت تفویض ہوتی تھی مگر سلسلہ قادریہ سے آپ کو خصوصی تعلق تھا اور اس کا مرکز حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی، اور آپ کے دل و دماغ کا ریشہ ریشہ ان کے عشق میں گرفتار تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنی معروف تصنیف اخبار الاخیار میں آپ نے شیخ جیلانی کی توصیف میں انشا پر ازی کا مکمل حق ادا کیا ہے اور اپنی انتہائی عقیدت اور ارادت کا اظہار کیا ہے۔

زبدۃ الآثر منتخب ہجۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ : خواب میں مجھے حضرت شاہ جیلانی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر مرید کیا تھا اور بیعت ہونے کے بعد حضور سرورِ دو عالم نے یہ زبان فارسی بشارت دی تھی کہ "بزرگ خواہی شد"۔

سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق :

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ کو حضرت غوث الاعظم سے بے پناہ عشق تھا آپ نے اپنی تمام تصانیف میں جس خلوص اور محبت سے آپ کا ذکر کیا ہے وہ ان کے جذبات حقیقی اور عقیدت کا ائینہ دار ہے۔ شیخ کا ذکر کرتے ہی آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور ان کا قلم فرط مسرت اور دغور جوش و عقیدت میں مستازاد قلم کرنے لگتا تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ۔ حالانکہ اخبار الاخیار میں آپ نے ہندوستان و پاکستان کے اولیاء اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر عقیدت و ارادت کی بنا پر حضرت غوث الاعظم کا تذکرہ سب

سے پہلے کتاب کی زینت ہے اور اپنے نام کے ساتھ بھی سلسلہ عالمیہ قادریہ سے نسبت ظاہر کستے ہیں۔ سرزمین ہندوستان میں حضرت مولانا عبدالحق دہلوی کی تصانیف کی طرف سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ہی توجہ فرمائی تھی اور ان کے ترجمے کئے، اور ان کی نشر و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

معاصرین :

آپ کے معاصرین میں حضرت مجدد الف ثانی گیسو ہندی، حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری، شیخ عبداللہ نیاززی پشی خلیفہ شیخ سلیم پشی، نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری، نواب عبدالرحیم خاں خاں، مشہور شاعر معنی برادر ابوالفضل، عابد القادر بڑائی، مرزا نذیر احمد دکن بخشی، میر سید طیب بگرامی، محمد غوثی شہاری بہت معروف ہستیوں میں، اور ان حضرات سے آپ کا نزدیک تعلق تھا۔

حضرت شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے نظریات سے پہلے پہل کچھ اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے مجدد صاحب کی تردید میں ایک سالہ بھی تحریر کیا تھا۔ مگر شیخ مجدد نے اپنے نظریات کی وضاحت کی تو حضرت شیخ محدث کی رائے یکسر بدل گئی اور تمام شکوک و شبہات جاتے رہے۔ حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری سے آپ کو بے پناہ عقیدت بلکہ آپ ان کو اپنا روحانی پیشوا فرماتے اور ان کے مشورے خذ و دی سے قبول فرماتے۔

شیخ عبداللہ نیاززی پشی سے بھی آپ کے مخلصانہ مراسم تھے۔ نواب مرتضیٰ خاں فرید بخاری اور نواب عبدالرحیم خاں خاں امراۓ سلطنت تھے مگر اس کے باوجود حضرت شیخ محدث کے ان کے ساتھ نہایت گہرے تعلقات تھے۔ اکبری عہد میں جن امراء نے اپنے دینی احساس کو بیدار کر رکھا تھا ان میں ان دونوں کو ایک خاص مقام حاصل تھا، حالانکہ فیضی نے دین مبین پر عزائم کر نے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کے باوجود آپ کے اس سے بھی اچھے مراسم تھے مگر جب اس کے مقام میں بے راہ روی پیدا ہوئی تو شیخ محدث نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔ عہد انگلیس کے مشہور مؤرخ علامہ القادر بڑائی نے آپ سے دہلی میں ملاقات کی۔ یہ ملاقات سرسری تھی کیونکہ علامہ بڑائی شہر ہی لشکر کے ساتھ لاہور کو آرہے تھے۔ لاہور پہنچ

کر انہوں نے شیخ محدث کی خدمت عالیہ میں خط لکھا جس میں انہوں نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا، کیونکہ یہ دونوں سلسلہ عالمیہ قادریہ سے بیعت تھے۔ شیخ محدث حضرت شیخ مولانا پاک شہید قادری سے بیعت تھے اور علامہ القادر بڑائی شیخ داؤد قادری شیر گڑھی مرشد حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری سے بیعت تھے۔ اسی طرح مرزا نظام الدین بخشی، میر سید طیب بگرامی اور محمد غوثی شہاری سے بھی آپ کے مخلصانہ مراسم تھے۔

شہان وقت :

شیخ محدث دہلوی کی ولادت سلیم شاہ سوری کے عہد میں ہوئی اور شاہ جہان کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ اس دوران دہلی کے تحت پر درج ذیل فرماں روا بیٹھے :

- | | |
|----------------------|--------------------|
| (۱) اسلام شاہ سوری | (۲) محمد شاہ سوری |
| (۳) ابراہیم شاہ سوری | (۴) سکندر شاہ سوری |
| (۵) ہمایوں (دوبارہ) | (۶) اکبر |
| (۷) جہانگیر | (۸) شاہ جہان |

آزاد کرتین بادشاہوں کا زمانہ آپ نے اچھی طرح دیکھا ہے مگر سلاطین وقت سے آپ کی دوستی اور تعلق بہت کم تھا۔ خود گوشہ تنہائی میں رہتے اور ان سے تعلق پسند نہ کیا۔ اکبر کے عہد میں آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو اس کے انتقال پر جہانگیر کو نواب شیخ فرید بخاری کی وساطت سے خط لکھا کہ شاعر اسلام کی نگرانی و حفاظت کی جائے۔ جہانگیر کے سلسلہ جلد میں بادشاہ سے ملاقات کے لئے دربار تشریف لے گئے اور بادشاہ نے توڑک جہانگیری میں آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

آخری زمانہ میں شیخ محدث کے جہانگیر سے تعلقات خراب ہو گئے تھے۔ جس پر جہانگیر نے شیخ محدث اور ان کے فرزند شیخ نورالحق کو کابل کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب یہ دونوں صاحبان لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں میر قادری کے فرمان پر آپ واپس دہلی تشریف لے گئے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ محدث سے ملکہ نور جہان کے تعلقات بھی اچھے نہ تھے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ملکہ نور جہان نے شیخ محدث کو بلا بھیجا تو شیخ نے جواب میں

کہلا بھیجا کہ :

”فقیہ کا بادشاہوں اور بیگمات کے پاس کچھ کام نہیں ہے۔ فقیر کے لائق جو امر ہو کہلا بھیجیں، اس کے انجام کے لئے حتیٰ الامکان کوشش کی جائے گی۔“

لاہور میں ورود مسعود :

شیخ محدث اور حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری

آپ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے لاہور تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ نے بے شمار خط حضرت شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں لاہور لکھے جو کہ آپ کے ذوق و شوق کے آئینہ دار ہیں۔ فتوح الغیب کی شرح اور ترجمہ کرنے کا حکم آپ کو حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری نے ہی دیا تھا اور فرمایا تھا کہ

”بسمہ کار باگزاشتہ اس کار باید کرد“

لیکن شیخ محدث کو اس کام کے کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ جب آپ لاہور تشریف لائے اور وہاں بیس روز تک شاہ ابوالمعالی قادری کی خدمت اقدس میں رہنا ہوا۔ تو شاہ صاحب کی صحبت میں رہ کر اس کام کو سرانجام دینے کا جذبہ پیدا ہوا۔

سنت یہ ہیں اس شرح کی تکمیل ہوئی۔ متعارف فتوح تاریخی نام رکھا۔

شیخ محدث کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے جو بے پناہ عقیدت تھی۔ اس کا اظہار اس کتاب کی شرح میں جا بجا ملتا ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری حضرت شیخ داؤد کرمانی قادری شیرگرامی کے برادر زادے۔ داماد اور خلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج اور نشر و اشاعت میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ ہر وقت تحقیق و ارشاد میں معروف رہے۔ شیخ محدث کو ان سے بے پناہ عقیدت تھی اور آپ کی خط و کتابت ان سے بہت تھی۔ شیخ محدث کو اس وقت ان کے سوا اور کوئی بزرگ ہی نظر نہ آتا تھا۔ جن سے وہ رہنمائی طلب کر سکیں۔ ایک دفعہ کچھ روحانی مشکلات

حل کرنے کے لئے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت شاہ صاحب نے ان کو لاہور میں کچھ عرصہ کے لئے قید کر دیا۔ جس سے آپ کو روحانی تربیت دینا مقصود تھا۔ یہ ۱۳۵ھ کا واقع ہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو بہت سے قیمتی مشورے دیئے تھے۔ جن پر وہ تمام عمر کاربند رہے اور جن سے ان کے علمی کاموں اور تحقیق و تدقیق میں بہت سہولت پیدا ہو گئی تھی۔

مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی شیخ محدث نے آپ کے ہی حکم سے مکمل کی تھی اور مشورہ دیا تھا کہ صاحب اشعار درج کئے جائیں تاکہ انداز بیان دلچسپ اور مؤثر معلوم ہو۔

حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو ہدایت کی تھی کہ دہلی سے باہر نہ جائیں اور وہیں اپنی تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھیں۔ ایک دفعہ جب شیخ محدث لاہور آئے تو آپ نے فرمایا کہ وہاں ہی اپنا کام جاری رکھو۔

ایک دفعہ شیخ محدث نے آپ کی علامت کی خبر سن کر لاہور آنے کا قصد فرمایا تو شاہ صاحب کی تنبیہ کا خیال آگیا تو پھر روانہ نہ ہوئے بلکہ ایک عریضہ ارسال کیا۔ اور جب صحت کی اطلاع ملی تو انشاء کریم کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت شیخ محدث کے تعاضات حضرت شاہ صاحب سے میری پہلی کتاب — “لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں” میں ملاحظہ فرمادیں۔

شیخ محدث اور حضرت میاں میر قادری لاہوری

شہنشاہ جہانگیر اپنی عمر کے آخری حصے میں حضرت شیخ محدث دہلوی سے ناراض ہو گیا تھا اور وہ آپ کے درپے اُزار تھا۔ ہوا اس طرح کہ جو لوگ آپ کے مخالفت تھے انہوں نے شکایت کی کہ حضرت شیخ محدث اور میرزا حسام الدین احمد جو حضرت خواجہ باقی باللہ رح نے نقشبندی کے خلفائین سے تھے، آپ کے مخالفت ہیں۔ چنانچہ جب بادشاہ آخری مرتبہ کشمیر گیا تو حکم صادر کیا کہ ان کو میرے دو برو پیش کیا جائے۔ آپ چونکہ کافی عمر رسیدہ تھے۔ اس لئے بڑی مشکل سے جب لاہور پہنچے تو حضرت میاں میر قادری لاہوری کی خدمت اقدس میں یہ دونوں حضرات اور شیخ محدث کے صاحبزادے شیخ نورالحق گئے اور کہا کہ اس بڑھاپے میں اور

اولاد سے جہاں ممکن نہیں۔ حضرت میاں میر نے ان کو تسلی دی کہ مذاپ اور میرزا کشمیر جہاں گئے اور
 دی آپ کا صاحبزادہ کا بل جاسے گا بلکہ سب لاہور سے واپس دہلی چلے جاؤ گے۔ چار روز
 کے بعد کشمیر سے جہانگیر کی وفات کی خبر لاہور پہنچی اور سب کی جلا وطنی کے احکام منسوخ ہو گئے
 تو یہ سب ہنسی خوشی اپنے وطن واپس چلے گئے۔

یہ واقعہ ۱۰۲۸ھ کا ہے۔ قیام لاہور میں آپ حضرت میاں میر قادری کی مجالس میں شریک
 ہو کر فیوض باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔

تصانیف :

آپ کی تصانیف کی تعداد بقول ملا عبد الحمید لاہوری۔ قاضی خاں اور محمد صالح کنہو
 لاہوری کے سو یا اس سے زائد بتائی جاتی ہے۔ فن و موضوع کے اعتبار سے آپ نے تفسیر۔ حدیث
 اخلاق۔ قصوف۔ تجوید۔ فقہ۔ خطبات۔ مختصر۔ نحو۔ فلسفہ و منطق۔ اشعار۔ اہمال۔ ذاتی
 حالات۔ عقائد۔ تاریخ سب پر طبع آزمائی فرمائی ہے اور غوب فرمائی ہے، فتوح الغیب
 جو حضرت غوث الاعظم کے ائمہ و مقلدوں کا مجموعہ ہے اور جن کی فصاحت و بلاغت اور تاثیر
 کا امتلاف انگلستان کے مستشرق پروفیسر مارگولتھ نے بھی کیا ہے۔ اس کی شرح آپ نے
 نہایت عالمانہ انداز میں لکھی ہے۔

”حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی“ میں آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف کی ایک
 فہرست شامل ہے جس میں ۹۰ کتابوں کے نام ہیں جن میں مدارج النبوت۔ مرجع البحرین
 نوکرمولک تاریخ سلطین ہند ہے شمار سب اہل تشبہات۔ مملوۃ الاسرار۔ عقدا نائل۔
 نورانیہ سلطانیہ۔ اقسام حدیث۔ وجودیہ۔ وظائف و میز۔ زبدۃ الانوار۔ منتخب ہجرت الاسرار
 شرح فتوح الغیب۔ فضول المخلط۔ آداب العیاس تکمیل الایمان۔ شرح مشکوٰۃ مصابیح۔
 حبيب القلوب الی ديار المحبوب۔ جامع البرکات۔ حلیہ سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت
 ممتاز ہیں۔

امام ربانی کا آپ کے نام مکتوب :

مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی جلد دوم میں مکتوب نمبر ۱۹ شیخ عبدالحق صاحب

دہلوی کے نام اس طرح درج ہے :

”اس دنیا میں مصائب اور غم و حزن، اندوہ و غم اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے
 کیونکہ اس میں رضا سے حق ہے اور فعل محبوب ہے اور آخر اس کا نعمت و
 رحمت ہے اور نعمت و رحمت میں رضا سے نفس ہے اور انجام اس کا
 اچھا نہیں؟“

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کے نام :

مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں مکتوب نمبر ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲ اور ۵۱ حضرت شاہ
 ابوالمعالی قادری لاہوری کے نام ہیں۔ اس کتاب میں حضرت محدث دہلوی کے مکتوب حضرت باقی باللہ
 نقشبندی۔ نواب خان خاندان سپہ سالار۔ نواب فرید قاضی خاں۔ شیخ ابو ایض فیضی۔ شیخ نزار الحق
 دہلوی۔ شاہ ابوالمعالی لاہوری۔ شیخ عبداللہ نیازی وغیرہ کے نام ہیں۔ کل مکتوب ۶۹ ہیں۔
 وفات :

۱۲ ربیع الاول ۱۰۵۷ھ مطابق ۱۶۴۶ء میں چورانوے سال کی عمر میں یہ عظیم الشان عابد
 وفات پا گیا اور آپ کو حوض شمس دہلی کے کنارے سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے فرزند شیخ ذراحق
 نے نماز جنازہ پڑھائی اور مزار پر کتبہ نصب کرایا۔ آپ کی تاریخ ولادت ”شیخ اولیاء“ اور تاریخ
 وفات ”فرعالم“ سے نکلتی ہے۔

حضرت شاہ مقیم محکم الدین قادری

آپ کا شیخ و نسب اس طرح ہے :

حضرت شاہ مقیم قادری بن شاہ ابوالمعالی بن شاہ نورین حضرت میراں لعل بہاول
 قلندر ججوی۔ آپ کے ایک برادر بنام شاہ زندہ پیر تھے جو لاہور رہے۔ ولادت آپ کی
 یکم رمضان ۱۰۵۹ھ مطابق ۱۶۴۹ء بعد جہانگیر بادشاہ ہوئی۔

آپ کے والد گرامی شاہ ابوالمعالی آپ کے زمانہ طفولیت ہی میں انتقال فرما گئے تھے

اس لئے آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت حضرت شاہ جمال اللہ ثانی حیات المیر زندہ پیر سے کی۔

لاہور میں آمد :

جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ نے بیعت حضرت شاہ جمال اللہ ثانی حیات المیر زندہ پیر سے قبرستان میانی لاہور میں کی تھی۔ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ والاعتراف حضرت عزت الثقلین قطب بانی شیرازی محبوب جانی سید عبدالقادر جیلانی کے بنائے تھے، اور اس وقت ان کا قیام لاہور میں تھا۔ کتب تواریخ میں مرقوم ہے کہ ان کو دواہی زندگی عطا ہوئی ہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کی خدمت میں حجۃ تشریف سے گئے اور چاہا کہ آپ جو کتاب فصوص کا درس دیتے ہیں اس کا امتحان لیا جائے۔ مگر جب آپ سے بات چیت ہوئی تو آپ کی عبیت دیکھ کر ان کے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے۔

جلد شاہ مقیم حجروی :

جب آپ لاہور تشریف لائے تو نگین بہاول شاہ کے جنوب کی طرف قبرستان میانی میں ایک ٹیبر پر مقیم ہوئے۔ وہاں عمارت وغیرہ بھی تھی۔ مگر اب نابود ہے۔ یہاں پر ایک قبر آپ کے نبیرہ حضرت صاحب دین کی ہے۔ خالی قبر آپ کے چلے کی ہے اور یہیں آپ نے حضرت حیات المیر سے بیعت کی تھی۔

اولاد :

آپ کے تین فرزند تھے : (۱) حضرت سخی صلی اللہ علیہ وسلم سیف الرحمن (۲) حضرت شاہ محمد امیر بالا پیر اور تیسرے عبد اللہ نوری تھے۔ بعد وفات آپ کے بڑے صاحبزادے سید سیف الرحمن سجادہ نشین ہوئے۔

تصنیفات :

ممکن ہے آپ کی کئی تصنیفات ہوں مگر آپ کی کتاب درالعباب کا اردو ترجمہ لاہور سے ہو چکا ہے۔ یہ اردو ترجمہ اس فارسی فقہی نسخہ سے کیا گیا ہے جو حضرت شاہ محمد امیر بالا پیر قادری کے پاس تھا اور جس پر حضرت شاہ مقیم کے اپنے خاص نسخہ موجود تھے۔ کتاب نہایت

لاحجاب ہے اور ایک اعلیٰ حیثیت کی مالک ہے، اس میں مسائل تصوف کا تذکرہ ہے۔

وفات :

وہ شوال ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں بعد شاہ جہان بادشاہ مجروح و مقیم ضلع ساہیوال میں ہوئی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات اس طرح ہے :

زیارت گاہ مشہورہ منوہند آستان بوسی !

بعد شاہ ہو کس کہ بود از عارف و سالک

زبانِ حجت ایشان غیب را ز فہمایاں حاتم

ہر ملک فقر ز موند غم را و لایب مالک

مرقد منور شہر کے اندر گنبد شریف میں ہے۔

حضرت شاہ جمال نوری قادری

آپ ایک واسطہ سے حضرت میان میر قادری لاہوری کے خلیفہ تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ محمد بن قاسم کی فوجوں کے ساتھ سرزمینِ حب سے وارد ہند ہوئے تھے، وہاں سے اوچ شریف گئے اور مستقل اقامت گزینی کر کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ نسبی طور پر آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی اولاد سے ہیں۔

پیدائش سے ہی جذبِ رستی میں مبتلا تھے، پوشش سفید لا تو قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاہور آئے اور حضرت میان محمد اسماعیل المعروف میان وڈا سہروردی لاہوری کے درس میں شریک ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت شاہ میر لاہوری کی خدمت اقدس میں مختصر ہوئے اور ان ہی کے ہو کر رہ گئے۔

حضرت شاہ میرؒ نے آپ کو اپنے ایک مرید شاہ ابوسعید معصوم قادری کے حوالے کر کے ریاضت و مجاہدہ کروایا۔ چنانچہ خلافت آپ کو حضرت شاہ ابوسعید معصوم قادری سے ملی۔ بعد ازاں حضرت میان میرؒ نے گوجرانوالہ کی خلافت آپ کے حوالے کر دی اور آپ کو وہاں بھیجا دیا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے، بڑے کا نام شاہ عبدالرحیم اور چھوٹے کا نام شاہ عبدالکریم

نفا۔ ان اصحاب کے مزارات بھی اپنے والد بزرگوار کے سامنے ہی ایک احاطہ میں واقع ہیں۔
وفات ۱۲۵۷ھ کے بعد ہوئی۔ مزار اقدس بیرون کھیا لی دروازہ گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

شاہ برہان بخاری قادری

ولادت ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۲۵۷ھ میں۔ خاندان سادات بخاری ہے۔ آپ کے والد جناب
محب اللہ بہاول پور سے لاہور آئے تھے اور شاہ برہان کی ولادت بھی لاہور ہی میں ہوئی۔ نہایت
چھوٹی عمر میں ہی علوم عقلیہ و نقلیہ سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔ اور آپ کے تقویٰ کی شہرت دور
دور تک پھیل چکی تھی۔ بچپن اور عین جوانی کا عالم آپ نے لاہور میں بسر کیا۔ لاہور میں آپ کی
رہائش بیرون دہلی دروازہ بختی اور آپ بھی تنگ گلی میں آپ کا مقبرہ منور ہے۔ لاہور کارپوریشن
نے اس گلی کا نام شاہ برہان سٹریٹ لکھا ہے۔

آپ حضرت میاں میر قادری کے ہم عصر تھے اور ان کی مجالس میں برابر نشست فرماتے تھے
نواب سعد اللہ خاں کو جب وہ قیامی حالت میں لاہور آیا تھا تو آپ نے ہی اسے حضرت نواب صاحب
بہاری قادری کے سہرا دیا تھا۔ جنہوں نے نواب صاحب کی تعلیم کا بندوبست کر دیا تھا۔
قدیم تذکروں میں لکھا ہے کہ آپ حضرت خواجہ بہاری قادری کے حکم سے چھپن سال کی عمر
میں جھنگ چلے گئے اور ساحل چناب پر تبلیغ و ارشاد کرنے لگے پھر چنیوٹ چلے گئے

وفات :

۱۲۸۷ھ مطابق ۱۲۸۷ھ میں۔ مزار اقدس چنیوٹ میں ہے۔ لکھا ہے کہ آپ کے دو
مزارات ہیں۔ پہلا لاہور میں دہلی دروازے کے باہر اور دوسرا چنیوٹ میں جو کہ آپ کے
مریدوں نے بنایا ہے اور جس پر نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہ جہاں نے مقبرہ بنوا
دیا تھا۔ آپ کے مقبرہ کے ساتھ ہی شاہی مسجد ہے۔ یہ دونوں عمارت نواب سعد اللہ خاں نے شاہجہان
کے حکم سے سرکاری طور پر تعمیر کرائی تھیں۔

قطب الہام شیخ الاسلام حضرت سید حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری

قدس اللہ سرہ العزیز

آپ برہان الاولیا سلطان الہامی وارث علوم انبیاء رئیس الاتقیاء غوث الخلائق غیاث
المتخلوق صاحب عظمت و کرامت و اہست و جلالت و عشق و محبت تھے۔

آپ کا نام حاجی محمد۔ القاب گرامی۔ نوشہ۔ گنج بخش۔ مجدد اکبر۔ مہر سے والا تھے۔
آپ سلاسل بیت کرام اور خلاصہ سادات عظام تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم سامی
حاجی الحرمین حضرت سید علاؤ الدین بن سید شمس الدین شہید تھا جو اپنے وقت کے اکابر اویسی
اللہ اور سات مرتبہ حج کی سعادت کا ثمر حاصل کر چکے تھے۔

حضرت نوشہ صاحب کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ میں اسلام شاہ
ولہ شیر شاہ سوری کے زمانہ میں ہوئی، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بابا جیونی صاحبہ تھا۔ جو
عارفات کائنات سے یقین۔

آپ نے تعلیم ہی حضرت مولانا حافظ قائم الدین قادری اور حافظ بڑھا صاحب قادری
سے حاصل کی۔ قرآن مجید یا تجوید حفظ کیا۔ علوم معقول و منقول سے فارغ ہوئے۔ پھر قادری
سلسلہ میں مقبول درگاہ سچان حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھٹوالی کے مرید ہوئے۔ ان کی
نگاہ سے تین ماہ تک حالت جذب طاری رہی۔ پھر انہوں نے سینے سے لگا یا تو صحو و سلوک
پر فائز ہوئے۔ حضرت شیخ نے باطن میں آپ کو مجلس محمدی میں حاضر کیا۔ چہار بار ظاہری
اور چہار بار باطنی بھی وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے فیض اور کمالات سے آپ کو
نوازا۔ حضرت شیخ نے آپ کو خلافت دے کر نوشہ و تارٹال میں بھیجا جو بعد میں بنام سامن یال
شریف مشہور ہوا۔ اور گج تنگ اسی نام سے مشہور ہے۔ حضرت شیخ نے آپ کو فرمایا کہ یہ دیار
آپ کو اور آپ کی اولاد اور مریدوں کو قیامت تک عطا ہو چکا ہے۔ اور آپ کا سلسلہ فقر

منظور ہو چکا ہے۔

آپ صائم المدبر قائم العیال رہتے۔ ریاضات و مجاہدات سے فارغ نہ ہوتے۔ جنگل میں ایک کنوئیں کے اندر آپ نے چالیس روز خلوت کی اور استغراق و محویت میں رہے۔ وہاں سے جب نکلے تو آپ درگاہ الہی سے "نوشہ" کا خطاب ملا۔ آپ جس طرف جاتے۔ جن انسان اور وحوش کے تپوں سے بھی نوشہ کی آواز آتی۔ مولانا اشرف فاروقی لکھتے ہیں:

اوم جن ملک سامے نوشہ نوشہ کھلے پکارے

آپ مرتبہ محبوبیت۔ قطبیت۔ عوشت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے دور و دراز ممالک کی سیاحت کی۔ مصر کی جامع مسجد میں آپ نے ایک چمک کیا۔ وہاں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے چند قیمتی نصائح سے نوازا۔ سات مرتبہ رحیم الشریفین زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت و حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

ایک مرتبہ سندھ تشریف لے گئے تو میان جام ماہی سلطان سہروردی کو اپنے فیض سے نوازا۔ وہ سسر قادی میں آپ کے مرید ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت نوشہ گنج بخش قادری مجدد و مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ پہلی مرتبہ جب لاہور میں وارد ہوئے تو حضرت محمد علی جویری کے مزار شریف کی زیارت کی اور لاہور کے زندہ مشائخ کو بھی نے ازاں جب حضرت شیخ عبد الوہاب متقی قادری شافعی جو قطب مکرم مدینہ تھے اور ان دونوں میں لاہور میں تشریف فرما تھے اور شیخ فزیر بخاری کی مسجد میں ڈیرہ رکھتے تھے۔ آپ ان کی مجلس میں حاضر رہے اور چند سے عید کر رخصت ہوئے۔

شیخ فتح محمد سیالکوٹی میاں کہتے ہیں کہ جب آپ مجلس سے اٹھے تو شیخ عبد الوہاب نے پوچھا کہ اس جوان کو کوئی شخص پہچانتا ہے کہ یہ کہاں چل رہا ہے۔ سب نے کہا کہ ہم کو تو زمین پر چھٹا نظر آتا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ جوان زمین سے بہت بلند چل رہا ہے اور مغرب اس پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اپنے معمرین اولیاء اللہ میں سب پر بہفت سے جائے گا اور اس کا مرتبہ سب پر فائق ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ اپنے زمانہ میں شائع وقت سے امانہ و امانہ میں سب سے بڑھ کر ہوئے۔ نشر فیض میں جعفر آپ سے ظہور میں آیا۔

کسی دوسرے سے کم واقع ہوا ہوگا۔

دوسری مرتبہ حضرت نوشہ صاحب جب لاہور وارد ہوئے۔ جہانگیر بادشاہ کا زمانہ تھا اس وقت شیر علی خاں معتمد دادہ الملقب بہ "پہلوان پائے تخت" بیجا پور سے لاہور آیا ہوا تھا۔ ان دونوں پہلوان جنگ زور کاہن "سے اس کی کشتی ہوتی تھی۔ آپ بعد اپنے احباب کے اس کے اکھاڑہ میں تشریف لے گئے۔ پہلوان پائے تخت نے آپ سے مصافحہ کیا اور آپ کی باطنی قوت کا اعتراف کر کے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ علامہ صداقت کنجاہی لکھتے ہیں:

"اعلاج دست بیعت دادہ مرید شد"

اس کے علاوہ لاہور کے اکثر افراد آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

حضرت نوشہ صاحب کے اپنے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سے پہلے نولاکھ۔ ایک ہزار اور چھ سو تیس اولیاء اللہ لاہور کی سرزمین مدون تھے، فرماتے ہیں:

۹۰۱۶۲۰

۵

نو لاکھ اک ہزار تے چھ سو و بیسہ ولی

نوشہ و چ لاہور دے سوئے محی محی

اس سے آپ کے علوم روحانی اور کشف الارواح کے مقام عالی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت نوشہ صاحب اپنے زمانہ کے عظیم مبلغین اسلام سے تھے۔ دور و دراز ممالک میں اپنے خلیفوں کو تبلیغ اسلام کے واسطے بھیجا ہوا تھا جیسا کہ آپ کے خلفاء کی فہرست میں اُنکے مقامات سکونت و مدفن سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کا یہ تبلیغی مشن بڑا کامیاب رہا۔ عزیز مکی مستشرقین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ آپ کی کوشش سے تقریباً دو لاکھ کفار حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ نیز آپ کے اردو اور پنجابی کلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تندرہ مذکورہ بالا باطل صبیح اور خلیک ہے کیونکہ آپ نے اپنے کلام میں ہندی اور بھاشا الفاظ کو کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اور اسلامی حقائق کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے جو ہندوؤں کی زبان تھی۔ اس سے متاثر ہو کر ان کا اسلام قبول کرنا بالکل قرین عقل ہے۔

آپ کے کثرت فیضی کا آپ کے مہد میں بہت ہو چکا تھا۔ کوئی شخص آپ کے دروازہ

سے خالی نہ جاتا۔ خواہ کوئی دنیاوی مقصد سے کرتا۔ فائز المرام ہو کر جاتا۔ باطنی فیض کے افشا میں تو آپ اُتار "من آیت اللہ تبارک" جس شخص آپ نظر توجہ کرتے اس کا قلب ذکر ہو جاتا۔ اپنے زمانہ میں آپ کو اکثر لوگ "اولیاءِ مکرر" کہتے تھے۔ جتنی کہ حضرت شاہ جیو فرزند شیخ عبد السلام پرستی نظامی ساکن کیدیا نوالہ (ضلع گوجرانوالہ) نے آپ کو ایک درویش کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں آتا ہے، آپ اس پر مقام ولایت کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور فیض عطا کر دیتے ہیں۔ کچھ فیض اپنے لئے بھی باقی رکھنا چاہیے۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر ایک چراغ روشن سے ہزاروں چراغ روشن کئے جاویں تو اس کی روشنی میں کچھ کمی واقع نہیں ہوتی ایسا ہی ہمارا فیض ہے۔ خواہ کس قدر عطا کریں، اس میں سے کم نہیں ہوگا۔ بلکہ جس قدر زیادہ حضرات جماعت اولیاءِ راستہ میں ہمارے ذریعہ شامل ہوں گے۔ ہمارے ازویاد فیض اور علوم مقام کا باعث ہوگا۔

کثرتِ فیضان کے باعث آپ کے زمانہ میں ہی آپ کو لوگ گنج بخش کے نام سے پکارتے تھے۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت قاضی رضی الدین کنجاہی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے انہوں نے ایک نظم آپ کی مدح شریف میں لکھی ہے جس میں گنج بخش کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

نوشہ گنج بخش را دیدی
رستم دما ز خوش را دیدی

حضرت نوشہ صاحب کے تصرفات و کرامات۔ خادق عادات، فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ احیائے اموات، طبعی زمان، قبض، زمین، کشت کوئی۔ واکھی تغلب اجوال مطالعہ لوح، تصفیہ قلوب زائرین۔ وجد و حال اور رقت قلب آپ کی نظر فیض اثر کا ادنیٰ کرشمہ محض۔ یہاں آپ کے چند کرامات بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱)

ایک مرتبہ آپ مسجد تعمیر کرا رہے تھے۔ استاجانی نام غبار ملٹی چیر رہا تھا۔ ملٹی میں پچانان لگا رہا تھا کہ چاک اس کا مناس میں پھنس گیا اور وہ مر گیا۔ جب آپ کو پتہ چلا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اپنی پپ در اس پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ اُس پر

پیر اور فرمایا۔

"اے شخص۔ اگر تو ہمارے گھر سے تو ہمارے لئے طعن کا موجب ہوگا۔ مرنے کے واسطے اور کافی وقت ہیں۔ پھر کسی وقت مر جانا، آج اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔"

چنانچہ یارث دفنانا تھا کہ وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اور بعد ازاں چند سال تک حیات رہا۔

(۲)

آپ کے خلیفہ معصومی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نوشہ صاحب اپنے مرید میاں جیون حمام کے پاس موضع باجو میں تشریف لے گئے۔ چند کس ہمراہ تھے۔ نماز عصر کا وقت تھا۔ چند کس فاصلہ پیدل جانا تھا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا حضرت نماز عصر ادا کر لیں۔ آپ نے فرمایا: وہاں جا کر پڑھ لیں گے۔ حالانکہ وقت بہت کم تھا۔ آپ کے سامنے گفتگو کرنے کی کسی کو جرات نہ ہو سکتی تھی۔ آپ آرام سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہاں باجو میں پہنچے۔ ہم نے وہاں عرض کیا کہ اب یہاں عصر پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا کہ واپس گاؤں جا کر پڑھیں گے۔ چنانچہ آپ وہاں سے ساہیوال تشریف آئے۔ ہم بار بار سورج کی طوفت دیکھتے تھے آپ نے اپنے دیر پر اگر نماز عصر ادا کی اور فرمایا۔ اے حافظ! تم لوگ بار بار سورج کی طوفت دیکھتے ہو، اللہ تعالیٰ کے کچھ بند سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر سورج یا چاند کو کہہ دیں کہ تم اسی جگہ ٹھہرے رہو، تو ان کی کیا ہاں ہے کہ اگے چلیں، قیامت تک وہیں ٹھہرے رہیں۔

(۳)

شاہ جہان بادشاہ نے قندھار کو فتح کرنے کے واسطے پہلے شہزادہ داراشکوہ کو فوج دے کر بھیجا لیکن وہ ناکام آیا۔ پھر شہزادہ اورنگ زیب کو بھیجا، اس نے چھ ماہ محاصرہ کیا مگر قلعہ قندھار فتح نہ ہو سکا۔ بادشاہ حضرت نوشادہ علیچاہ کو خدمت میں حاضر ہوا، اور فتح قندھار کے واسطے التجا کی۔ آپ نے فرمایا: دریا میں سے کوزہ پانی کا لاؤ، بادشاہ داخلہ اور کوزہ بھر کر حاضر کیا۔ آپ نے وضو کیا اور تین چھینٹے پانی کے قندھار

کی طرف پھینکا اور فرمایا : چنانچہ کوفتہ قدحہار کی مبارک ہو اور ایک اپنا دوپٹہ ترکا عطا فرمایا۔ بادشاہ نے وہ تاریخ اور وقت کھنکھایا۔ جب لاہور پہنچا تو قدحہار سے اور گریب کا قاصد آگیا اور سپہام لایا کہ قدرت الہی سے نکال تاریخ کو نکال وقت قدحہار کی دیوار میں جگہوں سے پھٹ گئی اور ہماری فوج اس میں داخل ہو گئی اور قدحہار فتح ہو گیا ہے شاہ جہان نے جب رقعہ دیکھا تو وہی تاریخ اور وقت تھا جس وقت حضرت نوشتہ صاحب نے قین چھیننے پانی کے اس طرف پھینکے تھے۔ بادشاہ آپ کا معتقد اور رادوت مند ہو گیا دو گھاٹوں موضع ٹھٹہ عثمان اور بادشاہ پورفتہ مصارف سنگ کے واسطے بطور جاگیر تمغا نذرانہ میں دیئے، جس کا خراج ایک لاکھ تیر ہزار ایک سو ساٹھ و اسی دوسرا اکھتر روپیہ رائج الوقت سالانہ درگاہ عالیہ کو موصول ہوتا، ما۔

(۴۴)

ایک مرتبہ ایک سادھو بندہ مذہب حضرت نوشاہ عالیجاہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ دریا نے چناب کے کنارہ پر سیر کو تشہیف سے گئے ہوئے تھے۔ سادھو نے کہا کہ آپ یکرمت دیکھیں، دیکھا میں، آپ نے فرمایا : میں تو درویش آدمی ہوں تم ہی کوئی کرامت دکھاؤ۔ اس نے چمکے اپنے آپ کو بچے کی صورت میں دکھاؤ، پھر جوان صورت بن گیا، پھر ضعیف کی شکل بن گیا اور کہا کہ میں نے بارہ بارہ سال کے تین چتے کئے ہیں اور یہ مرتبہ حاصل کیا ہے کہ تین طرح کی شکلیں تبدیل کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے شکل کا تبدیل کرنا دیکھا تو کیا کمال حاصل کیا ہے بلکہ عرضائع کر دی ہے۔ آپ نے دریا کی طرف منہ کر کے اللہ ھو کا نعرہ لگایا تو دریا کے پانی سے ھو کی آواز آنے لگی بلکہ درختوں کے پتوں اور فضا سے بھی یہی گونج آئی۔ چنانچہ یہ تعریف و کرامت دیکھ کر وہ سادھو بعد چیلوں کے مسلمان ہو گیا اور آپ کے مریدوں میں داخل ہوا۔

حضرت نوشتہ صاحب کے یہ سب حالات میں نے سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ جلد اول موسوم بہ تاریخ انقلاب قلمی اور جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ قلمی سے لکھے ہیں جو ان کے کتب خانہ میں محفوظات کی صورت میں موجود ہیں۔ جو شخص حالت

کو مفصل دیکھنا چاہے وہاں دیکھ سکتا ہے۔

حضرت نوشتہ گنج بخش، صاحب تصانیف تھے۔ چنانچہ کتب ذیل آپ کے کلام اور ارشادات عالیہ سے ہیں :

- ۱۔ معارف تصوف :- یہ آپ کا فارسی کلام ہے۔ مرتبہ سید شرافت نوشاہی
- ۲۔ چہار بہار فارسی :- جمع کردہ شیخ محمد ہاشم نوشتہ ہی مختار پوری :- اس کا ترجمہ اردو سید شرافت نوشاہی نے بنام خزانہ اسرار کر دیا ہے۔

- ۳۔ کلمات طیبات فارسی المعروف ملفوظات نوشاہیہ :- اس میں حضرت نوشاہ عالیجاہ کے ہزار کلمات بترتیب حروف تہجی سید شرافت نوشاہی نے جمع کئے ہیں اور اس کا اردو ترجمہ بھی بنام خواجہ اہت کر دیا ہے۔

۴۔ ذخائر الجواہر فی بصائر الزواہر :- المعروف ارشادات نوشاہیہ :

اس میں حضرت نوشتہ صاحب کے پانچ سو چالیس ارشادات سید شرافت نوشاہی نے جمع کئے ہیں۔

- ۵۔ الاسرار والمعارف (جواہر مکنون) :- یہ حضرت نوشتہ صاحب کے ایک سوار شاد میں جو بطور سوالی جواب تحریر میں سید شرافت نوشاہی نے مرتب کئے ہیں۔

- ۶۔ لطائف الاشارات :- اس میں حضرت نوشتہ صاحب عالیجاہ کے چالیس ارشادات لکھے ہیں مرتبہ سید شرافت نوشاہی۔

- ۷۔ مواظف نوشتہ میر :- اس میں حضرت نوشاہ عالیجاہ کے چار وعظ پنجابی زبان میں ہیں سید شرافت نوشاہی نے قلمی یا ضوں سے جمع کر کے مرتب کئے ہیں اور مولوی عبداللطیف زار قادری نوشتہ ہی نے چھپوایئے ہیں

- ۸۔ کلام نوشتہ :- (حصہ اول) اس میں آپ کا اردو منظوم کلام جمع کیا گیا ہے۔ جو

دوسوا شمار ہیں۔ سید شرافت نوشاہی نے دوسال کی محنت سے مختلف بیاضوں سے اس کو جمع کیا ہے۔

۹۔ کلام نوشہ : (حصہ دوم) اس میں آپ کا پنجابی منظوم کلام ہے۔ اشعار کی تعداد چار ہزار ہے۔ یہ بھی سید شرافت نوشاہی نے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تلمیذ بیاضوں سے جمع کر کے مرتب کیا ہے۔ ایک سو سے زیادہ رسالے اس میں موجود ہیں۔

اولاد :

حضرت نوشہ صاحب کے دو صاحبزادے تھے :

(۱) حضرت مولانا سید حافظ محمد بن خودار بحر عشق متوفی ۱۵ ذیقعد ۱۲۹۳ھ

(۲) حضرت سید محمد ہاشم دریا دل متوفی ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ

(فقل از طبقات نوشاہیہ : طبقہ اول و دوم و سوم)

حضرت نوشہ صاحب سے جو سلسلہ فقر جاری ہوا، درویشوں میں اس کو نوشاہی کہا جاتا ہے۔ یہ قادری سلسلہ کی ایک مشہور و معروف اور جلیل القدر شاخ ہے۔ اس سلسلہ میں ہزاروں کی تعداد میں اولیاء اللہ اور مشائخ نیز امراء و سلاطین بھی گزرے ہیں۔ حضور کے متوسلین کی تعداد پاکستان، ہندوستان، افغانستان، کشمیر و غیرہ ممالک میں لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

اس سلسلہ کا ذکر مرزا احمد اختر نے تحفۃ الفقہاء میں اور مرزا عبدالستار بیگ سہرانی نے مسالک السالکین میں اور مولوی فقیر علی نے الفقہ فخری میں کیا ہے لیکن انہوں نے غلطی سے اس کو خواجہ فیضیل کے نام سے منسوب کیا ہے جو حضرت نوشہ صاحب کا مربی تھا۔

آپ کے چند اکابر خلیفوں کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں :

(۱) شیخ رحیم داؤد بن شاہ سلمان نوری۔ بھولال ضلع سرگودھا۔

(۲) شیخ تاج محمد بن شاہ سیماں " " " " " "

(۳) سید صالح محمد ساکن چک ساوہ۔ ضلع گجرات۔

(۴) شیخ پیر محمد پیرا۔ نوشہرہ شریف " " " "

(۵) قاضی خوشی محمد، کتبہ ضلع گجرات

(۶) قاضی رضی الدین " " " "

(۷) شیخ عبدالرحمن پاک صاحب پٹری شریف۔ گوجرانوالہ

(۸) سید شاہ محمد شہید بکھری رہتاس، جہلم

(۹) شاہ خٹ دیوان رح۔ ساگری " " " "

(۱۰) حافظ طاہر مجذوب رح کشمیر

(۱۱) شیخ نور محمد سیالکوٹ

(۱۲) مولانا عبدالحکیم آفتاب پنجاب " " " "

(۱۳) مولانا کمال الدین محمد کشمیری " " " "

(۱۴) سید عبد اللہ مجذوب بخاری لاہور

(۱۵) شاہ کھٹ صاحب " " " "

(۱۶) شیخ نور محمد عاشق رح ہندوستان

(۱۷) شیخ فرخ محمد رح سنجیل

(۱۸) شیخ مہدی المعروف میاں جام، بھی سلطان سندھ

(۱۹) شیخ لال اویرا " " " "

(۲۰) سید شاہ محمد قطب قندھار

(۲۱) خواجہ سید فیضیل رحی کابل

حضرت نوشہ گنج بخش قادری کا وصال آٹھویں ربیع الاول ۱۲۹۳ھ ایک ہزار چونسٹھ ہجری میں بعبہ شاہجہاں بادشاہ بصرہ ایک سو پانچ سال ہوئی۔ آپ کا روضہ اطہر موضع ٹل ساہن پال شریف، تحصیل پیر ضلع گجرات میں دریائے چناب کے شمال کنارہ پر مرجع خلعت ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

شہزادہ داراشکوہ قادریؒ

خاندان

شہزادہ داراشکوہ شاہ جہان کا فرزند اکبر تھا، بلکہ بقول ابو طالب کلیم مغل اولین گلستان شہابی تھا۔ شہزادہ کی ولادت حضرت خواجہ اجیریؒ کے طفیل سے ہوئی۔ ولادت کے بعد شہزادہ دس چار سال تک باپ کے ساتھ تلنگانہ کے جنگلوں میں ملا۔ باپ کے تخت نشین ہونے پر آصف خان کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا تو اس کے لئے ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا، تعصیم و تربیت علامہ رکن الشیخ ہروی اور ملا عبد اللطیف سلطان پوری وغیرہ سے حاصل کی۔

سن ۱۰۳۰ھ مطابق سن ۱۶۲۱ء میں ولایت خاندیش میں قیام کے دوران مکہ متارحل نے اس کی ملگنی شہزادہ پرویز کی عہد جزائی سے کی مگر یہ سٹادی کچھ سال کے بعد ہو سکی۔ اس کا نام نادرہ گیم تھا۔ شہزادہ اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔

سن ۱۰۳۶ھ مطابق سن ۱۶۲۷ء میں داراشکوہ چالیس ہزار ذات کے عہد سے پرفائر ہوا۔ شاہ جہان کی نفید کے بعد اورنگ زیب، داراشکوہ، مراد بخش اور شاہ شجاع میں جنگ اقتدار شروع ہوئی، جس میں اورنگ زیب عالمگیر فاتح رہا، اور باقی قینوں بھائی قتل ہوئے۔

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت میاں میر قادریؒ کاہوری کے خلیفہ حضرت ملا سٹاہ برخواستیؒ کاہوری سے کی۔ کتاب سفینۃ الاولیاء میں شہزادہ نے جب حضرت عوث الاعظم کے حالات لکھتے شروع کئے تو وہ لکھتے یہ کہ:

”اس رات اس کترین مرید نے حضرت پیر و شگیر عوث الاعظمؒ کا حال لکھنا شروع کیا اس رات اپنے آپ کو حضرت عوث الاعظم کے گنبد مبارک واقع بغداد میں پایا اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور حضرت عوث الاعظم کے طواف میں مشغول دیکھا۔ یہ میری سعادت مندی تھی کہ مجھے انتہائی عظیم القدر شرف حاصل ہوا، اور فیق کو بھی عیتیں ہوگی کہ اس کتاب کی تحریر مقبول ہوگی؟“

لاہور میں آمد

شہزادہ داراشکوہ کی لاہور میں متعدد دہار کی آمد کا پتہ چلتا ہے۔ پروفیسر لونی بیہون کالج وی فرانس لی نے ”لاہور کی ملاقاتیں“ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں شہزادہ اور بابا بعل واس کبیر چشتی کے دلچسپ مکالمات شائع کئے ہیں۔ سن ۱۶۳۷ء میں جب شہزادہ لاہور آیا تو بابا جی سے ملے گیا اور اپنے چند شکوک رفع کرنے کی درخواست کی چنانچہ ان مکالموں کا بیشتر حصہ انہیں مابعد الطبعی مسائل اور شکوک کے بیان پر مشتمل ہے۔ باتیں ہندوستانی زبان میں ہوئیں بعد میں فشی چند بھانڈیپانی نے قلمبند کر کے فارسی میں ترجمہ کیا۔ یہ مکالمات بہت دلچسپ ہیں، اور تاریک ان کے خیالات سے استفادہ کر سکتا ہے۔

شاہ جہان اور داراشکوہ کی آمد:

شہزادہ داراشکوہ قادری شاہ جہان کا سب سے بڑا فرزند تھا۔ اس کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا اس کی تصانیف میں جو باقاعدگی اور وضاحت ہے وہ ان کو اس زمانہ کی دیگر تصنیفات کی کتب سے ممتاز اور نمایاں مقام دلاتی ہیں۔ چونکہ شہ جہان اس کو ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا اس لئے اس کو دارالخلافہ میں علمی اور روحانی دلچسپیوں کے لئے بہت وقت ملتا رہا اور جس سے اس نے مکمل فائدہ اٹھایا۔ جب شاہ جہان لاہور آیا تو وہ شہزادہ بلند اقبال کو ساتھ لے کر حضرت میاں مرقدریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے شہزادہ کی صحت کی بحالی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس وقت شہزادہ انیس سال کا تھا۔ اس کے دس مہینے کے بعد جب دوبارہ شاہ جہان حضرت میاں مرقدریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس وقت بھی شہزادہ بادشاہ کے ساتھ تھا۔ اس وقت شہزادہ کی ارادت مندی کی یہ حالت تھی کہ وہ حضرت کے مکان کی دوسری منزل میں جہاں حضرت کا قیام تھا، ہمیشہ پاگیا اور جو رنگ وہ چاہا کر بھینکتے جاتے تھے انہیں اٹھا کر کھاتا رہا۔

اس کے بعد جب بادشاہ مجدد امر چاہا گیا تو داراشکوہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے قدموں پر سر رکھ دیا، اور وہ بھی شہزادہ کے سر پر دیر تک ہاتھ پھیرتے رہے اور اس کے حق میں دعا کی۔ اس واقعہ کے اگلے سال حضرت میاں مسیح قادریؒ لاہور واپس پائے گئے۔

سید حسن بادشاہ قادریؒ

خاندان ۱۔ آپ کا نسب پندرہ واسطوں سے سید عبدالرزاقؒ خلیفہ محبوب سبحانی غوثِ صوفیانی سید عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید عبداللہ قادری تھا۔

ولادت ۱۔ ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں بمقام ٹھٹھ علاقہ سندھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ یہ جگہ کراچی سے ۵۲ میل اور جنگ شاہی سیمینٹیشن سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

تعلیم و تدریس ۱۔ بچپن آپ نے علاقہ سندھ میں ہی گزارا اور اپنے والد ماجد کی زیرِ نگرانی تعلیم و تدریس کے تمام منازل طے فرمائے۔ تقریباً سولہ سال کی عمر میں ہی معلم و درسیہ کی تمام کتب کی تکمیل کر لی اور سترہ سال کی عمر میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔

بیعت ۱۔ بیعت آپ نے اپنے والد گرامی حضرت سید عبداللہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں کی۔

شادی ۱۔ کوئٹہ من خاں (پشاور) کے ارباب نے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا جس کو آپ نے قبول فرمایا۔ جس کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادہ سید زین العابدینؒ عطا فرمایا۔ جو مرتب زمانہ بنا۔ دوسری شادی آپ نے حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا کے گھرانہ میں کی۔ اس کے بطن سے دو صاحبزادے ہوئے پہلے سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری اور دوسرے سید علی قادریؒ۔

سیر و سیاحت ۱۔ پہلے آپ مجاہدات و دیباچات کے لئے دیا نے شور تشریف لے گئے اور وہاں تقریباً سات سال تک مشقت اٹھاتے رہے۔ پھر تبلیغ و ارشاد کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ کے برادرِ خورد ابوالکلام حضرت شاہ محمد فاضل غازی دیہی شریک تھے۔ جب گجرات کاٹھیاواڑ پہنچے تو وہاں دو سو پچاس مساجد تعمیر کیں اور پانچ غلام مقرر کئے۔ اور جب شاہ جہاں پہنچے تو وہاں بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں کم نہ ہونے دیں۔ پھر وہی سے پنجاب پہنچے اور لاہور عینۃ الاولیاء میں قیام فرمایا۔ یہاں چندے قیام فرما کر پشاور ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں پہنچے۔ پھر کشمیر پہنچے اور ہزارہا

افراد کو راہِ عدایت دکھائی۔ اس سفر میں بھی حضرت ابوالکلام آپ کے ہمراہ تھے۔ چھ ماہ کشمیر رہے اور لنگر جاری فرمایا۔ جہاں سے چھ سو تھم روٹا کھانا تیار کیا کرتے اور مسکینوں اور غریبوں کو کپڑا بھی دیا جاتا۔ اس کے بعد آپ اپنے چھوٹے بھائی کو وہاں خلافت عطا فرما کر پشاور تشریف لائے۔ پشاور

میں چندے قیام کے بعد کابل تشریف لے گئے بلکہ کابل کا قین بار سفر کیا۔ ان تمام سفروں میں بے شمار مشائخ اور صوفیاء آپ کے ساتھ جاتے رہے۔ اور سلسلہ مالہ قادریہ کی تبلیغ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گورنر کابل امیر خاں آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ کابل میں ہی آپ نے لنگر جاری فرمایا تھا۔ بعد از غزنی و ہرات تشریف لے گئے۔

لاہور میں آمد ۱۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا ہے کہ جب آپ ہندوستان کفرستان میں تبلیغ و سنم کے لئے آئے تو ہندوستان کے دور دراز مقامات سے ہوتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔ چندے یہاں قیام فرمایا اور ہزارہا افراد کو اس سلسلہ عالیہ میں تہفین فرمائی۔ بعد ازاں آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری جن کا سوار بیرون دہلی دروازہ ہے۔ منتقل طور پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ گورنر کابل نواب امیر خاں نے اورنگ زیب عالمگیر کے جناب سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے گزراوقات کے لئے ایک قطعہ اراضی کا فرمان لکھوایا تھا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لاہور میں آپ حضرت میاں میر قادری سے ملے اور کافی دیر ان کے ہاں ٹھہرے۔ پھر میں اس وقت تبلیغ میں خوب سرگرمی دکھائی دے رہی تھی۔ آپ کے بھائی کے لئے کئی مدت لاہور میں رہے پھر گجرات چلے گئے۔ مزید حالات کیلئے کتاب تک شاخ قادریہ حسینہ مؤلفہ محمد میر شاہ قادری پشوری ملاحظہ فرمائیں۔

وفات ۱۔ وفات ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔

مرزا اقدس ۱۔ مرزا اقدس پشاور محلہ یکو توت میں ہے جہاں آپ کی شہادتِ عظیم شان درگاہ ہے۔ موجودہ حالت میں اس درگاہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد امیر شاہ قادری ہیں جو کہ میرے نہایت مخلص دوستوں میں سے ہیں۔

حضرت ابوالکلام شاہ محمد فاضل قادریؒ

آپ حضرت سید شمس پشوری قادری کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے اپنے برادر کے ہمراہ سندھ، پنجاب، دہلی، گجرات، کاٹھیاواڑ تک کا سفر تبلیغ اسلام کے لئے کیا۔ اس سفر میں آپ نے جن اکابر و دیار سے ملاقات کی۔ ان میں حضرت میاں میر قادری لاہور، حضرت شاہ دولہا گجراتی اور حضرت شاہ بڑی لیمٹ نور پور شامل ہیں اس سفر سے واپس کے بعد آپ پشاور میں

مٹھریے رہے اور بعد ازاں اپنے بھائی سید حسن پشاور کے حکم سے کشمیر کے خلیفہ مقرر ہوئے اور وہاں لوگوں کو رام ہدایت کی طرف بلانے لگے۔ الغرض ہزار ہا لوگوں نے آپ سے رام ہدایت حاصل کی۔ ولادت آپ کی مسئلہ میں بقیہ مشطہ ہوئی تھی۔ میر بزرگ شاہ بن سید غلام شاہ آزاد بن سید محمود بن سید عبدالغفور قادری بن شاہ محمد فاضل قادری کے پاس حضور عظیم کا ایک مونس مبارک تھا جس کے لئے آپ نے کشمیر میں ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی اور اس میں یہ مونس مبارک رکھا۔ اس جگہ کو خانقاہ دستگیر کہا جاتا ہے۔

آپ کے فرزندوں میں میر وزیر شاہ، لطف اللہ شاہ اور فضل اللہ شاہ لاولد فوت ہو گئے تھے اور چوتھے فرزند سید عبدالقادر تھے۔ ان کے فرزند سید محمود حضرت شاہ محمد یونس قادری لاہوری کے والد تھے وفات ۱۹ جمادی الاول ۱۲۸۷ مطابق ۱۸۷۰ء میں ہوئی۔ مدفن محلہ خانید واقع کشمیر میں ہے۔

شیخ محمد افضل قادری کلانوری

قصبہ کلانور ضلع گورداس پور بھارت کو قدیم زمانہ سے نہایت اہمیت حاصل رہی ہے۔ قدیم ہندو زمانہ میں وشنو کا مندر کرن مذی کے کنارے ہونے کی وجہ سے اس کو بہت شہرت حاصل تھی۔ اور ہر سال اس ولایت کے سالانہ تہوار پر لاکھوں ہندو شرکت کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں جب اسلام آیا تو عساکر اسلام لاہور و سیالکوٹ سے اسی راستہ دہلی اور سرہند کی طرف گزرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں اس کو ایک شاہی چٹاؤ کی حیثیت حاصل تھی۔ عبدغلیہ میں یہ قصبہ بہت اہمیت حاصل کر گیا اور اس کی آبادی میں کثرت سے اضافہ ہوا اور بے شمار راجپوت بھی یہاں آباد ہو گئے تو اس زمانہ میں حضرت شیخ محمد افضل کلانوری نے لاہور تشریف لاکر حضرت شیخ ابو محمد قادری خلیفہ مجاز حضرت شیخ طاہر ہندگی لاہوری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور پھر پیر و مرشد کے حکم سے واپس کلانور ہاکر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے۔

”پنجاب میں اردو میں تحریر ہے کہ شیخ محمد افضل کلانوری کی شخصیت نے ادبیات پنجاب پر ناما اثر والا ہے وہ خود شاعر تھے اور شیخ فاضل الدین بٹالوی اور ان کے متبعین جو اس تحریک کے روح رواں تھے شاعری میں محض اپنے مرشد بزرگوار کی سنت کی پیروی کر رہے ہیں اس لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ

ہوگا کہ اس تحریک کے بانی مہمانی دراصل شیخ محمد افضل کلانوری ہیں نہ کہ ان کے مرید شیخ فاضل الدین۔
محمودہ کلام

اے شاہ شاہاں پیر من یعنی خیر نامرد کی
دن رین تھو بن نواز ہوں بیکیں پریشان خلد ہوں
پہنچی اکیلا میں پہنا تھر تھر ترپتا ہے جیا
پھانسی پہنا ہوں حسرت تر اس وقت پہنکا کرم
چھوٹ پڑا ہوں گرد میں جگ سے پھٹا ہوں اکیلا
تھو بن نہ کوئی ہے مرا لے شاہ شاہاں دستگیر
محبوب ہو گوشہ پڑا تھن پر نہ پھدہ پاک ہے
حم شہ عریب نواز ہو بر سر و دوران تر تاج

آپ نے تصنیف غوثیہ کی فارسی زبان میں ایک شرح لکھی تھی جس کے تقریباً دو سو صفحات لکھے تھے۔ یہ کتاب نایاب ہے لیکن اس کی ایک کاپی مولوی شمس الدین تاج کتب کے پاس دیکھی گئی ہے آپ کی زندگی کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔ آپ کے خلفاء اور مریدین میں شیخ محمد فاضل الدین قادری بٹالوی اور شیخ محمد نور قادری بہت مشہور و معروف ہیں۔ وفات آنجناب کی ۱۲۸۷ء مطابق ۱۸۷۰ء کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے اور مرتد منور موجود ال (جو کلانور کی ایک نواحی بستی ہے) ضلع گورداس پور بھارت میں واقع ہے۔ سادھی بہت بڑی خانقاہ بشکل چار دیواری اور باغیچہ میں ہے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرات دربار فاضلیہ وہاں جلتے رہے ہیں مزین کتاب ہذا کی سال تک اس درگاہ پر ماضی دینا رہا ہے۔

سید نور محمد گیلانی قادری

آپ سید محمد امیر گیلانی کے فرزند تھے۔ مادر زاد ولی تھے۔ جب والد گرامی نے استاد کنگے پڑھنے سے بٹھایا تو استاد سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور اس کا ترجمہ سنایا اور خوب روئے جن دنوں آپ اپنے والد گرامی سید محمد امیر گیلانی قادری کے ہمراہ دہلی گئے ہوئے تھے تو

سلطنت محمد شاہ بادشاہ ہوئی۔ مرزا ساہن پاشا شریف ضلع گجرات گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری بٹالوی بانی سلسلہ فاضلیہ

آپ سلسلہ مطابق ۱۱۹۹ھ میں نور پور (پاک فاضل) تحصیل شکرگڑھ ضلع میانکوٹ میں پیدا ہوئے۔ میانکوٹ اور لاہور کی تعلیمی درس گاہوں سے اکتسابِ علم کیا۔ آپ کے والد محرم کا نام سید عنایت اللہ تھا جو اس زمانہ میں جاگیر دار تھے۔ ان کے اجداد میں سید بدیع الدین آغا محمد تالیوں میں بہر صغیر پاک و سب میں تشریف لائے تھے۔ آغا صاحب تحصیل شکرگڑھ میں مقیم ہوئے۔ حضرت ابوالفرح مزید تعلیم کے لئے دہلی میں گئے۔ سید عنایت اللہ کو خان بہادر کا خطاب سرکار سے حاصل تھا۔ انہوں نے عربی اور فارسی علوم کی تحصیل مولوی عبدالحکیم پالکوٹی کے نواسہ ابوالحسن فتح محمد اور میاں محمد غوث لاہوری سے کی ہے۔

بارہویں صدی ہجری میں بٹالہ میں مشائخ کا ایک خاندان آباد ہوا جس کے جدِ اعلیٰ شیخ ابوالحسن علی بخاروی معروف بہ بدیع الدین شہید حسن البیہانی ہیں۔ آپ عراقی سے ہندوستان آئے تھے۔ ان کا مراد موضع بہاری من مضامین پنجاب میں ہے۔ آپ کی اولاد میں سے حضرت فاضل الدین نے علم و فضل کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی۔ بیس سال کی عمر میں گھر سے نکلے اور بٹالہ میں اقامت گزینی کر لی۔

قیام بٹالہ: مختلف جگہوں کی سیر و سیاحت کے بعد آپ بٹالہ شریف پہنچے۔ آپ نے دنگر جی جہادی کیا تھا۔ جس میں سب دشمن سیکڑوں افراد کھانا کھاتے تھے۔ پھر آپ نے اپنی خانقاہ میں مسجد مدرسہ اور مہمان خانے بھی تعمیر کروائے۔ آپ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔ آپ کی اولاد سے اب سید بدر می الدین قادری و مراد فاضلیہ اچھرہ میں مقیم ہیں۔

مرزا انور العین واقعہ قادری شاعر کا مولود و منشا بٹالہ شہر ہی ہے۔ تاہم اہل حقین حضرت عبدالغنی صاحب نقشبندی شامی قدس سرہ آپ سے ملنے کے لئے موضع شام پوراسی نزد جاندھر سے بٹالہ شریف لائے تھے۔

بیعت: قیام بٹالہ میں ایک روز آپ کو حضرت ابو محمد قادری مرید حضرت علی ہرندی نے ارشاد

فرمایا کہ کلانہ کے شیخ محمد فضل قادری سے بیعت کرو چنانچہ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں ان سے بیعت کی اور پھر بٹالہ شریف کو اپنا مستقل مسکن بنالیا۔ جہاں فاضلیہ قادریہ حضرات کی بہت بڑی درگاہ ہے۔

نمونہ کلام:

ناپس مرا چھٹ تم کوئی نظر بھالی یا نبی
اس فضل سوں را کھو مجھ من عز دل و جفا عفا
ہے رین دن غفلت بڑی نظر بھالی یا نبی
فریاد کرتا ہر گھڑی نظر بھالی یا نبی
میں ہوں عزائی میں پڑا کا فعل سوء افاق حیف
اس شرم سوں مجھ مجھ نہیں حتیٰ انی ضوال عفا
ہے مرگ میں سر پہ کھڑی نظر بھالی یا نبی
اس عشق سو کہ پیل جڑی نظر بھالی یا نبی
فریاد کرتا ہر گھڑی نظر بھالی یا نبی
تعلیقات: لکھا ہے کہ عربی اور فارسی زبان میں آپ نے تقریباً ایک سو کتب تحریر کی ہیں۔ ان میں سے تعبیدہ غوثیہ حضرت غوث الاعظم پر آپ کی عربی اور فارسی شروح اور ترجمہ مواہد طبع کے نام سننے میں آتے ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔

وفات: آپ نے ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۸۳۵ء میں بٹالہ شریف میں وفات پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ یہ محمد شاہ دنگیل بادشاہ دہلی کا زمانہ تھا۔ آپ کی عمر ۷۲ سال ہوئی۔ غم عام، تاریخ وفات سے۔

قطب الاقطاب شیخ کمال قادری

آپ شیخ الادب ملا محمد کے صاحبزادے تھے۔ ولادت ۱۱۹۹ھ میں بے بہار اوڑنگ زیب عالمگیر میاں کوٹ ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ اپنے والد گرامی سے ابتدائی بیعت قادری سلسلہ میں کی۔ اس زمانہ میں بٹالہ شریف میں خواجہ محمد فضل قادری کلانوری کے خلیفہ مہار سرت ابوالعزیز محمد فاضل الدین قادری موجود تھے۔ آپ ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے اور فیض حاصل کیا تھا۔ دوسری بیعت آپ نے شیخ محمد نور قادری خلیفہ حضرت شیخ محمد فضل قادری کلانوری

سے کی جو اردو پنجابی زبان کے شاعر تھے اور جنہوں نے حضرت شام جیلان کی توسیع میں محبت سی منقبتیں لکھیں تھیں۔

آپ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ آپ نے بھنگی اور چھوٹی کھوٹی اور بڑی کھوٹی کے درمیان ایک طبقہ میں ریاضت و عبادت اس قدر کی تھی کہ اس طبقہ کو ہی پر طبقہ کہا جانے لگا۔ آپ کی ریاضت اور عبادت اللہ تعالیٰ کی جانب سے جب نوب عبد الصمد خاں دیر جنگ ناظم لاہور اور بندہ بیراگی کی افواج میں گور واپس اور کلاؤر کے درمیان جنگیں ہوئیں۔ تو آپ مجاہدانہ طور پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کفر کے خلاف مکر آرا ہوئے اور نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ جی لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کے بے شمار علماء اور صوفیاء سے ملاقات ہوئے تھے علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ نیز نہایت خوش رو۔ خوش گو اور خوش خوش تھے۔ مراد منور اپنے خاندانی قبرستان میں جو کہ قصبہ میاں کوٹ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اپنے والد بزرگوار کی پاستنقی میں برہم جوہر مدفون ہوئے۔ وفات ۱۲۶۹ھ میں ہوئی۔

شیخ مسند نور قادریؒ

آپ حضرت شیخ محمد افضل کلاؤری کے مرید اور خلیفہ اور حضرت شیخ فاضل الدین قادری ہالوی کے پیر بھائی ہیں۔ تبار اور کلاؤری میں آپ کا آنا جانا تھا۔ نہایت یک نفس بزرگ تھے اور علم تصوف کے حقائق و معارف پر دستاورد کامل رکھتے تھے متوکل اور مستغنی المزاج تھے۔ بیشتر لوگ ان کے حلقہٴ ارادت میں شامل تھے۔ ہر دہرشد کے ساتھ لاہور آئے تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

نمونہ کلام

بہر خدا تو اسے سب ابداد مہا منسیر لہو کر
دوبار میراں شاہ کے کہہ بنتی مجھ سرسہر
وہو با میں غم کے چاہ سوں کہ فضل مجھ بہر خدا
تم ہی مرا کو یہ نہیں میں دست عاس کا پکڑ
روتا میں اپنے حال سوں غفلت کئی حیران ہویا
زحمت موجھے مضطر کیا دیو و زنا خود کو کم کر

تیرے مرید جو خاص میں ان کے گناہوں میں
بہر خدا رکھنے کی کٹھن کی مجھ پر نظر
حق نے تو مجھے سرور کیا دیاں میں تم سرتاج ہو
ہو بانہ کوئی ناہو سے تیرے جیسا تاج شتر
پوچھا ہے کہ تحقیق میں عالی تری درجات ہے
صدق علی حسین کا آفرق مجھ کے قدم دھر
دامن لگے کی لاج تجھ سن عاجزی مجھ کی شاہ
منور کو دل جان سوں دو جنگ گوا میرے خطر
بن دیکھنے تجھ اے شاہ زندگی میری برباد ہے
چہر ا مبارک مجھ دکھا تجھ سوں ذرا دل جان دسر

افضل سائیں نائب تیرے میرے پھرے نئے ہستی

برکت اونہوں کے نام کی مجھ میں گواہ شور و شتر

وفات ۱۲۷۰ھ کے لگ بھگ ہے۔

شیخ نصیر الحق قادری ہالویؒ

آپ شیخ محمد فاضل الدین کے مرید تھے فارسی، اردو، پنجابی اور ہندی کے شاعر تھے نصیر یا نصیر تخلص تھا۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ شام چوراسی سے ایک آدمی تبار گیا تو شیخ نصیر الحق نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں بھائی عبدالغنی (تاج العارفین حضرت عبدالغنی نقشبندی شامی قدس سرہ) اکیسے ہیں۔ اسی رات جناب سول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیر حضرت محمد فاضل کی موت اس پر عتاب فرمایا کہ تاج العارفین جو اپنے وقت کے قطب ہیں ان کا نام ہے ادبی سے کیوں دیا گیا چنانچہ شیخ نصیر الدین اپنے پیر و مرشد حضرت محمد فاضل ہالوی کو ساتھ لے کر شام چوراسی پہنچے اور حضرت تاج العارفین سے اس معاملہ میں مذمت چاہی تو فرمایا کہ آپ حضرات نے کیوں تکلیف فرمائی میں نے تو اسی وقت معاف کر دیا تھا۔ لاہور میں حضرت شیخ طاهر ہندگی قادری کے مرقد منور پر حاضر ہوتے تھے۔

نمونہ کلام

یا نوح مدد الدین بیٹے شہر اس زار کی
کو کر تصدیق بالوں کا بھانگی دیو و دیدار کی
دیکھے بناں پیاسے جہن کو کر کھنوں میں برین دن
ایو مجھے دیو و کنسن سوو سے مکہ جہاں کی

وہ پیر ۱۵ ہے سب جگہ کا شاہنشاہ ہے وہ محی الدین ول خواہ ہے ہر خاک اس دیار کی
فاضل سائیں کرنا کم چروں کی کرشم میاؤں کے دیوار کی دیا کی
کہ لے نصیر کیا کروں بیسوں کی چمک میں جردوں بست نہ برگزوم بھروں یہ تصور ناگفتار کی

آپ نے پنجابی میں منظوم حکلیہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہے۔ چند اشعار

اس طرح ہیں۔

صورت خاص نہ محرم کوئی آدم۔ جن۔ منہ شہ
لکھ یوسف اک وال نہ جیہا نہ کوئی سور منہ شہ
صورت پاک نبی دے اتوں بندہ کی گھول گھاواں
لکھ وارہاں گہیں جاواں ہے اک جھاتی پاواں
بدن مبارک پاک نبی تے مکتی مول نہ بہندی
سر دے اتے چھاؤں بدل دی نال ہمیشہ رہندی

حضرت فاضل الدین قادری کے مریدوں میں میان امام بخش قادری بھی ہوئے ہیں جن کا کلام بھی ملتا ہے اس کے علاوہ محدثات قادری کا نام بھی اس صفحہ میں شامل ہے۔ وہ بھی اکثر ہندی اشعار کہتے تھے۔
شیخ محمد ماجی قادری بھی حضرت ابو الفرج محمد فاضل الدین قادری کے مریدین میں سے تھے۔

آپ کے نام پر ہلال میں نصیر اور واہ مشہور ہے۔

وفات سنہ ۱۰۰۰ کے قریب ہے۔

شیخ عبدالرحمان المعروف پاک رحمان قادری نوشاہی

حضرت پاک رحمان مقام بھڑی ہراواں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام شیخ صالح محمد بن شیخ منصور تھا اور والدہ کا نام سلطان بیگم تھا سید شرافت نوشاہی صاحب نے اپنی کتاب شاہ عبدالرحمان پاک میں آپ کی تاریخ ولادت سنہ ۱۰۰۰ میں بیان کیا ہے بعد کبر بادشاہ مکی ہے۔

اس زمانہ میں حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش غلیظ حضرت سنی شاہ سلیمان نور قادری کا بہت شہرہ تھا ایک مرتبہ وہ سیرو سیاحت کرتے ہوئے بھڑی پہنچے۔ آپ کی عمر اس وقت چار سال تھی ان کے منظور ہوئے۔ والدین نے آپ کو ان کا مرید کر دیا آپ کچھ عرصہ حضرت نوشاہی علیہا کی خدمت میں رہے علوم باطنی میں مکمل پایا۔ ریاضات و مہابرات انجام دیئے۔ پیر و شغیر نے خلافت دے کر آپ کو بھڑی بھیجا دیا۔

آپ کے زمانہ سے کافی عرصہ پہلے یہ آبادی رنگن پور ڈلا کے نام سے موسوم تھی مگر زلزلوں سے تباہ ہو گئی تھی۔ مسمی ملک قوم ہر لطف اس کو آباد کیا۔ تو یہ بھڑی ہراواں سے معروف ہوئی۔ جب آپ کے یہاں آئے سے اس کی آبادی میں رونق آگئی تو یہ آپ کے نام پر بھڑی شاہ رحمان مشہور ہو گئی وروہ لاہور، آپ سماع ملتے تھے اور وجد کرتے تھے جو حافظ ہر نور و مفتی پر گنہ بچہ چٹا کر ناگوار گزرتا۔ اس نے ناظم لاہور اور تاحسی القضاۃ تاحسی عبدالرحمن مفتی اعظم لاہور کو شکایت لکھ بھیجی۔ نواب صاحب نے آپ کو لاہور طلب کیا تاکہ شرعی احتساب کیا جائے۔ آپ شیخ صالح محمد شاہ غریب اور میاں علی قول کی معیت میں لاہور پہنچے۔ پہلے حضرت داتا گنج بخش کے مرقہ منور پر حاضر دی پھر اپنے مرید مرزا احمد بیگ لاہوری کے ہمراہ شاہی مسجد لاہور میں تشریف لے گئے۔ جہاں اسی معاملہ پر اجتماع ہوا تھا آپ نے سماع اور وجد کے متعلق بہترین دلائل دینے اور وہ سب قائل ہو گئے اس موقع پر تاحسی القضاۃ لاہور نے آپ سے خلافت پائی پھر آپ کچھ عرصہ اندرون بھائی دواڑہ بازار چیکان میں ایک کمرہ میں مقیم رہے۔ آپ کی وہ چلہ گاہ اب تک موجود ہے۔ آپ پچھلے پرانے کپڑے پہنتے تھے۔ مگر جب لاہور تشریف لائے تھے تو مرزا احمد بیگ نے نئے کپڑے اور عمدہ جوتا خریدا جو آپ نے زیب تن فرمایا تھا۔ سیرو سیاحت آپ لاہور کے علاوہ پنجاب کے دوسرے علاقوں مثلاً سیالکوٹ پاک پٹن شریف ساہن پال وغیرہ میں تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء اور بزرگان سے ملاقاتیں کیں۔

آپ کے مرشد طریقت حضرت نوشہ گنج بخش نے آپ کو پاک کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ کے بے شمار مرید اور غلیظ بنے۔ جن میں سے سید شاہ عصمت علیہ حمزہ پہلوان نوشاہی حکیم عبدالحمید المعروف حکیم صاحب (نواسہ) میاں محمد بیگ اور صاحب (نواسہ) تاحسی عبدالرحمن مفتی اعظم لاہور وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

عادات و اطوار آپ پہن سے ہی راست گرا اور خدا پرست تھے۔ ریاضت نفس کے بڑے تاقی تھے اور اس کو نہات کا باعث خیال کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ انفس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ اس کو سرطوح کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچا کر اپنے زیر فرمان کرنا چاہیے چنانچہ صفات معنویات ان پر ایسی غالب تھی کہ کھانا پینا پسونا آپ کا موقوف ہو گیا سماع کا آپ کو بہت شوق تھا اور وجد کے وقت آپ کی ایسی حالت ہو جایا کرتی تھی کہ لوگوں کو آپ کے مرگ کا یقین ہو جایا کرتا تھا۔

اولاد آپ کے ہاں تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن میں سے ایک کی شادی حضرت ابراہیم صاحب المعروف عبدالرحیم سے ہوئی جو آپ کے رشتہ دار تھے۔ اس صاحبزادی کے انتقال کے بعد دوسری صاحبزادی کی شادی بھی آپ نے حضرت ابراہیم صاحب سے ہی کی جن سے تین صاحبزادے ۱۵ عبدالحمید ۱۶ حضرت جیو اسکا ۱۷ اور حضرت دودا محمد زمان پیدا ہوئے۔ حضرت عبدالرحیم کے صاحبزادے حضرت دودا محمد زمان حضرت نوشہ صاحب کے پوتے حضرت شاہ عصمت اللہ کی بیعت تھے۔ تعلیم کے لئے یہ لاہور تشریف لے گئے وہاں علوم غامبر کی تکمیل کی غیر شرعی لوگوں سے سنت متفقہ تھے آپ نے زبرد کثیر کے سرف سے اراضی خرید کر دربار حضرت شاہ رحمن کے نام لکوائی تاکہ دربار کا خرچ چل سکے۔ آپ شاہ رحمن ثانی نہایت محبت سے آپ نے سلسلہ قادریہ نوشاہیہ رحمانیہ کی شاخ ڈالی۔

وفات ۱ محرم ۱۱۱۳ مطابق ۱۱۱۳ء میں بعد از سنگ زیب شہنشاہ دہلی بھڑی شاہ رحمن میں ہوئی۔ جو ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے بھڑی شاہ رحمن حافظ آباد سے آٹھ میل دور منہاں شمال مشرق کو گجرانوالہ روڈ سے قریب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

مقبورہ آپ کا آج منہاں کی وفات سے ۱۲ برس بعد تعمیر ہوا۔ آپ کو مقبرہ کے اندر صندوق میں بند کر کے دفن کیا گیا۔ روضہ تک پہنچنے کے لئے تین سیڑھیوں سے گزنا پڑتا ہے۔ اب مرتدہ منور اور خانقاہ عکرمہ اوقات کی توقیت میں ہے۔

شیخ پیر محمد المشہور حضرت پیر محمد قادری نوشاہی

آپ گلگت قوم سے تعلق رکھتے تھے سلسلہ سیدان کے کیانی سلاطین سے بتا ہے والد بزرگوار کا نام ملک دارش خاں تھا جو علاقہ پوٹھوہار کے ایک گاؤں نزاری تحصیل گوجرانوالہ ضلع راولپنڈی

کے ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے شیخ پیر محمد کی ولادت بھی اسی گاؤں میں ہوئی۔ آپ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا جو ایک قومی جنگ میں شہید ہو گئے تھے چنانچہ والد گرامی کی شہادت کے بعد آپ کی پرورش کی ساری ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ کے پر ہوئی۔ سن بلوغت میں قدم رکھتے ہی آپ تلاش مرشد میں نکل کھڑے ہوئے اور سفر کی مصوبہ بنی جھیلے و زریا باد پینے اور وہاں سے دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں کالیکے میں یاد اہنی میں مصروف ہو گئے۔ والدہ ماجدہ آپ کو تلاش کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں اور وہیں جانے کے لئے کہا مگر آپ نے انکار کر دیا جس پر وہ بھی آپ کے ساتھ وہاں ہی مقیم ہو گئیں۔ چنانچہ مانی صاحبہ نے باقی عمر وہیں بسر کی اور وہاں ہی وفات پائی۔ والدہ کی وفات کے بعد آپ ساجی شریف حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور ان کے حلقہ ارادت میں ہو کر رہ گئے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کیا پھر شیخ کی اجازت سے نوشہرہ میں سکونت اختیار کی۔ یہ نوشہرہ گجرات شہر سے دس میل کے فاصلے پر مشرق کی جانب دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ آپ مدینۃ الاولیاء لاہور میں تشریف لائے تھے۔

وفات ۱۱۱۳ مطابق ۱۱۱۳ء میں بعد از شاہ بادشاہ دہلی ہوئی۔

مزار اقدس نوشہرہ میں واقع ہے جو گجرات شہر سے دس میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے کنارے آباد ہے۔

حافظ قاسم الدین برقدار قادری نوشاہی

حضرت شیخ پیر محمد پیر نوشہری کے اکابر غلیظوں میں سے تھے۔ سبزواری سادات سے ہیں۔ آپ کے بزرگ فارس سے لاہور آئے۔ وہاں سے ابو محمد آئے۔ پیدائش پاک تین میں ہوئی۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ حضرت بابا فرید حسینی کی بشارت سے آپ نے حضرت پیر محمد پیر نوشاہی کی خدمت میں جانے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ آپ نوشہرہ شریف پہنچے اور آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ لاہور میں تشریف لائے تھے۔

آپ کئی مرتبہ لاہور میں اپنے پیر بھائی شیخ شہیر قلندر کے پاس تشریف لاتے رہے اور

جب کبھی نوشہرہ شریف جاتے تو لاہور سے گذر کر ہی جایا کرتے۔

آپ کے مفصل حالات میں شرافت نوشاہی نے شریف التواریخ کی تیسری جلد کے دوسرے حصہ موسوم بہ لطایف الاخبار میں درج کئے ہیں۔

آپ کے بے شمار خلفاء تھے مشہور یہ تھے۔ (۱) شاہ عبدالغفور جالندھری۔ (۲) سید میکران گیلانی ساکن رکھیاہ شریف علاقہ پور مقو بار۔

تاریخ وفات تالیفیں ریخ افغانی ۱۱۵۰ھ مطابق یکم جولائی ۱۷۳۷ء بہمد محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوئی۔

مزار اقدس پاک تپن میں واقع ہے۔ آپ کا گنبد آپ کے خلیفہ اعظم شاہ عبدالغفور جالندھری نے تیار کروایا تھا۔

بلتے شاہ قادری شطاریؒ

آپ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں سلسلہ اہلادت اس طرح ہے۔ سید بلتے شاہ قادری مرید شاہ عنایت قادری مرید شاہ محمد رضا قادری۔ مرید شیخ محمد فاضل قادری لاہوری۔ مرید شیخ اراد قادری اکبر آبادی مرید شیخ محمد جلال مرید سید نور زین العابدین مرید شیخ عبدالغفور مرید شیخ وجیہ الدین گجراتی مرید شاہ محمد غوث گواہیاری۔ آبان وطن آپ کا اہلچ شریف تھا۔ اور حضرت سید مخدوم محمد غوث گیلانی اوچی علی کی اولاد سے ہیں۔ والد ماجد کا نام سخی شاہ محمد درویش ہے جو اوچ سے ماہیوال کی طرف آئے۔

لاہور میں آمد جب آپ لاہور تشریف لائے تو آپ نے شاہ عنایت قادری لاہوری سے ادنیٰ مسجد اندرون بھاٹی دروازہ میں بیعت کی جو ان کے خاندان کی تولیت میں تھی۔

بلتے شاہ کی ولادت بقول مسٹر اسپرون ۱۱۹۷ھ تحریر کی ہے۔ نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے اور اکثر آپ پر جذب و سکر کی کیفیت طاری رہا کرتی تھی۔ جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو ان کے والد ماجد نے کچھ گھر پر مجبور یوں کی بنا پر گاؤں چھوڑنے کا ارادہ کر لیا اور ماہیوال کے ایک گاؤں ملک دال آگئے۔ پھر وہاں سے پانڈو بھی چلے گئے اور انہوں نے یہاں آکر چوہدری پانڈو بھیٹی کی

درخواست پر گاؤں کی مسجد کی امامت اور درس کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اور بلتے شاہ کو قصور میں خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری کے پاس بھیج دیا۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آپ مسجد کوٹ قصور کے طلباء میں سے تھے خواجہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو عیب شاگرد ملے ہیں ایک بلتے شاہ جس نے علم حاصل کر کے سارنگی پکڑ لی اور دوسرے سید وارث شاہ جس نے علم ہو کر میرا بھائی کے گیت لکھنے اور گانے شروع کر دیئے۔ اس افراتفری اور انتشار کے زمانہ میں بابا بلتے شاہ نے قصور کو اپنا مرکز بنایا کیونکہ یہی وہ شہر ہے جہاں سے سکھوں کی دو مشینیں بھٹیگیں کی مثل اور کشتیوں کی مثل پیدا ہوئیں۔

شاعری ۱۔ آپ نہاب کے مشہور صوفی بزرگ اور شیریں نوا شاعر تھے۔ آپ نے پنجابی زبان کی کافیوں میں معرفت کے وہ دریا بہائے ہیں کہ ان کا نام خدا ریدہ بزرگوں اور مجذوبوں میں دیا جاتا ہے پاکستان بھر میں ان کی کافیاں زبان زد عام و خاص ہیں جب بلتے شاہ نے شاعری شروع کی تو آپ کے مرشد کو اس کا علم ہو گیا چنانچہ وہ خطا ہوئے مگر یہ آپ کے اشتہار سے تو ان کو اطمینان ہو گیا۔ آپ کے کلام میں اشعار صوفی صمدی کی افراتفری اور جنگ و جدل کے اثرات موجود ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مغلیہ خاندان کی ثقافتی قدریں تہ و بالا ہو چکی تھیں۔ مسلمانوں میں وحدت ملی کا جذبہ مفقود تھا۔ معاشرہ ہر قسم کی اجتماعی اور اخلاقی گراؤ میں مبتلا تھا کشتیوں کی مثل کا بانی بچہ گنگہ موضع کابنہ ضلع لاہور کا رہنے والا تھا۔ یہ قصیدہ قصور کے قریب واقع ہے۔ قصور اور اس کے مشائخ میں اس مثل کے خالصوں نے کیا کیا ظلم و ستم ڈھائے ہوں گے اور ان تباہ کاریوں سے بچتے شاہ نے کیا تاثر لیا ہو گا آپ کی شاعری سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے کلام میں بڑی سادگی ہے آپ کا کلام پنجاب کی روح کی آواز ہے۔ ذات الہی سے آپ کو عشق تھا اور اس عشق سے سرشار ہو کر آپ نے اپنے کلام میں خدا سے باتیں کی ہیں۔ آپ کا کلام ادبی اور معنوی خوبیوں سے مالا مال ہے اشعار میں سچے عہد کی ایمانیت اور منہاس کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔

یہاں محمد صاحب معنیف سیف الملوک آپ کے متعلق یوں لکھتے ہیں۔

بلتے شاہ دی کافی سن کے نزدیک کلفب اندر دا

وحدت دے دریا دے اندر ادوی تر دا

جس طرح ہر کوئی کہتا ہے۔ اسی طرح تصویر کو جیسے شاہ کی نگری کہا جاتا ہے۔

نمونہ کلام

در کمال شہر عذاب دا ہر سال ہو یا پنجاب دا
وہج مادہ دوزخ مارا سائوں آمل یار پیار یا

ہوٹ اکھاں تے کچھ بچھا اے سپج اکھاں بھانہڑ مچا اے
جی دوہاں گلاں تو چھپا اے پنج پنج کے جیہا کہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

ملاں مینوں سبق پڑھایا انہوں اگے کچھ سمجھ نہ آیا
او تے بے ہی بے پکار دا اے
ملاں مینوں مار دا اے

پڑھ پڑھ نفس نماز گذاریں اسپیاں بانگیاں چانگیاں لاریں
منبر چڑھ کے وعظ پکاریں تینوں کمیتا سس خوار
مردوں بس کریں او یار
مردوں بس کریں او یار

حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی ندس ہترہ
ساہن پال شریف، ضلع گجرات

آپ شمس المقرین، سراج السالکین، زبدۃ الاقطیا، خاتم الاولیاء، بدرِ طریقت، ضیائے حقیقت
صاحب علم و علم و ذوق و شوق تھے۔

آپ کا نام محمد حیات، لقب ربانی تھا۔ آپ شہباز پنجم پیدائش حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ

فقیر اعظم نوشاہی کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔ اپنے تمام برادران ہم
جہی میں علم و فضل اور معرفت میں لائق اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ آپ نے علوم
ظاہری کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ قرآن مجید حفظ کیا، تفسیر حدیث، فقہ تصوف اور طب
میں کمال حاصل کیا۔ سلوک قادریہ پورا کر کے والد ماجد سے خلافت حاصل کی۔ نیز اپنے عم بزرگ
حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پیلوان نوشاہی سے خرقہ تبرک پایا۔ فن کثابت نسخ اور تعلیق
میں بھی آپ کو خاص مہارت تھی۔ آپ نے دور و دور تک سیاحت کی۔

آپ ایک مرتبہ شاہجہان آباد میں تشریف لے گئے۔ راستہ میں چند عرصہ لاہور شہر سے اٹھ
اپنے ہم مدی بجائی سید صبیحۃ اللہ نوشاہی لاہوری کے ہاں مقام رکھا۔ شاہجہان آباد کے بزرگوں
اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور وہاں کے لوگوں کو فیض نوشاہی سے متفیض فرمایا۔ خواجہ مولانا
فخر الدین فخر جہان شتی نظامی سے بھی ملاقات کی۔

آپ نہایت فیاض غریب پرور مسکین نواز تھے۔ آپ کا دروازہ ارباب حاجت کے لئے ہر
وقت کھلا رہتا۔ ایک مرتبہ موضع اگر دیہ کا ایک آدمی قتل کے جرم میں ماخوذ ہوا۔ چونکہ اس کے
عیال و اطفال خود سال تھے آپ نے ازراہ غریب نوازی ایک ہزار روپیہ اس کا خون بہا
ادا کر کے اس کا جرم اس کے وارثوں سے بخشوا لیا۔

آپ اجابت دعا اور کشف و کرامت میں منصب عالی رکھتے تھے۔ مشائخ معاصرین نے
آپ کے سکندر لایت کو تسلیم کیا ہوا تھا۔ اپنے والد ماجد کے بعد مدرسہ نوشاہیہ کے مدرس اعلیٰ
آپ ہی تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم سے اکثر مخلوق کو نوازا۔ آپ کے زمانہ سجادگی و خلافت
میں سلسلہ ایک ہزار ایک سو ستر ہجری میں حضرت نوشاہ عالیہاہ کامواہ شریف دوسری جگہ
منتقل ہوا۔

آپ کے حالات کتاب اذکار نوشاہیہ معترفہ شرافت نوشاہی میں سے لئے گئے ہیں۔
اگر آپ کے مفصل حالات مطلوب ہوں تو کتاب شریف التواذیح کے جلد دوم موسوم بہ طبقات الشیخ
میں ملاحظہ کریں۔ جو سید شرافت کی مشہور تصنیف ہے۔

آپ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

- ۱۔ تذکرہ نوشاہی سال تصنیف ۱۲۵۴ھ۔ حضرت نوشاہ صاحب اور ان کے خلفاء کا تذکرہ۔
- ۲۔ مجمع اللطائف۔ رموز و نکات قصوف بطور سوال و جواب۔
- ۳۔ شرح اسماء ربیعین۔ خدا تعالیٰ کے چالیس ناموں کی شرح۔
- ۴۔ رسالہ سماع۔ حدیث و فقہ کی روش سے سماع کا جواز۔
- ۵۔ ترویج القلوب۔ آپ کی مختلف تحریرات کو سید شرافت نوشاہی نے مرتب کیا ہے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔

۱۔ سید حافظ نور اللہ متوفی ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۳ھ

۲۔ سید ضیاء اللہ رسول بکری متوفی ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۹ھ

۳۔ سید مراد اللہ

۴۔ سید عبداللہ

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

(۱) شیخ عبدالرحمن دہلوی

(۲) چوہدری برنوردار بن جمال خاں تارڑ ساکن اگر دیہ ضلع گجرات۔

(۳) چوہدری محمد باقر بن محمد امین تارڑ ساکن اگر دیہ ضلع گجرات۔

(۴) چوہدری اختیار خاں بن گل محمد تارڑ ساکن اگر دیہ ضلع گجرات۔

حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات توبانی نوشاہی کی وفات ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۸ھ

میں بعد عالمگیر ثانی ولد جہاندار شاہ ہوئی۔ مزار ساہن پال شریف ضلع گجرات گوردستان نوشاہیہ

میں ہے۔

وارث شاہ قادری

ولادت سید صاحب کی جہاندار شیر خاں ضلع شیخوپورہ میں ہوئی جب ذرا بڑے ہوئے تو

برائے تعلیم آپ قصور چلے گئے اور وہاں مولانا غلام محی الدین جامع مسجد کوٹ قصور سے

فیض حاصل کیا۔ پھر آپ حضرت مولانا خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری کے شاگردوں میں شامل ہو گئے

حضرت بیٹے شاہ قادری بھی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے۔ یہاں سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر کے پاک تین چلے گئے۔ اور حضرت باوا فرید گنج شکر کی بارگاہ سے باطنی فیوض و برکات حاصل کئے۔ اس کے بعد مختلف شہروں کی شہر فوری کرتے اور لاہور سے ہوتے ہوئے آپ جہاندار شیر خاں چلے گئے۔ اور وہاں سے تارک الدنیا ہو گئے۔ آپ احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے وقت حیات تھے۔

وفات ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۸ھ میں مقام جہاندار شیر خاں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے

مؤلف کتاب ۱۲۵۴ھ میں آپ کے سالاد عرس پر گیا۔ آپ کی قبر ایک چار پانچ فٹ اونچے

احاطہ میں گاؤں کے باہر واقع ہے۔ اس چوکشی میں آپ کی قبر کے علاوہ آپ کے والد گل شیر شاہ

اور بھائی قاسم شاہ کی قبور ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کے بھائی کی اولاد سے اب نیکر شاہ

ولد ولایت شاہ ولد گل شاہ ولد حسن شاہ ہیں جن سے ملاقات ہوتی تھی۔

شاہ ولی اللہ قادری شطاری

شاہ ولی اللہ صاحب کے ابتدائی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ غالباً آپ دہلی کے رہنے

والے تھے۔ جب لاہور آئے تو اپنے بزرگان سے ملاقات کر کے واپس اپنے وطن چلے گئے تھے

جہاں مستقل اقامت گزینی تھی۔

دروود لاہور، آنجناب لاہور میں خواجہ محمد سعید قادری شطاری (مدفون بنک اسکوائر نیلی گنبد لاہور)

کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہے۔ حاجی محمد سعید کے حالات میری تالیف "لاہور میں اولیائے

نقشبند کی سرگرمیاں" میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان کی وفات لاہور میں ۱۲۵۴ھ میں ہوئی تھی۔

حضرت شاہ مراد قادری نوشاہی

دراپنچ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ موضع چوہانہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔

بیعت: آپ نے شیخ پیر محمد سچیانہ خلیفہ حضرت نوشاہ گنج بخش سے سلسلہ قادریہ میں بیعت

کی اور مرشد کے حکم سے شریعت شریف لائے۔ لاہور میں اکثر دبیر تھے رہے۔ اپنے عہد کے مشائخ اور صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ تاہم زلیف شریعت میں مخلوق خدا کی ہدایت اور نشرو اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔

مزار پرنڈار شریعت شریف میں ہے۔ وصال ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۶۲ء میں ہوا۔ عیسوی ۱۷۵۱

سید غلام قادر قادری فاضل

آپ کی ولادت بنالہ شریف میں ہوئی۔ والد کرم کا نام سید ابو الفرج محمد فاضل الدین تھا آپ ان کے فرزند اکبر تھے۔ مدرسہ قادریہ فاضلیہ بنالہ شریف سے اکتاب علم کیا۔ اور اپنے والد گرامی سے بیعت کی۔ والد کی وفات کے بعد سجادہ نقشبندی مقرر ہوئے۔ گورنر لاہور آپ کا ارادت مند تھا اور آپ اکثر ان کے پاس لاہور تشریف لاتے تھے۔

آپ نے "رمز العشق" ایک کتاب تصنیف کی جو کہ تصوف سے متعلق ہے۔ علم و عمل۔ زہد و تقویٰ۔ ریاضت و محابرات اور حال و حال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ لقب آپ کا اہل اللہ تھا تصوف پر ایک کتاب صفاء المرآت بھی ہے۔ ثنوی رمز العشق معصوم میرد اور بلور نسبتی محمد جان نے تحریر کی ہے۔ جو کتابت کا پیشہ کرتے تھے۔

نمونہ کلام:

دین دُنی کا پُشت پناہ	والی میرا فاضل شاہ
قلب حقیقت شمس یقین	نائب سید حمیدی الدین
عارف کامل دل آگاہ	فور مستد سترالہ
اول آئینہ ظاہر باطن	ہاتھ ہمارے اس کا دامن
ناہیں اُس بن میرا کوئی	اس کا ہوں میں اُس کا چیرا
اپنے شہ کالے کر نام	کیا رمز العشق تمام

وفات: وفات آپ کی ہر ربیع الثانی ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۶۲ء میں ہوئی اور اپنے آبائی

قبرستان بنالہ شریف میں دفن ہوئے۔
مزار اقدس: مزار اقدس بنالہ شریف ضلع گورداسپور بھارت میں ہے۔

بابا شیخ لاہوری

ولادت ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۳۲ء ہے۔ آپ حضرت قطب الدین مودود چشتی بن خواجہ ابو سعید چشتی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد حضرت نصر محمد لاہوری میں قیام فرما تھے اور حضرت میاں مہر قادری لاہوری کے خدام میں شامل تھے۔ آپ حضرت میاں میر قادری کی دعا و برکت سے تولد ہوئے۔ کیونکہ بڑھاپے تک آپ کے والد کرم کے گھر اولاد پیدا نہ ہوئی تھی۔ حضرت میاں میر نے آپ کا نام شیخ احمد رکھا۔ جو بعد میں بابا شیخ لاہوری کے نام سے مشہور ہوا۔ پانچ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید پڑھا۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔ پھر سب سے چلے گئے۔ پیر مہر محمد بخت مرشد تعلیم پکاڑو کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ اور خلافت محل کی۔ بعد ازاں آپ واپس اپنے وطن جھنگ صدر آ گئے۔ اور وہاں اپنا ذریعہ قیام کر لیا۔ بے شمار کرامات آپ سے وقوع میں آئیں۔ آپ نے تمام عمر شاوی نہیں کی۔ "مذکرہ ادیانے جھنگ" میں آپ کے مزید حالات ملاحظہ فرمائیں۔

وفات: وفات ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۶۲ء ہے۔ مزار اقدس جھنگ صدر میں ہے۔ جس جگہ آپ کی رہائش تھی وہاں ہی دفن بنا۔ قیام پاکستان کے بعد پانی پت کے ایک صاحب مفتی عبدالرحیم نے یہ جگہ حاصل کر لی اور یہاں ایک مسجد تعمیر کروائی۔ اور بابا صاحب کا مزار مسجد کے صحن میں شامل کر لیا۔ جب مفتی صاحب فوت ہوئے تو ان کو بھی بابا صاحب کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔

سید میر شاہر شاہ قادری

آپ حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم ذریعہ اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ پھر پشاور۔ افغانستان اور پنجاب کے علمائے کرام سے بھی علوم متداولہ میں رند حاصل کی۔ بیعت حضرت شاہ محمد غوث سے کی۔ پھر آپ نے جہلم سے ۲۵ میل اندر

کی طرف تحصیل پڑھادون خاں میں گرجاک پہاڑ میں جا کر اشاعت اسلام کا کام شروع کیا۔ یہاں ہی شادی کی۔ آپ نہایت عارف کابل بزرگ تھے۔
وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

شاہ عبدالغفور قادری نوشاہیؒ

آپ سلسلہ نوشاہیہ کے بہت بڑے بزرگ تھے اور جاندہر میں نشر و اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔

آپ اپنے طالبوں کو پہلے قصیدہ غوثیہ کا چمکراتے تھے۔

وفات ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں بھام جاندہر ہوئی۔ جیسا کہ سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے تیسرے حصہ موسوم بہ معارف الاولیاء میں ہے۔
مزار شریف جاندہر میں ہے۔ بمبئی و افغانداں میں ہے۔

میر محمد زکریا قادریؒ

نام محمد زکریا ولد میر محمد چارٹیؒ حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی نسل پاک سے تھے۔ آپ کے والد گرامی مولانا میر محمد سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں لاہور میں خاص منصبدار تھے۔ بعد ازاں ابھی آپ خود سال ہی تھے کہ آپ کے والد مولانا میر محمد سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے محل میں عین عید کے دن شہید کر دیئے گئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت نواب عبدالصمد خاں لاہوری کے ذمہ ہوئی۔ تکمیل علوم لاہور کے علماء و فضلاء سے کی۔ بعد تکمیل علوم منصبدار ہوئے۔ اُمرا میں سے ہونے کے باوجود شریعت کے اتباع کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ملتان گئے تو وہاں اپنے فراش لڑکے خاں کو دیکھا جو پہلے فاسق و فاجر تھا۔ مگر اب نہایت دیندار بنا ہوا تھا۔ اس کے کہنے پر لاہور میں مولانا میر محمد زکریا لاہوری کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کی۔

بعد ازاں لاہور سے ترک سکونت کر کے دہلی چلے گئے۔ اور جامع مسجد کے قریب اقامت گزریں۔
ہوئے۔ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء وصال فرمایا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کی مسجد

کے عقب میں احاطہ سنگین میں دفن ہوئے۔ مزار کے طاق پر سنگ مرمر پر نام کندہ ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ مشائخ کرام دہلی حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی۔ حضرت شاہ غلام سادات صابری۔ شاہ عبدالعظیم نقشبندی۔ حضرت مولانا فخر جہاں پشٹی۔ حضرت خلیفہ عبدالرحمن نقشبندی۔ آپ کی بہت عزت و تکریم کرتے تھے۔

وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء ہے۔

مزار اقدس دہلی میں ہے۔

سید عبدالقادر قادریؒ

ولادت ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۶ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سولہ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد محترم سید محمد ابراہیم بارگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین سید محمد یحییٰ کے خدام میں شامل تھے سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظر و ختم کیا۔ اور دس سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔

ورود لاہور؛ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بارگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین سید محمد یحییٰ سے ہندو میں دینداروں کی کراہی تہنیتی و مسند ہندوستان میں رواد کریں۔ اور خود بھی تشریف لائیں چنانچہ اس درخواست پر آپ کے ساتھ دس بزرگان دین پر مشتمل ایک تائفہ براہ راست لاہور دہلی پہنچا۔ ان بزرگان میں سید عبدالقادر بیلائی قادری بھی شامل تھے۔ چھ ماہ کے بعد جب یہ وفد واپس گیا تو چونکہ آپ کو ہندوستان بہت پسند آیا تھا۔ اس نے آپ پر ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں سندھ پہنچنے۔ سندھ میں مہر محمد بقا قادری سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ سندھ سے آپ صوبہ سرحد چلے گئے۔ اور کچھ عرصہ وہاں قیام کر کے ہندو شریف واپس چلے گئے۔ اور پھر وہاں سے حج کرنے چلے گئے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد آپ ہندو چلے آئے۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ پھر ہندو سے کابل پہنچے تو وہاں احمد شاہ ابدالی نے آپ کا استقبال کیا۔ اور وہاں سے جھنگ کے ایک قصبہ پیر کوٹ سرانہ چلے آئے یہ قصبہ آپ نے ہی آباد کیا تھا۔ آپ نے تین شاویاں کیں۔ پہلا نکاح گوجرانوالہ کے ایک مغل گھرانے کی خاتون سے کیا جس سے سید شاہ اور مرزا پیر تولد ہوئے۔ دوسری شادی سادات بنو ہاشم کی ایک

خاتون سے کی جس کے بطن سے حامد شاہ اور غلام مصطفیٰ شاہ دو فرزند پیدا ہوئے۔ تیسری شادی مید حسن شاہ گیلانی کی دختر سے کی۔ جس کے بطن سے چھ صاحبزادے پیدا ہوئے۔ آپ کا بڑا بیٹا کا سید گیلانی آپ کے وصال کے بعد سپاہ و فوج بنایا۔ اب صاحبزادہ سید آفتاب احمد شاہ گیلانی سپاہ و فوج بنائے۔ تمام جائیداد اب محکمہ اوقاف کے قبضہ میں ہے۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ مرحوم انہیں کی اولاد سے تھے۔ وفات ۱۹۱۱ء مطابق ۱۳۳۰ھ میں ہوئی۔ مزار اقدس پیر کوٹ سرانہ میں ہے۔ مزید حالات کے لئے "تذکرہ اویس جہنگ" دیکھیں۔

سید غلام غوث قادری فاضلی

ولادت بنالہ شریف میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام سید غلام قادر قادری بناوی ہے۔ اور بیعت اپنے والد محرم سے تھے۔ نہایت حسین و جمیل اور ذریعہ و ذراک تھے۔ بیس سال کی عمر میں والد کی وفات پر زینب سجادہ ہوئے۔ اس حساب سے آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۸۷ھ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ سکھ گروؤں میں آپ بنالہ سے ہجرت کر کے وزیر آباد چلے گئے۔ اس وقت آپ کے فرزند سید محمد شاہ قادری بھی وہاں ہی تھے۔ وہاں ہی وفات ہوئی۔ جنازہ آپ کا کلا فور ضلع گورداسپور میں لایا گیا اور وہاں حضرت شیخ محمد افضل قادری کلا نوری کی خانقاہ میں آپ کے مرقہ منور کے پاس سپرد خاک کر دیا گیا۔ بقول حضرات فاضلیہ قادریہ آپ لاہور ہی تشریف لائے تھے۔ عمر آپ کی بیالیس سال کی ہوئی۔ اور وفات ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۳۱۷ء میں بنگام وزیر آباد ہوئی اور لاش کلا فور ضلع گورداسپور میں لا کر دفن کی گئی۔

صفدر علی شاہ قادری

حضرت پیر سید صفدر علی شاہ گیلانی الحنفی السنی سلسلہ نسب کے اعتبار سے حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی کے تارکین فہر پر ہیں۔

تبلیغِ حق و اشاعتِ دین برحق کے سلسلہ میں ایران، بنگالہ، سندھ اور افغانستان میں ہزاروں افراد کو کلمہ تو حید پڑھا کر حلقہ بگوش اسلام کیا۔ پھر براستہ درہ خیبر سرحدوں میں مدی کے اواخر میں پشاور

پہنچے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا بے پناہ شوق تھا اور یہی وہ جذبہ تھا جو آپ کو جیلان سے نکھٹو لایا تھا۔ پشاور سے آپ براستہ لاہور ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ لکھنؤ، الہ آباد، کانپور، رام پور، گڑھی قیام کیا، پھر لکھنؤ میں اپنے فرزند اقل پیر حیدر علی شاہ کو اپنا جانشین مقرر کر کے پشاور چلے گئے۔ وہاں سے پھر کابل، قندھار اور بخارا کے کئی سفر کئے۔ اور اس کے بعد پشاور کو اپنا مستقل مقدر بنالیا۔

بے حد عبادت گزار اور معصوم ریاضت میں پابند تھے۔ صائم، انتہار اور زہد و آقا میں بیستائے روز گزار تھے۔ ایشان و مہر کے پیکر اور راضی برضا تھے۔ آپ کو وحیات کی تعلیمات کے اجراء کا بہت زیادہ شوق تھا۔ آپ نے ایک گھر بیوہ قسم کا مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ جس میں ایران تک سے طالبان علم و عرفان اکتساب فیوض و برکات کے لئے آتے۔ اور گوہر مراد سے دامن بھر کر لے جاتے۔ کرامات اور خوارق آپ سے بے شمار لاہور میں آئے۔

آپ کی اولاد کے حضرات افراد لکھنؤ، الہ آباد، رام پور، کانپور، لاہور، سرگودھا، ضلع راجسوال، دیپال پور، رائے سہ، مکھنڈ شریف اور پشاور میں اقامت گزیرے ہیں۔ آپ کے پوتے پیر سید قاسم علی شاہ گیلانی المشہور حاجی پیر کا مزار مکھنڈ شریف ضلع کبیل پور میں ہے۔ آپ کے بڑے پوتے پیر سید محمد تقی کا مزار زکیہ اعلیٰ والا لاہور میں واقع ہے۔ یہ بیکہ عقبہ انارکلی آبکاری روڈ متصل چیمہ اخبار واقع ہے۔

مرقہ منور پشاور میں ہے۔ وفات اواخر اٹھارہویں صدی میں ہوئی۔

خواجہ حسین قادری

آپ تعلق الاقطاب شیخ کمال قادری کے فرزند تھے۔ ۱۲۸۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ظاہری علوم و فنون کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔ پھر سیر و سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مختلف مقامات سے بے شمار بزرگان سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کے عہد حیات میں کلا فور اور منڈاوات پر بے شکہ کنہیا نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس سے پہلے حنا سنگھ رام گمھیا کلا فور پر حکمران تھا جسے سنگھ نے حنا سنگھ کو شکست دے کر تلج پار دھکیل دیا۔ اس شخص نے اس علاقہ کے مسلمانوں کو اس قدر تکلیف دیں کہ حد سے باہر ہیں بلکہ

مسلمانوں کو نماز اور اذان کی ادائیگی سے منع کر دیا۔ تو ان ایام میں خواجہ حسین نے اس کے خلاف آواز بلند کی جس کی پاداش میں آپ پر بہت سختی کی گئی مگر آپ کے پائے استقلال کو لغزش نہ آئی۔

انہیں ایام میں خواجہ حسین اور آپ کے فرزند ارجمند خواجہ احمد لاہور آئے رہے یہاں انہوں نے حضرت شیخ عبداللہ بلوچ قلوری سے شرف بیعت حاصل کیا آپ کا لاہور آنے کا راستہ بابکوال نزد شاہ کی طرف سے تھا۔ جہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ایک عظیم خانقاہ دورگاہ موجود تھی۔ آپ نے حضرت شاہ سردار قلوری حضرت صاحب خاں خورد قادری شیخ جان محمد قادری بابکوال سے تعلقات رکھے تھے جس طرح یہ اصحاب سکھوں کے خلاف اسلامی تنظیم کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اس طرح آپ بھی دین اسلام کی ترقی میں ساری عمر کوشاں رہے۔

۱۶۶۲ء میں جب احمد شاہ ابدالی نے کلاں کو اپنا مستقل سید گوار بنایا اور سکھوں کے خلاف کارروائی کی تو آپ نے بھی اس بادشاہ کی مدد کی۔ بلکہ بلاقی چک میں جو ہزار سکھوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس معرکہ میں آپ بھی شریک تھے۔

۱۶۶۳ء میں جب لاہور سے نواب حسین الملک المعروف میر منو دورے پر نکلا گیا تو اس نے سنا کہ سکھوں نے علاقہ ریاض کی اور باگھر (وٹوالہ باگھر) میں بڑی تباہی مچائی ہوئی ہے۔ تو اس نے فوراً جمیل الدین خاں اور اس کے بخشی غازی بیگ خاں کو سکھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے مقرر کیا جنہوں نے ان دہیزوں کا کلاں تک متبادل کیا اور تباہ کیا۔ گیارہ سال کا سن وال سے کلاں تک ان کا قتل قے کر دیا۔

جہاں کے علاوہ آپ نے ریاضت و عبادت میں بھی اعلیٰ مقام حاصل کر لیا تھا۔ عام طور پر نماز آپ جامع مسجد میاں کوٹ میں ادا کیا کرتے تھے اور عبادت و ریاضت کے لئے آپ نے خانقاہ حضرت حاجی حسین میں مقبرہ حضرت صاحب کے مغرب میں ایک حجرہ مخصوص کر رکھا تھا جس کے پاس کے کمرے میں کسی زمانہ میں لنگر کا انتظام تھا۔ چونکہ یہ جگہ نہایت سکون اور تنہائی کی تھی اس لئے آپ اکثر عبادت کے لئے یہاں ہی رہا کرتے تھے۔

وفات حضرت آیات اللہ میں ہوئی۔

مرقد منور اپنے خاندان کے قبرستان میاں کوٹ میں تالاب کے کنارے واقع ہے۔

سید شاہ میرت دری

آپ حضرت شاہ محمد غوث ت دری لاہوری کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی کے زیرِ اہتمام ہوئی۔ لاہور کے مختلف علوم سے علوم متداولہ کی تکمیل کی کچھ عرصہ یہاں درس بھی دیا اور پھر اپنے والد گرامی کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور صاحبِ مہمان ہوئے۔

زبان بعد اپنے بڑے بھائی سید محمد فائد کے پاس کشمیر چلے گئے اور کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے منظر آباد آ گئے اور یہاں مستقل قیام فرمایا اور لنگر جاری کیا۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔

۱۔ سید میر حسین شاہ

۲۔ سید محمد علی شاہ

۳۔ سید میر ملک شاہ

۴۔ سید میر سلطان شاہ

۵۔ سید چار شاہ

وفات وہاں ہی پائی اور دفن ہوئے۔

”تذکرہ مشائخ ت دریہ حسینیہ“ مصنفہ سید محمد امیر شاہ گیلانی پٹ دری میں آپ کے مزید حالات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

پیر بہاؤن شاہ قادریؒ

اسم گرامی آپ کا سید عبدالکریم تھا لیکن پیر بہاؤن شاہ کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ سادت عظام بارہ خوانی سے تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سید شاہ بلاق قادری جن کا مزار شریف میوہ پتال لاہور کے اندر واقع ہے کے مرید و متبع تھے۔ سلسلہ بیعت اس طرح ہے۔

بہاؤن شاہ مرید شاہ بلاق قادری مرید عبدالرشید قادری لاہوری مرید شیخ محمد مشہور بہ علا شاہ بدخشان مرید حضرت میاں میر بالا پیر قادری لاہوری مرید حضرت شاہ غفر میونسائی مرید سید احمد مرید شیخ عابد کبیر مرید شاہ ابوالقاسم مرید شیخ موسیٰ حلوی شاہ ابوبکر مرید شاہ داؤد۔ مرید شاہ سلیمان۔ مرید شیخ زید مرید شیخ قرشی مرید تعلقا لافاق سید عبدالرزاق مرید و فرزند حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی بغدادی اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد آپ مسترد شد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے پہلے مرگ گئے وہو میں مقیم ہوئے جب جذب و استغراق کی کیفیت آپ پر جاری ہوئی تو شیخ پورہ میں جا کر بارہ سال تک یا دالہی میں مصروف رہے۔ پھر وہاں سے موضع میر پور میں تشریف لا کر دامن کوہ میں سکونت اختیار کی لکھنؤم کے بہت سے لوگوں نے آپ سے ہدایت پائی۔

وفات آپ کی ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔

مزار پرنور میر پور چوڑو میں ہے۔

شس الدین قادری گیلانیؒ

آپ سید عبدالرسول بن سید غلام مصطفیٰ بن سید حاجی ہاشم ہیں۔ اپنے زمانہ کے بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ سادات گیلانیہ اویچ شریف سے تعلق رکھتے تھے جو کہ سید محمد غوث قادری گیلانی اویچ علی تک منتہی ہوتا ہے خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا اور مخلوق خدا کو راہ حق دکھانا ان کا مشغلہ تھا۔

لاہور اکثر و بیشتر تشریف لاتے رہے ہیں۔

بزرگانِ تکیہ اعلیٰ والا۔ لاہور کی اولاد سے ہیں۔

وفات ۱۲۸۰ھ کے لگ بھگ ہوئی۔

مزار اقدس مقام ضلع ڈالہ میں ہے۔

رفیع الدین مراد آبادی قادریؒ

شیخ مرفوث لاہوری کے مرید تھے اور مدینۃ الاولیاء لاہور میں کچھ مدت مقیم رہے تھے اور یہیں انہوں نے اپنے پیر و مرشد سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ طلب حق کے لئے بند و تان کے کٹر شہروں کی سیاحت کی تھی۔ نہایت باخدا بزرگ تھے۔ بعد ازاں اپنے وطن مالوت واپس جا کر سلسلہ قادریہ کی تبلیغ میں ساری عمر گزار دی۔

وفات ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں ہوئی۔

مزار مراد آباد میں ہے۔

سید محمد شاہ قادری فاضلیؒ

آپ حضرت سید غلام غوث قادری بٹالوی کے فرزند تھے۔ ہجرت کے دوران اپنے والد ماجد کے ساتھ وزیر آباد میں تھے جہاں سے آپ واپس جلا آئے اور سہارہ ہاشم بنے۔ آپ اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے اور انہیں سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ مدینۃ الاولیاء میں حضرت شیخ طاہر ہندگی قادری کے مقبرہ عالیہ پر حاضری دیتے رہے۔

وفات آپ کی ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں مقام بٹالہ شریف ہوئی اور وہاں ہی اپنے آبائی قبرستان (خانقاہ) میں دفن ہوئے۔ یہ بہار اہر رنجیت سنگھ کا عہد حکومت تھا۔

مزار اقدس بٹالہ شریف ضلع گورداسپور انڈیا میں ہے۔

شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادریؒ

آپ نے خرد خلافت حضرت شیخ عبدالکریم بہاؤن شاہ لاہوری المتوفی ۱۲۹۵ھ سے پایا اور مقتدر لکھنؤ بنے۔ لشکر و جذب آپ کی طبیعت پر اس قدر غالب تھا کہ برس برس تک بے خبر بیٹھے رہتے۔ میرا عقول کلمات و خواہی آپ سے ظاہر ہوتے۔ ایک دفعہ آپ کے گاؤں سے کچھ جانور

ہجری ہو گئے۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے چودوں کو پیغام بھیجا کہ ہمارے موبشی واپس کر دو۔ انہوں نے اس کی طرہت مطلقاً توہ نہ دی چنانچہ آپ کی بددعا سے وہ گاؤں تمام وکالی جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ وفات آپ کی ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۱۱ء میں ہوئی۔ آپ کے خلفہ میں شیخ رسول شاہ بہت بزرگ تھے جن کا انتقال ۱۲۳۸ھ میں ہوا تھا۔

حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ فرشتہ صفات نوشاہی قدس سرہ سابق پال شریف۔ ضلع گجرات

آپ عاشق ذات خدا۔ محبوب حضرت کبریٰ۔ عمدة العلماء۔ زبدة الفضلاء۔ غوث جہان۔ قطب زمان۔ صاحب زہد و تقویٰ و دروغ و خوارق و کرامات تھے۔

آپ کا نام نور اللہ شاہ۔ القاب فرشتہ صفات۔ قاضی القضاۃ تھے۔ آپ مخزن ابرہات حضرت مولانا سید حافظ محمد سیات ربانی نوشاہی کے فرزند اکبر اور مرید و مخلص اعظم و سجادہ نشین تھے۔ ولایت و نہایت و علم سرور و رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت انیسویں جمادی الآخر ۱۱۳۴ھ مطابق ۱۷۲۲ء میں بمعد محمد شاہ بادشاہ بنام سابق پال شریف ہوئی۔

آپ نے تحصیل علوم ظاہری اپنے والد بزرگوار اور دوسرے اساتذہ سے کی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ معقول و منقول از بر کیا۔ تفسیر و حدیث و فقہ میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ واعظ و مقرر خوش بیان تھے۔ بوقت وعظ حاضرین کو رقت قلب اور وجد ہوا کرتا تھا۔ آپ کا علوم شرعیہ میں بے مثل ہونا اس بات سے بخوبی ظاہر ہے کہ چوبہدی غلام محمد ولد پیر محمد چیمہ متوفی ۱۲۰۲ھ مطابق ۱۷۸۸ء کیس اعظم منجر چلے ضلع گوجرانوالہ نے جو زمانہ طوالت الملکوی میں حدود طمان تک خود مختار حاکم تھا اپنے علاقہ کے ستر علماء میں سے آپ کو منتخب کر کے قاضی القضاۃ کا منصب دیا تھا۔ آپ نے اپنا دارالافتاء رسول نگر کو مقرر کر رکھا تھا۔

آپ نے بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار سے کی اور مقامات سلوک طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت حاصل کی۔ نیز اپنے عم بزرگ حضرت سید ابو سعید مر تاضی سے خرقہ تبرک حاصل کیا۔ آپ مراتب تعہد میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ کشف قبور کشف قلوب کشف ملکوت کچویدہ القم حال تھا۔

آپ لاہور میں کئی دفعہ تشریف لے گئے۔ فقیر سید عزیز الدین رضا لاہوری کے ساتھ آپ کی مراسلت رہتی تھی۔ خاندان فقیر صاحبین آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

آپ کے تفرقات عجیب و غریب تھے۔ کرامت کا ظہور آپ کی نظر تھلی اثر کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ ایک مرتبہ اپنے صاحبزادہ سید حافظ الہی بخش کو حکایت کا دیدار کرایا۔ آپ قوی الجذہ مستقیم الاحوال تھے۔ تصورات و حقائق میں آپ کا کلام عالی تھا آپ کا اوشاد ہے کہ ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں اور ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں۔

آپ کے یہ حالات سید شریف احمد شرافت نوشاہی کی کتاب افکار نوشاہیہ اور شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات التوشاہیہ میں سے لے گئے ہیں۔

آپ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ چند نام یہ ہیں۔

(۱) نور القنادی المعروف فتاویٰ نوشاہیہ۔ فقہ حنفی کی سبترین کتاب ہے۔

(۲) مصطلحات السوفیہ۔ اصطلاحات فقہاء کی تشریح۔

(۳) انشائے نور اللہ۔

(۴) رقعات نور اللہ۔

(۵) مکتوبات نور اللہ۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ مولانا سید حافظ الہی بخش مظہر حق متوفی ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء۔

۲۔ سید خدا بخش متوفی ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء۔

آپ کے خواص مریدین و خلفاء یہ تھے۔

(۱) مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سابق پالوی متوفی ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۳ء۔

بمراہم سو تین سال۔

(۲) مولانا حکیم شیخ احمد فاروقی رسول نگری متوفی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۷ء۔

(۳) چوبہدی غازی خان بن محمد یار تارڑ سابق پالوی متوفی ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۹ء۔

(۴) حافظ فیض بخش بن ویام خان تارڑ ساکن اگر وہ۔

مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ کی وفات ہر بیاسی سال چھی ماہ صفر ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۷ء میں بعید
اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم ہوشاہ ہوئی۔ مزار ماہن پال شریف، ضلع گجرات، متبر نوشاہیہ میں ہے۔

پیر سہرین شاہ قادری نوشاہی

بیعت

آپ نے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ مراد قادری نوشاہی شرقودی سے بیعت کی۔ صاحب
مال و مال شیخ مرنے کے ساتھ ساتھ فقر، تجرید و فقر میں عالی شان اور مرتبہ بند رکھتے تھے۔ مزی عمر
دنیا سے مستغنی اور بے نیاز رہے۔

لاہور میں میں آپ اکثر مرتبہ شریف لائے۔

مزار اقدس شرقی پور شریف میں دربار حضرت مراد قادری نوشاہی میں واقع ہے۔

وصال ۳۰ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء میں ہوا۔ اور مرشد کے قدموں میں ہی دفن ہوئے

حضرت شاہ آبا وانی قادری

آپ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اپنے والد کے ہمراہ دہلی میں آئے تھے اور حضرت مولانا
زکریا قادری سے بیعت و خلافت حاصل کی تھی اپنے شیخ کی رحلت کے بعد آپ نے مخلوق خدا کو
تعلیم و تلقین فرمائی شروع کی بڑے ہائیں اور دلی کامل بزرگ تھے تاریخ وفات ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۸۰۰ء
ہے اور مزار مبارک دہلی میں پیکوٹوں کے قریب واقع ہے۔

میتز الاولیاء لاہور میں شریف لائے تھے۔

پیر سید صدر الدین قادری نوشاہی

آپ سادات مشہدی رشتہ سے تھے۔ آبا و اجداد مومن بدو طبی منبع سیالکوٹ کے رہنے والے
تھے۔ حضرت شاہ عبدالغفور جالندھری سے بیعت کر کے خلافت پائی اور مرشد کے حکم سے بہاول پور میں
لوگوں کی ہدایت کے واسطے رونق افروز ہوئے۔ مدت المعروفین رہے۔

لاہور شریف لائے تھے اور یہاں کے لوگوں کو رشد و ہدایت سے نوازا تھا۔ صاحب کمالات و برکات
قادری بزرگ تھے۔

وفات ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء میں ہوئی جیسا کہ سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تعمیری جلد
کے چوتھے حصہ موسوم بہ آثار الانبیاء میں لکھا ہے۔
مزار شریف بہاول پور میں واقع ہے۔

شیخ المشائخ خواجہ احمد قادری

آپ حضرت خواجہ احمد قادری کے اکوٹے فرزند تھے۔ پیدائش ۱۲۸۰ھ میں میان کوٹ میں ہوئی
ابتداءً علوم کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی اور پھر کشتی اور پہلوانی کئے گئے۔ اور اس میں نام پیدا کیا۔ اس
کے علاوہ شہسواری اور نیزہ بازی میں بھی نام پیدا کیا چونکہ یہ زمانہ انتہائی فقر و غری اور انتشار کا تھا اس
لئے آپ نے ایک گروہ تیار کیا تھا۔ جس کی آپ قیادت کرتے تھے تاکہ سکھ رہزن اور نوکیت آپ کے
گلوں کو ہراساں نہ کر سکیں۔ انہوں نے حبیبی حملہ کیا مگر کھائی

آپ صاحب کشت و کمالات تھے۔ بے شمار کرامات اور خوارق آپ سے وقوع پذیر ہوئے
نماز کے سنتی سے پابند تھے۔ شریعت کی تعمیل و تکمیل میں یکتائے زمانہ تھے۔ تمباکو محض نوشی اور دوسری
منشی اشید سے قطعاً دور رہتے تھے اور اس میں ختم غوثیہ کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ جوانی کے ایام
میں ظہر اور مغرب تک کا وقت ابد گرد کے دیہات میں تبلیغ اسلام اور احیائے سنت کے لئے
اپنے ساتھیوں کے ساتھ صرف کرتے تھے۔ عام طور پر آپ ڈیڑھ گوار، اہل جین۔ خوش پور، بھر پور
سیکھ پور۔ دولا درگاہ دار۔ شاہ پور گورایہ۔ بھنگواں وغیرہ جگہوں پر جا کر غیر مسلموں کو متفقین اسلام
کی طرف متوجہ کرتے تھے۔ حالانکہ یہ زمانہ انتہائی غفلت کا تھا۔ اور سکھوں کا بیت زور تھا۔ مگر
آپ کے تقدس اور بزرگی کے پیش نظر وہ لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ان جناب کی
لاہور میں آمد و رفت تھی۔

ان ایام میں حسانگہ رام گرمیا کا بھائی تارا سنگھ کلا نود اور مضامات پرتابھن متا

آپ اس کے کئی سال تک ممدو معاون بنے رہے۔ کیونکہ وہ مقابلہ دوسرے بلکہ سرداروں کے زیادہ رحمت اور عداوت میں تھا۔
وفات آپ کی ۱۰۲۵ھ میں ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میاں کوٹ میں مدفون ہوئے۔

سلطان باہقی وان قادریؒ

ولادت ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰۱۵ھ میں ہوئی۔ نام نامی سید امان اللہ۔ ہندوستان کے سادات باہرہ کے چہم و چارغ تھے۔ دس سال کی عمر میں تیم ہو گئے۔ جب ذرا جوان ہوئے تو ریاضت اور عبادت کے لئے جنگلوں - ویرانوں اور بیابانوں میں پھرنے لگے۔ ایک رات عالم جذب و وجد میں موصوفے کے غوث اقلین جناب محبوب سبحانی قلب ربانی سید عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور ارشاد فرمایا: "آج سے تم سلطان ہو اور میرے ہونے چنانچہ آپ نے جنگل کی عزت نشینی ترک کر دی اور سیر و یاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ دہلی، پٹنہ، لاہور، ملتان کا سفر کیا اور پھر دریا سندھ کی کنارے ست گھرا پیچھے۔ جہاں سادات اوج شریف کا ڈیرہ تھا۔ آپ حضرت محمد غوث۔ بالا پیر گیلانی قادری کے ڈیرہ کے سامنے سے گزرے۔ انہوں نے دیکھا تو پہچان لیا۔ اور اپنے پاس بلا لیا۔ چنانچہ آپ نے ان سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ پھر مرشد سے اجازت لے کر اوج شریف پہنچے جہاں سید بلال شاہ بخاری کا فیض جاری تھا۔ وہاں سے بھی استفادہ کیا۔ اور جنگ چلے گئے۔ اور یہاں تلقین و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا جو آخری وقت تک قائم فرمایا۔ کرامات آپ کی بے شمار بیان کی جاتی ہیں۔

اولاد: آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام سید محمد اور دوسرے کا نام سید فتح شاہ تھا۔
وفات ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۰۲۵ھ میں ہوئی۔
مقام: پورانوار جنگ میں ہے۔

حضرت مولانا سید حافظ الہی بخشؒ

مظہر حق نوشاہی قدس سرہ - ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات۔

آپ امام العابدین۔ رئیس العارفين۔ قبلہ واصلان۔ کعبہ سالکان شہسوار۔ عہد احمدیت۔ مہانباز میدان محبت۔ عالم صوری و محقق مثنوی۔ صاحب علم و جذب و وجد و سماعت تھے۔
آپ کا نام الہی بخش لقب مظہر حق تھا۔ آپ مقبول بارگاہ الہی حضرت سید حافظ نور اللہ شاہ فرخہ صفات قادری نوشاہیؒ مفتی شہر رسول نگر کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سہارہ نشین تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰۱۵ھ میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ علم طب میں بھی کمال پایا۔ مہالینوس زمان ہوئے۔ جسمانی اور روحانی امراض کے بیمار آپ سے شفا پاتے تھے۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت کبریٰ ماحصل کی پھر حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم نوشاہیؒ سے فیض صحبت پایا۔ کمالات ولایت پر سے طوط پر آپ کو حاصل تھے۔ طالبان حق بحق در حق حاضر ہوتے۔ اور فیوض وارین حاصل کرتے اور اود و وظائف پر پوری مواصلت رکھتے۔ دلائل الخیرات کا در و دائمی تھا۔

آپ متعدد مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ ریاست کپور تھلہ میں تشریف لے گئے اور تلونڈی چوہدریاں میں حضرت شاہ شریف نوشاہیؒ غنیہ حضرت سپہا صاحب کے ہزار پر رونق افروز ہوئے۔ آتی اور جاتی دفعہ لاہور میں حضرت دانا گنج بخشؒ اور دیگر بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہوتے دی اور لاہور کے لوگوں کو اپنے فیض سے نوازا۔

آپ کے خوارق و کرامات بے انتہا ہیں۔ اجابت دعا اور تعزات میں آپ کا مرتبہ عالی تھا۔ ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ دلا پنجاب آپ کے سلام کو حاضر ہوا۔ اور سرکاری دھرم اٹھنے سے آپ کا روزیہ مقرر کر گیا۔

شیخ نکیر شاہ قادری متوفی ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۰۲۵ھ ساکن دایانوالی ضلع گوجرانوالہ جو حضرت میانمیر قادری لاہوری کے سلسلہ فقر میں ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ وہ آپ کی دُعا سے توبہ ہوئے تھے۔ ان کے والد میاں غلام حسین قادریؒ نے آپ سے دُعا کروائی تھی اور جو کچھ ان کو دُعا

آپ کی توجہات سے ۛ

آپ کے زمانہ سجادگی میں ۱۲۳۸ھ مطابق ۱۸۲۳ء میں حضرت نوشہ صاحب کا مزار شریف قیسری جگہ منتقل ہوا۔

آپ برسے وہاں نوازہ غریب پرور فیض رسان تھے یتیموں مسکینوں کی امداد کیا کرتے۔ آپ کا دروازہ مرجع حاجت منداں تھا۔

آپ کے حالات سید ابوالنظر شریف احمد شرافت نوشاہی کی کتاب اذکار نوشاہیہ اور کتاب شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات النوشاہیہ سے لکھے گئے ہیں جو نوشاہی خاندان کے حالات میں ایک بسوط تذکرہ ہے۔

آپ کے ہاتھ کی ایک قلمی بیاض لکھی ہوئی سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہے جو انہوں نے بجا نفاذ معنایں ابواب اور فصول پر مرتب کر کے بنام الروضۃ النکیہ فی مناقب علیہ جمع کر دی ہے۔

سید حافظ ابلی بخشؒ کے عین بیٹے تھے۔

۱۔ مولانا سید حافظ قل احمد پاک ذات نوشاہ ثانی متوفی ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء۔

۲۔ سید غلام احمد المعروف پیر لے شاہ متوفی ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۹۰۱ء۔

۳۔ سید فیض احمد المعروف پیر ممکن شاہ متوفی ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

(۱) شیخ کلیم اللہ مہزوب گجراتیؒ

(۲) شیخ محمد بخش گکمرؒ کوٹلی شہابی۔ گجرات۔

(۳) مولوی برخوردار بیٹیؒ وارث کوٹی۔

(۴) مولوی محمد بخش بن حافظ بدعاؒ وزیر آبادی

حضرت مولانا سید حافظ ابلی بخشؒ نوشاہیؒ پیر اکبرؒ سال ولادت ۱۲۸۱ھ میں پیدا ہوئے تھے جب یہ آیت پڑھی کہ مَنیٰ فَنَدِیۃً عَلَیۡہِ تَغَلَّبَتْ فَنَدِیۃً کَیۡنَیۡمَۃً بَاذِنِ اَللّٰہُ وَ اَللّٰہُ مَعَهُ اَللّٰہُ بِرَبِّہِیۡنِ تُوہٰنِ یٰقُتُبِیۡمُ۔

وفات سانوں رمضان ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۸ء میں بعد بیلور شاہ ثانی بن اکبر شاہ ثانی ہوئی۔ مزار ساہن پال شریف ضلع گجرات میں گوردستان نوشاہیہ میں ہے۔

حاجی غلام محی الدین قادریؒ

سید حاجی غلام محی الدین قادری (والد پیر سید محمد شاہ گیلانی لاہوری ابن شمس الدین بن عبدالرحمن بن غلام مسطقی بن سید حاجی محمد ششم قادری لاہوری کے والد گرامی تھے۔

شہادت صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ بے شاہد خلق خدا نے آپ سے استفادہ کیا اور روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ لاہور میں بھی تشریف لائے تھے۔ صاحب جامع کشف و کرامت تھے۔

وفات ۱۲۵۳ھ کے لگ بھگ ہوئی۔

مزار اقدس بنام ضلع گورداسپور بھارت میں ہے۔

مخدوم محمد عمر بخش قادریؒ

والد گرامی کا نام نامی خواجہ احمد تھا۔ ۱۲۹۹ھ میں جب کہ رنجیت سنگھ لاہور پر قبضہ کر رہا تھا آپ کی ولادت ہوئی۔ شروع سے ہی نہایت عبادت گزار اور پیر کا رہتے۔ ابتدائی تربیت والد محترم کے زیر سایہ ہی کی۔ آپ پر اکثر جذب و مسکر کی حالت طاری رہا کرتی تھی۔ اور ارد گرد کے جنگلوں اور دیوالوں میں پھرا کرتے تھے آپ نے حضرت شاہ حسین پیر و مرشد حضرت خواجہ امام علی شاہ نقشبندی مجددی کی زیارت کی ہے اور ان سے فیض بھی حاصل کیا تھا۔ آپ کی عادت یہ تھی کہ علی التبع کاوا، سے نکل جاتے۔ اور ریم آباد کی طرف تکبیر مال شاہ کے پاس عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ آپ کا کاروبار جانوروں کی خرید و فروخت تھا۔ ظہر سے شام تک اسی کام میں مصروف رہتے۔ رات عبادت کے لئے مخصوص تھی۔ نہایت متقی اور پیر کا رہا کرتے تھے اور دور دور تک آپ کی بزرگی کا شہرہ تھا۔

لاہور تشریف لائے تھے۔

۱۰ ستمبر ۱۸۳۲ء میں جب مبارہ رحمت سنگھ کا سرکاری کیوہ و عمر کوٹ اور گمن سے جوتا ہوا کلا نور پہنچا تو یہ سرکاری کیوہ شہنشاہ اکبر کی تاجپوشی والی جگہ پر نصب کیا گیا۔ کلا نور کے فوجدار نے مبارہ کو گیارہ سو روپیہ نذر اور ایک گھوڑا پیش کیا۔ کنور کشمیر سنگھ بھی یہاں ہی مبارہ کی سلامی کو حاضر ہوا تھا۔ اس دوران مبارہ نے شیو جی کے مندر پر ماضی دی اور ہر ایک برہمن کو پانچ پانچ روپے خیرات دی یہاں پر مبارہ نے حکم دیا کہ اہل اسلام والوں پر پابندیاں عائد کر دی جائیں کہ وہ مساجد میں اذان نہ دیا کریں آپ نے اس پر مبارہ کی سخت مخالفت کی اور اذان اور ناز کی ادائیگی میں پابندی پر قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور ان فرائض کی تکمیل میں آپ نے ہر قسم کی قربانی دینی پسند کی۔ آپ امام مسجد بھی تھے۔ اس نے آپ نے اپنے مشن کو جاری رکھا اور اس کے اختتام کی ہر کوشش ناکام بنا دی۔

وصال ۱۸۵۵ء میں فرمایا

مترقبہ منور اپنے آبائی قبرستان میں کوٹ میں واقع ہے۔

سید احمد شاہ قادری فاضلیؒ

آپ حضرت سید محمد شاہ قادری شاہی کے فرزند تھے اور انہیں سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے بنام میں ولادت ہوئی آپ اس گدی کے پانچویں سجادہ نشین تھے۔ حافظ قرآن تھے اور علوم فاضلہ و باطنی میں اہل تھے۔

آپ نے علاقہ ہات گجرات سیالکوٹ کشمیر جوں جالندھر ہوشیار پور اور دھیانہ کی کافی سیر و سیاحت کی اور وہاں کے بے شمار لوگوں کو فیوض و برکات سے لونا۔ علاوہ بریں لاہور بھی تشریف لائے رہے ہیں اور لوگوں کو راہ ہدایت سے نوازتے رہے ہیں۔

آپ نے خانقاہ کی عمارت میں امانت کیا اور اپنے پیر زادہ کلا نور کے مقام پر خانقاہ و مزارات حضرت شیخ محمد افضل کلا نوری قادری اور حضرت سید غلام غوث سجادہ نشین شاہی ثالث کے پاس مزار خانے اور مسجد بنوائی۔ نیز دین خوب صورت بارگاہی ہو گیا۔

آپ نے کئی تعینات چھوڑیں۔

پیر سراج الدین

وصال ۱۸۵۵ء کے لگ بھگ ہے۔

مزار اقدس ہند شریف ضلع گودا پور میں واقع ہے۔

حضرت مولانا سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہ ثانی قدس سرہ

ساہن پال شریف ضلع گجرات

آپ پیشوائے ساہن۔ رہنمائے طالبان فقاوہ دو دومان مصطفوی سلسلہ فاضلہ مر قنفوی۔ ملت ربانی۔ محبوب یزدانی۔ مطلوب بھائی۔ نوشاہ ثانی۔ قطب دوران۔ غوث زمان تھے۔ زہد و تقویٰ و علم و حلم و عفت میں شان بلند رکھتے تھے۔

آپ کا نام قلی احمد۔ القاب۔ پاکذات۔ نوشاہ ثانی۔ فخر الاولیاء تھے۔ آپ سعادت نقش حضرت مولانا حافظ الہی بخش۔ منیر حق نوشاہی کے فرزند اکبر اور سرید و ضلیہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء میں مقام ساہن پال شریف ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار بھلاوال شریف جاگر حضرت سخی شاہ یلہان نوری کے مزار پر مراقب ہوئے تو انہوں نے مثالی صورت میں جلوہ گر ہو کر شکر دی کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرزند نرینہ عطا فرمائے گا جو مرتبہ میں نوشاہ ثانی اور قطب ربانی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ نے علوم فاضلہ کی تحصیل اپنے جد امجد اور والد اکرم اور عم زاد بھائی مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سے کی۔ چندے علم موضع چکر پال ضلع گجرات سے اپنے جد امجد سے ہی حاصل کیا قرآن مجید حفظ کیا۔ فنِ کتابت نسخ اور تملیق سیکھا۔ آپ کے ہاتھ کے کئے ہوئے چند عدد قرآن مجید اور پالیس سے زیادہ علمی کتابیں اب بھی آپ کی اولاد میں سے سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں آپ کی بیعت اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ فرستہ صفات نوشاہی سے تھی۔ تربیت و تکمیل اپنے والد ماجد سے پائی دونوں بزرگوں سے آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی زیر سایہ نوشاہی مرتبہ غوثیت و قطبیت پر فائز ہوئے آپ کے تعینات و مکاشفات قوی تھے طبقہ علماء خصوصاً آپ سے مستفیض ہوا۔ آپ کے زمانہ سجادگی میں ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں حضرت نوشاہ گنج بخش کا روضہ شریف بھڑ پانکی تعمیر ہوا۔

آپ ایک مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ آپ کے ہم جدی چچا سید صدیق شاہ بن سید محبوب شاہ نوشاہیؒ لاہور میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے بیٹے سید امام شاہ اور سید پیر شاہ بھی وہیں مہنگ میں رہتے تھے۔ ان کوٹے اور مہرات بزرگان لاہور پر حاضری دی اور اکثر لوگوں کو اپنے فیض سے نوازا۔ آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ سے لکھے گئے ہیں جو سید شرافت نوشاہی کی تصنیف سے ایک منیر قلمی کتاب ہے۔ آپ کی تصنیف سے مندرجہ ذیل کتابیں خطی نسخے سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں جو انہوں نے ہی مرتب کئے ہیں۔

- (۱) بستان الادب و لطائف و عمدات ہیں۔
 - (۲) ثمرات الافکار . علم ادب و عنیہ .
 - (۳) وسائط العلوم . متفرق علمی مقالے .
- آپ کے دو بیٹے تھے ۔

- ۱۔ مولانا سید محمد امین صاحب مئذراہ سالکین متوفی ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ء۔
 - ۲۔ مولانا سید محمد شفیع صاحب متوفی ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۴ء۔
- آپ کے خواص مریدین یہ تھے ۔

- (۱) مولانا غلام قادر شائق ناردقی رسول نگر متوفی ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ء۔
 - (۲) مولوی شیخ فیض رسول ناردقی متوفی ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء ساکن لکھنؤ ضلع گوجرانولہ۔
 - (۳) مولوی حکیم کرم الہی ناردقی متوفی ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۸۲۵ء ساکن بیگ والا ضلع سیالکوٹ۔
 - (۴) شیخ سکندر شاہ متوفی ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء ساکن نور پور چالان ضلع گوجرانولہ۔
- مولانا سید حافظ علی احمد پاک ذات نوشاہی ثانیؒ کی وفات تیسویں ربیع الآخر ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ء میں ہوئی۔ مزار مبارک ساہن پال شریف ضلع گجرات میں گورستان حضرت نوشاہی عالیہؒ میں ہے۔ آپ کی عمر چوبیس سال تھی۔

سید پیر احمد شہادۃ قادری نوشاہیؒ

آپ کے والد کا نام سید فاضل شاہ تھا۔ اپنے علم حقیقی سید صدر الدین قادری نوشاہی بہاولپوری کے مرید ہوئے اور خلافت پائی۔ لاہور تشریف لائے تھے۔ وفات ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ یہ شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے پانچویں حصہ موسوم بہ عوارف الانوار میں اسی طرح لکھا ہے۔ مزار اقدس ہڈو طبی ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے۔

سید قاسم علی گیلانی قادری المشہور حاجی پیرؒ

آپ کی ولادت باسعادت بنگام بکنور ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ء میں ہوئی۔ آپ کا زہد و اتقا۔ ریاضت و مجاہدہ اپنے اسلاف بزرگان کے عین مطابق تھا۔

حضرت حاجی پیرؒ اور پیر نظام الدین بودیاں والا

جب سلطان العارین پیر سید قاسم علی گیلانی قادریؒ جواپنے آباؤ اجداد کے وقت سے مکان اہلی والا لاہور پر مالک و تابعین تھے فریضہ حج کے لئے بیت اللہ شریف جانے لگے تو لاہور میں پیر نظام الدین جو ضلع رشتہ دار ہونے کے بیعت شدہ ہیں تھے۔ خدمت و حفاظت مزارات مقدسہ ان کی تحویل میں دے گئے۔ ۱۲۵۵ھ میں جب انگریزی حکومت کا پہلا بندوبست لاہور میں ہوا تو مکان اہلی والا کی ملکیت کے اندراج میں پیر نظام الدین کا نام بھانے سید حاجی پیر کے ہو گیا۔ پیر شاہ سردار گیلانی لاہوری جو حضرت حاجی پیر کے حقیقی بھانجے اور پیر محمد شاہ کے فرزند ارجمند تھے کو خیال ہوا کہ کہیں مکان برباد نہ ہو جائے۔ اس کا انتظام شروع کیا تو پیر نظام الدین نے مزاحمت کی اور کہا کہ یہ مکان میری ملکیت ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حاجی پیرؒ سے دریافت کیا جس کے جواب میں انہوں نے ایک خط لاہور میں پیر نظام الدین کو اور دوسرا پیر سید شاہ سردار قادری کو لکھا کہ یہ مکان ہمارا ہڈی و مملوک و مقبوضہ ہے۔ آپ کو صرف مزارات کی خدمت و حفاظت کے لئے تفویض کیا گیا تھا آپ ہمارا نام خانہ ملکیت کا غلط مال میں درج کرا دیں مگر پیر نظام الدین

نے اپنے پیر و مرشد کے خط پر کوئی خاص توجہ نہ کی۔ ۲۰ اپریل ۱۸۶۹ء کو انہوں نے دیوانی دعوے دائر کر دیا۔ اپریل ۱۸۷۰ء سے مئی ۱۹۱۲ء تک یعنی ۴۲ سال تک مختلف منکبات کا سلسلہ جاری رہا اور کن و فروعیت کو رٹ تک جانے کی بھی نوبت آئی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر مولوی محمد علی چشتی ایکویٹ بائی کورٹ کی مساعی جمید سے بیس ہزار روپیہ دے کر ۱۶ مئی ۱۹۱۳ء کو ختم ہوا۔

وفات ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں ہوئی۔

مزار اقدس مکملہ شریف ضلع کیبل پور میں واقع ہے۔ مقبرہ پر سید علی نقی گیلانی نے ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں بنوایا۔

مخدوم سید علی شاہ قادریؒ

آپ کے والد گرامی کا نام مبارک سلطان العارفين حضرت سید محمد علی شاہ بن شاہ حسن الدین قادری بن شاہ محمد بالہ ماہ سلطان الاعظم بن شاہ کبیر الدین عابد قادری بن شاہ محمد شاہ علی زندہ ولی قادری بن حضرت مخدوم شاہ حبیب اللہ ایساں زیدی۔ والد محترم کے انتقال کے بعد کیتھل کی قادری گدی کے سپاہ و نشین مقرر ہوئے۔

ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا ریاضات و محاسبہ میں ہی نام پیدا کیا۔ تفسیر حدیث فقہ میں یگانہ آفاق تھے۔ حضرت مولوی عبدالحق حقانی دہلوی مفسر تفسیر حقانی کو آپ سے بے انتہا عقیدت تھی۔ انہوں نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تہ کیا تھا۔ وہ حبیب کیتھل آتے آپ کے ہاں ہی قیام فرماتے۔

حضرت سید مقبول علی الدین گیلانی قادری اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے شریعت و طریقت کے جامع تھے بہت سے اکابر و شائخ نے آپ سے استفادہ فرمایا۔ آپ سے فیض پانے والوں میں مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی بہت مشہور ہیں معارف و اتفاقی میں آپ کا کلام خاص شہرت رکھتا تھا بہت سی کرامات بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہیں۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی شوق تھا۔ سید مختار فرماتے تھے لاہور میں حضرت داماد گچہ بھٹیؒ۔

شیخ طاہر بندگیؒ اور حضرت میرا حسین زبہانی کے مزارات پر معاصرہ دیتے قیام کاہور کے دوران

سینکڑوں افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کئے۔ اور اہل لاہور آپ کے مواعظ و نصائح سے بے حد مستفید ہوئے۔ بہرہ بہادر علی شاہ سیالکوٹی آپ کے اور آپ کے والد ماجد سے فیض یاب ہوئے۔

تصانیف ۱۔ رسالہ حفظ الایمان۔ ۲۔ دیوان غریبات اور رسالہ غیب نبوی آپ کی تصانیف ہیں وفات ۱۰ آپ کی ۶ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۱۷ء میں ہوئی اور اپنے آباؤ اجداد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

سید حسین شاہ قادری فاضلؒ

آپ سید احمد شاہ بنالوی کے صاحبزادے تھے اور سپاہ و نشین ششم دربار قادریہ فاضلیہ بنالہ شریف تھے۔ باپ سے ہی شرف بیعت کیا۔ نہایت عبادت گزار تھے اور علامہ کے رئیس۔

آپ کو حکومت انگریزی نے پراونشل و درباری کا منصب اعزازی دے رکھا تھا۔ رؤس ہندو لاہور میں آمدورفت تھی۔

وفات ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں بنام بنالہ ہوئی اور اپنے آباؤ قبرستان خانقاہ فاضلیہ میں مدفون ہوئے اس وقت ملکہ و کنویریہ کا عہد حکومت تھا۔

خواجہ ثناء اللہ قادریؒ

خواجہ ثناء اللہ خراباتی کشمیری الاصل تھے۔ کشمیر کے معروف ولی اللہ عبدالرحمن عرون سید علیل شاہ سے نسب نامہ ملتا ہے۔ پیدائش ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۰۷ء بنام طنگاہ ضلع بلدر میر میں ہوئی۔ ولادت اپنے نانا شاہ عبدالغفور کے گھر ہوئی اور انہی کے سایہ میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ مکمل کیا۔ ادا علی عمر میں رفوگری کا کام سیکھا اور پشیمین کی تجارت کے سلسلہ میں ایران، کابل اور ہندوستان کے دور دراز مقامات کلکتہ وغیرہ تک کے سفر کئے۔ پہلے اپنے نانا شاہ عبدالغفور کے مرید ہوئے۔ اس کے بعد حضرت شاہ محمد صادق کے دست حق پرست پر بیعت کی اور کابل تیس سال ان کی خدمت میں رہے۔ پھر لاہور تشریف لائے۔ اور حضرت میاں میر سے روحانی فیض حاصل کئے۔ زانوئے سید محمد گنامی قلندر سے ارادت پیدا کی۔ کلکتہ میں حضرت عبدالوہاب کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے کشمیر واپس آئے

اور حضرت طریب سے فیض حاصل کیا۔ وہاں سے کابل پہنچے اور شاہ قلندر سے فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت غلام الدین خراسانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے واپس پنجاب تشریف لائے۔ اور گجرات میں حضرت شاہ دولہا دریاوی سے فیض حاصل کیا۔ اس طرح آپ نے اپنے زندگی کے پچاس سال سیر و سیاحت اور بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں گوارے آخری عمر میں جلال پور جنلی ضلع گجرات میں مقیم ہوئے اور وہاں ہی وفات تک رہے۔

آپ اپنے وقت کے عارف ہائے مجرب عالم اور پرگو شاعر تھے۔ شاہ عبدالغفور کی تربیت سے آپ نے بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا اور تا حال اس سچ پر قائم و دائم رہے اور اس وقت کے عارفان کابل سے ملاقاتیں کیں۔ اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ آپ نے اپنی کتب میں تمام ادب کا تذکرہ نہایت خلوص سے کیا ہے۔ جن سے آپ نے فیض حاصل کیا سیر و سیاحت اور شغل تجارت کے دوران آپ نے ایران۔ افغانستان اور ہندوستان اور کشمیر کے تمام دور دراز مقامات دیکھے اور وقت کے صوفیائے غلام سے ملاقاتیں کیں۔ کچھ عرصہ جنوں میں مہاجر گلاب سنگھ ڈوگر کے کہنے پر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ قیام کیا۔

شجرہ مرشدی اس طرح ہے: خواجہ شمس الدین خواجہ باقی مرید محمد غفار مرید سید حاجی محمد مرید غلام غوث۔ مرید غلام قادر مرید سید محمد غوث مرید شاہ محمد افضل مرید شیخ ابو محمد قادری مرید شیخ محمد طاہر قادری لاہوری۔ مرید شاہ سکندر کمپٹیل قادری مرید شاہ کمال کھٹیل مرید شاہ گدڑا مہمان مرید شاہ شمس الدین مرید شاہ شرف الدین مرید سید عبدالرزاق مرید محبوب رحمان حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی۔

تصنیف و تالیف: آپ نے سب سے زیادہ کتب اشعار اور نشر میں تصنیف فرمائیں تصانیف کا سلسلہ ۱۳۵۵ء میں شروع کیا اور ایک سو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے ان کتب کی اب تک نشاندہی ہوتی ہے:

- ۱۔ دیوان خراباتی۔
- ۲۔ خلاصۃ الاسرار (چوبیسویں صدی ہجری بمطابق ۱۹۳۵ء)۔
- ۳۔ تحفۃ الزمان۔
- ۴۔ مہراج نامہ۔
- ۵۔ جنت السامعین۔
- ۶۔ جنت الاسرار۔
- ۷۔ بحر الانوار۔
- ۸۔ مجمع البرکات (جواب بوستان شیخ سعدی)۔
- ۹۔ خسرو نامہ۔

- ۱۱۔ مشکوی درو نامہ۔
- ۱۲۔ مٹلاستہ التوحید۔
- ۱۳۔ تذکرۃ الواصلین۔
- ۱۴۔ مجمع الفضائل۔
- ۱۵۔ سراج العالمین۔
- ۱۶۔ خواب نامہ۔
- ۱۷۔ جنت الاعلا۔
- ۱۸۔ شمع الہدیٰ۔
- ۱۹۔ دیوان خراباتی زبان کشمیری۔
- ۲۰۔ حقیقت الاولیاء۔
- ۲۱۔ قصۃ بولمبب عشق۔
- ۲۲۔ سہمات آفتابی۔
- ۲۳۔ گنج الافشا۔
- ۲۴۔ سماع العرفان۔
- ۲۵۔ صراط المستقیم۔
- ۲۶۔ رسیا۔
- ۲۷۔ جنات النعیم۔
- ۲۸۔ وکیل العارین۔
- ۲۹۔ نصرت نامہ۔
- ۳۰۔ نصرت نامہ۔
- ۳۱۔ نصرت نامہ۔
- ۳۲۔ نصرت نامہ۔
- ۳۳۔ نصرت نامہ۔
- ۳۴۔ نصرت نامہ۔
- ۳۵۔ نصرت نامہ۔
- ۳۶۔ نصرت نامہ۔
- ۳۷۔ نصرت نامہ۔
- ۳۸۔ نصرت نامہ۔
- ۳۹۔ نصرت نامہ۔
- ۴۰۔ نصرت نامہ۔
- ۴۱۔ نصرت نامہ۔
- ۴۲۔ نصرت نامہ۔
- ۴۳۔ نصرت نامہ۔
- ۴۴۔ نصرت نامہ۔
- ۴۵۔ نصرت نامہ۔
- ۴۶۔ نصرت نامہ۔
- ۴۷۔ نصرت نامہ۔
- ۴۸۔ نصرت نامہ۔
- ۴۹۔ نصرت نامہ۔
- ۵۰۔ نصرت نامہ۔
- ۵۱۔ نصرت نامہ۔
- ۵۲۔ نصرت نامہ۔
- ۵۳۔ نصرت نامہ۔
- ۵۴۔ نصرت نامہ۔
- ۵۵۔ نصرت نامہ۔
- ۵۶۔ نصرت نامہ۔
- ۵۷۔ نصرت نامہ۔
- ۵۸۔ نصرت نامہ۔
- ۵۹۔ نصرت نامہ۔
- ۶۰۔ نصرت نامہ۔
- ۶۱۔ نصرت نامہ۔
- ۶۲۔ نصرت نامہ۔
- ۶۳۔ نصرت نامہ۔
- ۶۴۔ نصرت نامہ۔
- ۶۵۔ نصرت نامہ۔
- ۶۶۔ نصرت نامہ۔
- ۶۷۔ نصرت نامہ۔
- ۶۸۔ نصرت نامہ۔
- ۶۹۔ نصرت نامہ۔
- ۷۰۔ نصرت نامہ۔
- ۷۱۔ نصرت نامہ۔
- ۷۲۔ نصرت نامہ۔
- ۷۳۔ نصرت نامہ۔
- ۷۴۔ نصرت نامہ۔
- ۷۵۔ نصرت نامہ۔
- ۷۶۔ نصرت نامہ۔
- ۷۷۔ نصرت نامہ۔
- ۷۸۔ نصرت نامہ۔
- ۷۹۔ نصرت نامہ۔
- ۸۰۔ نصرت نامہ۔
- ۸۱۔ نصرت نامہ۔
- ۸۲۔ نصرت نامہ۔
- ۸۳۔ نصرت نامہ۔
- ۸۴۔ نصرت نامہ۔
- ۸۵۔ نصرت نامہ۔
- ۸۶۔ نصرت نامہ۔
- ۸۷۔ نصرت نامہ۔
- ۸۸۔ نصرت نامہ۔
- ۸۹۔ نصرت نامہ۔
- ۹۰۔ نصرت نامہ۔
- ۹۱۔ نصرت نامہ۔
- ۹۲۔ نصرت نامہ۔
- ۹۳۔ نصرت نامہ۔
- ۹۴۔ نصرت نامہ۔
- ۹۵۔ نصرت نامہ۔
- ۹۶۔ نصرت نامہ۔
- ۹۷۔ نصرت نامہ۔
- ۹۸۔ نصرت نامہ۔
- ۹۹۔ نصرت نامہ۔
- ۱۰۰۔ نصرت نامہ۔

آپ ایک زبردست پرگو شاعر تھے۔ ایک ایک دن میں ایک ایک کتاب تصنیف کر لیتے تھے۔ اس طرح آپ کا مقام عظیم ترین جستیوں میں متعین کیا جاسکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے شہر (جلال پور جنلی) میں نہ تو کوئی آپ کو جانتا ہے اور نہ ہی آپ کی تصنیفات سے شناسا ہے۔ مہاراج گلاب سنگھ کی ملازمت اور قیام جنوں کے دوران آپ نے ٹکس۔ افغانستان۔ ایران اور دیگر ممالک کی سیر و سیاحت کی تھی۔ ڈوگر حکومت کی ملازمت کے بعد آپ جالندھر۔ اتر پردیش۔ بنگالہ۔ گجرات میں قیام فرما رہے۔ اور پھر جلال پور جنلی میں منتقل اقامت اختیار کی اور عارفانہ زندگی اختیار کر لی۔ بیس سال تک خلوت نشین رہے۔ اور لوگوں سے بات چیت تک نہ کی اس کے بعد بارہ سال حالت تنگہ میں رہے اور پھر سلسلہ تصنیفات شروع کیا اور بہترین کتب لکھیں جو کہ تائید فیہی کا ایک کرشمہ تھا۔ یعنی جو کتاب آپ نے ایک دن میں لکھی اس کو ایک ہفتہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ تحفۃ القادری میں تمام

ایسی غزلیات ہیں جو محبوب ربانی، غوث صمدی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی تعریف و توصیف میں لکھی گئی ہیں جو کہ سیکڑوں اشعار پر مشتمل ہیں۔

وفات جلال پور جٹاں میں ۱۰ ذی قعدہ ۸۹۹ھ مطابق ۱۴۸۷ء ہجری ۵۷ سال ہوئی۔

مزار کلا چور متصل جلال پور جٹاں کے کنوؤں کے پاس ہے اور ایک چوکھٹی میں واقع ہے اور نہایت کس پرری کی حالت میں ہے۔

حضرت غوث علی شاہ قادریؒ

آپ سید اعظم علی شاہ بابری کے مرید۔ وہ سید عبداللطیف برسی کے۔ وہ سید امیر بالا پیر کے۔ وہ سید شاہ مقیم مکران الدین جھڑوی کے۔ وہ شاہ ابوالحسنی جھڑوی کے۔ وہ بہاول شیر تلندر جھڑوی کے۔ وہ مرید شیخ عبدالجلال کے۔ وہ مرید سید شاہ جود کے۔ وہ مرید سید نور محمد کے۔ وہ مرید جلال الدین کے۔ وہ مرید شیخ الہی کے۔ وہ مرید شہاب الدین کے۔ وہ مرید سید محمد علی کے۔ وہ مرید سید ابوالصالح کے۔ وہ مرید سید عبدالرزاق کے اور وہ مرید خلیفہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم کے تھے۔ لاہور تشریف فرما ہوئے تھے۔

آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و کرامات بے غایات ہیں۔ جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

وفات آپ کی شب و دو شنبہ ۲۶ ربیع الاول ۸۹۹ھ مطابق ۱۴۸۷ء میں ہوئی۔
مرقد منور پانی پت میں ہے۔

پیر غلام محی الدین خاں قادری المحمود پیر قادری

سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ نے حضرت نور احمد غوث سائیں منکر شاہ قادری سے بیعت کی تھی۔ جو تلندر عبدالرسول شاہ کے مرید و خلیفہ بنے۔ یہ شجرہ حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین بالوی سے جا ملتا ہے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔

مظہرات خدا ہیں نور احمد قادری
شاہ جیلان غوث اعظم کے وہ نائب عالم ہیں
نور انور مصطفیٰ ہیں نور احمد قادری
قبلہ شاہ و گدا ہیں نور احمد قادری

قادری کیا تم تھے اب شکوہ دل شاد ہو کیونکہ تیرے چشما ہیں نور احمد قادری

آپ عورتوں کو بیعت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ اپنے خلیفہ حافظ غلام قادر شاہ کے پاس بیٹھ دیتے تھے جو ان کو بیعت کرتے تھے۔

انجذاب لاہور بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت حافظ غلام قادر شاہ قادری ہالندہری آپ کے متاز خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا ایک "مجموعہ کلام" دیوان قادری کے نام سے موجود ہے۔

نمونہ کلام

مدد کر اے شہ جیلان مدد کر
کوئی نازاں کسی پر کو کسی پر
تہیلا ہوں تہیلا ہوں تہیلا
سوا تیرے نہیں کوئی ہمد
عطاکر محو ایسا قادری کو
نہ جانے عین کو نہ ماسوا کو

آفتاب رشتانی محی الدین جیلانی
بادی مسریانی شافی مریشانی
غوث الاعظم الشافی محی الدین جیلانی
زینت مسلمان محی الدین جیلانی
اے غلام محی الدین دروغ تویش کن بلیقین
اُس قدر کہ بتوانی محی الدین جیلانی

مرقد منور ہالندہری میں ہے۔ وفات سے قبل آپ نے حضرت حافظ غلام قادر شاہ صاحب سے پانی پینے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ حالانکہ اس وقت آپ کے صاحبزادے بھی وہاں موجود تھے۔

آپ کے صاحبزادے غلام احمد خاں قادری المتوفی ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۱۰ء تھے جن کا مزار ہالندہری میں ہے۔ انہوں نے بھی غزلیات اور سی حرفی لکھی ہے جو صاحبزادہ شہزاد احمد خاں قادری نے چک نمبر ۷۷ ا. ج. ب. تحصیل جزائر ضلع لائل پور سے شائع کی ہے۔

میاں رحمت اللہ قادری

میاں رحمت اللہ قادری حضرت مزدوم محمد غفر قادری کے فرزند اکبر تھے۔ ولادت آپ کی ۱۲۳۲ھ
عبد رحیمیت سنگھ میں ہوئی۔ غلامی علوم کی تکمیل جامع مسجد خانقاہ میاں کوٹ سے کی۔ بچپن سے
سی طبیعت عبادت اور ریاضت کی طرف مائل تھی اس لئے آپ دن کا اکثر حصہ ڈھاب جنوب اور
موضع رسول پورہ کے کنارے اونچے قدیم قلعہ پر گزارا کرتے تھے۔ عبادت کے بعد کبھی گنا فوالی
مسجد اور کبھی خانقاہ عالیہ رسول پورہ کی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

آپ کی بے شمار کرامات و خوارق مشہور ہیں۔ میرے بڑے بھائی محرمی محمد ابراہیم نسیم کے
بھی ہم شکل تھے۔ آپ نے رزق ہلال کا اگر اپنی اولاد کی پرورش کی۔ والد ہندو گار مولف کتاب ہذا
آپ کی راست بازی اور دیانت داری کے واقعات اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں
عزیز رحمت کرے۔ آمین۔ تم آمین۔

آسمان تیری سدا پر شبنم آفتابی کرے

سبز نورستہ اس گھر کی نگہبان کرے

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بھی آپ کی آمد و رفت تھی۔ زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت
میں بسر کیا۔

وصال آپ کا ۱۳۵۰ھ میں ہوا۔

مرقد منورہ قصبہ میاں کوٹ ضلع گورداسپور بھارت میں ہے۔

حضرت مولانا سید محمد امین مختار السالکین نوشاہی قدس سرہ

(ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات)

آپ مقبول درگاہ رب العالمین منظور بارگاہ سید المرسلین صاحب مرتبہ فنا و بقا مرکز دائرہ
تسليم و رضا غریق بحر توحید۔ سائر میدان تجرید، اہل عبادت و ریاضت و خوارق و کرامات تھے
آپ کا نام محمد امین لقب مختار السالکین تھا۔ آپ محبوب بارگاہ سبحانی حضرت مولانا سید

حافظ تھیں احمد پاک ذات نوشاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سجاد و نشین تھے
آپ کی ولادت پچیسویں ذیقعد ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی آپ
نے علوم دینیہ مرتبہ تک تحصیل اپنے والد ہندو گار اور مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سے
کی۔ ہیئت طریقت اپنے والد ماجد سے کہ کے سلوک قادریہ کو انتہا تک طے کیا اور خلافت و اجازت
حاصل کی۔ ریاضت و مجاہدہ میں لاثانی تھے۔ روزانہ بوقت نصف شب اٹھ کر فوافل تہجد ادا فرماتے
صبح تک وظائف قادری نوشاہی کو پورا فرماتے۔ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن مجید اور درود مستغاث
شریف بلا تاخیر پڑھا کرتے۔

آپ کی طبیعت میں انکسار و نیستی بدرجہ اتم تھی اتباع نبوی میں مقام مسکن و غربت آپ
کو پورا حاصل تھا۔ مراتب فقر و درویشی میں پائے عالی رکھتے تھے جو اوصاف فقیر ہیں ہونے چاہئیں
وہ سب آپ کی ذات میں موجود تھے اس آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان
تھے۔ آپ کے تمام حالات صلحا سے متقدمین سے ملے جاتے تھے۔ عبادت و سخاوت میں بی نظیر تھے۔
آپ قوت حلال کے واسطے اپنی مادی ملکیت زمین میں اپنے ہاتھوں سے زراعت کیا
کرتے تھے جو کچھ اس سے پیدا ہوتا وہ اپنا اور اہل و عیال کا خرچ چلاتے اور یتیموں۔ بیواؤں
درویشوں کو بھی فی سبیل اللہ دیتے جو شخص آپ کی زراعت سے نقصان کرتا۔ وہ سزا یاب ہوتا۔
آپ کی کرامات و خوارق کافی ہیں و جدو حالت آپ کی نظر کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ مٹی زمین کی کرامت
آپ کو حاصل تھی۔ ایک مرتبہ ساہن پال شریف سے صبح پیدل چل کر ایک سوئس میل کا فاصلہ طے
کر کے ظہر کے وقت امرتسر پہنچ گئے تھے۔

آپ چند مرتبہ لاہور تشریف لے گئے آپ کی چھوٹی صاحبزادی سیدہ روشن بانی صاحبہ سیدہ
واصلہ حق بن سید کھن شاہ نوشاہی لاہوری سے شادی شدہ تھیں اس تعلق سے آپ کی لاہور میں
آمد و رفت رہتی تھی۔ آپ لاہور کے فقراء و شاہیہ سے میل ملاقات رکھتے اور لاہور کے بزرگوں
کے ساتھ مجلسیں ہوتی رہتیں۔

آپ کے حالات و مقامات سید شرافت نوشاہی کی کتاب اذکار نوشاہیہ اور شریف اتوارچ
کی دوسری جلد موسوم بر طبقات النوشاہیہ سے لکھے گئے ہیں جو صوفیائے کرام کی تاریخ میں بالعموم

اور نوشاہی خاندان کی تاریخ میں بالخصوص مفصل اور مبسوط تذکرہ ہے۔
آپ کے تین فرزند تھے۔

- ۱۔ مولانا سید حافظ روح اللہ متوفی ۱۴ صفر ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۷ء
 - ۲۔ سید پیر فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹ صفر ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۸ء
 - ۳۔ مولانا سید حافظ محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۲ محرم ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۸ء
- آپ کے خواص مریدوں کے نام یہ ہیں۔

- (۱) پھولپوری احمد دہچیمہ ساکن حسن والی ضلع گوجرانوالہ
- (۲) میاں سر بلند المعروف سر بندھی لوہار ساکن سرانوالی ضلع گوجرانوالہ
- (۳) میاں کرم الہی بخار ساکن چک نہالو ضلع گوجرانوالہ
- (۴) میاں پیر محمد ماچھی ساکن گاکھڑہ کلاں ضلع گجرات

حضرت سید محمد امین نوشاہی کی وفات ہمارے ہمارے سال اٹھارہویں جمادی الاخر ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ مزار ساکن پال شریف ضلع گجرات میں گورستان نوشاہی علیہا میں ہے۔

حافظ سید ظہورالحسین قادری فاضل

حضرت سید حسین شاہ قادری بنالوی کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر سید ظہورالحسین سجادہ نشین درگاہ فاضلیہ بنالہ شریف کے سابقین سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے قرآن مجید حفظ فرمایا اور علوم ظاہری و باطنی میں بھی تکمیل کی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت کی۔

آپ کی بے شمار کرامات ہیں نہایت بلند ہمت انسان تھے۔ لنگر کا انتظام نہایت اہتمام سے کرتے تھے۔ ہمیشہ پاکیزگی میں سوار ہو کر دورہ تبلیغ کرتے تھے۔ دربار میں بالا خانے کی نہایت پختہ اور خوب صورت عمارت آپ نے ہی بنوائی تھی۔ برطانوی حکومت نے آپ کو برادرنشلی درباری مقرر کیا تھا۔ لاہور تشریف لائے تھے۔

وفات آپ کی مقام بنالہ شریف ۱۰ شوال ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۹۰۱ء عہد ملکہ وکٹوریہ میں ہوئی۔

اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

آقا سید سپہ خان قادری

نام سید اکبر شاہ بن سید عیسیٰ شاہ بن علامہ کبیر سید موسیٰ شاہ نقا۔ اقب قطب وقت اور آغا پیر جان صاحب نقا۔ پانچ واسطوں سے سید حسن بادشاہ پشاور سے نسباً ملتے ہیں۔ جب بڑے ہوئے تو اپنے بڑے بھائی سید غلام صاحب سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ اور خلافت حاصل کی۔ اس مسک کی اشاعت و تبلیغ میں آپ نے ہندوستان کا بل اور عرب کے متعدد سفر کئے۔ ولادت ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔ سکون کا عہد پایا۔

امیر شیر علی خاں والی کابل سے آپ کے اچھے مرسم تھے۔

جب حج کے لئے براستہ لاہور مبعی پیچے تو یہاں آپ کے ساتھ خواجہ اللہ بخش تونسوی بھی شامل ہو گئے۔ اس سفر میں آپ کے والد سید سکندر شاہ بھی تھے۔

وفات ۲۸ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ میں بروز شنبہ ہوئی۔ اور پشاور میں اپنی آبائی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

میاں مستند بخش قادری

نسباً آپ فاروقی تھے اور سلسلہ نسب حضرت عثمان غنی تک پہنچتا ہے۔ والد گرامی کا نام میاں شمس الدین قادری تھا۔ اور دادا میاں دین محمد قادری تھے جو حضرت پیر دہرمی والے کے حلقہ ارادت میں تھے۔ ولادت آپ کی کمری شریف ضلع بہلم میں ہوئی۔ دربار کمری شریف کی منہ کافی مدت سے آپ کے خاندان کے تھوڑے میں تھی۔ حضرت میاں شمس الدین کے تین فرزند تھے

۱۔ میاں بہاول بخش سجادہ نشین۔

۲۔ میاں مستند بخش

۳۔ میاں علی بخش

آپ کی ولادت ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں ہوئی۔ آپ نے بچپن سے ہی علوم ظاہری و

بالٹی کی تکمیل کر لی تھی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو ملک کے بیشتر حصوں میں سیوریہ صحت اور بزرگانِ دین سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ کثیر بھی گئے۔ وہاں کے بزرگ شیخ احمد ولی کاشمیری سے بھی فیض حاصل کیا۔ کثیر کے جنگوں میں آپ نے کئی ایک مجاہد سے کئے۔ سعادت پیران پیر نیر غوث الاعظم کی آپ نے زیارت کی تھی۔ پھر آپ چکوتری شریف چلے گئے جہاں دریائے پنجاب کے کنارے بابا جگوشاہ سہروردی مہذب سے ملاقات کی۔

”سیدھاں“ پنجابی مصنفہ نجم سینہ میں لکھا ہے کہ میاں محمد بخش مصنف سیف الملوک لاہور آئے اور اپنے آباؤ اجداد میں سے مولوی عبداللہ کے مکان میں ٹھہرے یہاں میاں صاحب نے پانچ ماہ قیام کیا اور سیف الملوک کتاب کو مکمل کیا۔ یہ کتاب آپ نے ۲۲ سال کی عمر میں مکمل کی اور ایک سال میں مکمل کر لی تھی۔

تصنیفات میں سے تحفہ میراں، قصہ سوہنی مہینوال، قصہ شیخ صفیان، تحفہ رسولیہ، کدماتِ غوث الاعظم، قصہ مرزا صاحبان، عشق سنی، شیریں فرہاد، نیرنگ شاہ منصور، گلزارِ فقر تذکرہ مقیمی، ہدایت المسلمین اور سیف الملوک مشہور ہیں۔
نمونہ کلام:

واہ واہ میراں شاہ شہانداستید دو میں جہاں میں
غوث الاعظم پیر پیروں دا ہے محبوبِ سبحانی
نائب دادک دلوں اُچھٹا سچا حسابوں نسبوں
نبیانِ نالوں گشت نہ رہی ہر وصفوں ہر دسوں
آل نبی اولاد علی دی صورت شکل انسانی
نام لیاں مکہ پاپ نہ رہندے میل اندر دی جائی
غوثانہ سے سر حضرت میراں قدم مبارک دھریا
جو دربار انہانہ آیا سنی جہاندا مہربیا

وفات میاں محمد بخش کی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ اور کھڑی شریف میں اپنے آبائی

قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت عبدالوہاب قادری المشہور بہ پیر مائٹی شریف

حضرت عبدالغفور اخوند سوات کے خلف نگہ ہیں جنہوں نے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو غیر معمولی فروغ بخشا۔ ان میں آپ کا نام گرامی ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔ آپ نے احیائے ملت اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر بے شمار معائب و آلام بھی جھیلے۔

آپ کے آباؤ اجداد موضع اکوڑہ ٹھک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے لیکن سکھا شاہی کے دور میں آپ کے والد مولانا ضیاء الدین اپنا وطن چھوڑ کر بداش میں آگئے اور اس موضع کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ حضرت عبدالوہاب اس وقت آپ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد آپ اور آپ کی اولاد دیرہ کٹی خیل میں مقیم ہو گئے۔ اس زمانہ میں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت عبدالغفور اخوند سے بیعت کر لی۔ ۱۲۸۶ھ میں جب انگریزی افواج نے ملاکنڈ اور سوات پر تہمت کرنے کی نیت سے حملہ کیا تو آپ نے اپنے پیرو مرشد کی طرف سے بہادری کے خاتعہ جوہر دکھائے۔ جس پر آپ کو خلافت ملی۔

قیام مانگی شریف اور چونکہ موضع کٹی خیل میں پانی کی کمی تھی اس لئے آپ اپنے مرشد کی ہدایت پر مانگی شریف منتقل طور پر آباد ہو گئے اور پیر مانگی شریف کہلانے لگے۔ آپ کو مغربی تہذیب سے انتہائی نفرت تھی۔ مجالس میں ساوگی آپ کا شعار تھا۔ آپ لاہور بھی قسریٹ لائے تھے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ عبدالحق ثانی ۲۔ عبدالرزاق عروت حاجی گل
- ۳۔ عبدالرحمن ۴۔ عبدالغنیوم
- ۵۔ عبدالواسع

آپ کے بہت سے خلفائے مکرریدین کی تعداد تو بے شمار تھی۔ آپ کی تصانیف میں احکام المذاہب اور ہدایت الابرار بہت مشہور ہیں۔

وفات اکتوبر ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔

مزار اقدس ماہی شریف میں زیارت گاہ خاص و عوام ہے۔ وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے عبدالحق ثانی سجادہ نشین ہوئے۔

پیر فقیر اللہ شاہ قادری نوشاہی

آپ کے والد کا نام پیر محمد شاہ بن پیر فاضل شاہ تھا۔ نوشاہی برتن داری سلسلہ میں اپنے والد صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ شب و نیکل عبادت الہی میں ہر وقت مصروف رہتے روحانی اور جسمانی بیماریوں کے معالج تھے۔ امیر اور جدام داسے آپ کے دم میحانی سے شفا پاتے تھے۔ بدوہی سے لاہور تشریف منسب پڑھا کرتے تھے۔
وفات آپ کی وفات سید شرافت نوشاہی نے شریف التواریخ کی تیسری جلد کے چھٹے حصے موسم بہ صائف الاسرار میں ۱۳۲۷ھ لکھی ہے۔ مطابق ۱۹۰۷ء۔
مزار اقدس بدوہی ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے۔

حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ صاحب نیک اختر نوشاہی قدس سرہ

ساجن ہال شریف ضلع گجرات

آپ عاشق ذاتِ خدا کے لایزال۔ محبوب ایز و متعال۔ معلم الوار روحانی مدد صفا بہائی قلب الاقطاب۔ فرد الاسباب۔ یوسف و ہاجر۔ ابراہیم ہریت صاحب خلق و محبت و شوق و ذوق تھے۔

آپ کا نام محمد شاہ۔ القاب شاہ صاحب۔ اور نیک اختر تھے۔ آپ حضرت مولانا سید محمد امین مختار الدین نوشاہی کے فرزند مکرم اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی ولادت ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔ آپ نے علوم و فاضلہ کی تکمیل اپنے والد بزرگوار اور علم حقیقی سید محمد شفیع نوشاہی اور مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سے کی۔ پھر چند سال گاکھڑہ کلاں میں مولانا جمال الدین حقی کے پاس رہے۔ اور فقہ و حدیث و

لب و دہاں سے پڑھی آپ کا سلسلہ تلمذ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جٹک پنچتا ہے۔ آپ فاضل متبحر۔ قرآن مجید کے حافظ تھے آپ کو اشائیں علوم و فنون میں مہارت تھی۔

آپ کو پانچ سال کی عمر میں اپنے جدامحمد حضرت سید حافظ قل احمد پاکدات نوشاہی ثانی نے ذکر کھلیتہ کی تلقین سے نوازا اور آپ کے حق میں بہت بشارتیں فرمائیں۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی بیعت سے سرفراز ہو کر مقامات سلوک قادریہ کو طے فرمایا۔ اور خلافت کبریٰ حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت سید محسن شاہ نوشاہی قادری لاہوری کے فیض سے مستفیض ہوئے آپ ظاہر و باطن بطریقیت پیراستہ تھے۔ اپنے جدامحمد کی ولادت میں مقام غوثیت پر فائز ہوئے۔ سب سلسلوں کے درویش آپ کے حضور میں آکر سبق حاصل کرتے تھے۔ آپ کی استعداد بہت بلند تھی۔ خوارق و کرامات اکثر صادر ہوتے تھے۔
آپ کی سہادگی کے پندرہ سال میں ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں روضہ اقدس نوشہ گنج بخش کی مرمت ہوئی۔ اور سفیدی کرائی گئی۔

آپ کو مرتبہ لاہور شریف سے گئے۔ محلہ شاہ ابوالعمال ہیں آپ کے کچھ مرید و احباب رہتے تھے ان کے ہاں ٹھہرتے۔ درگاہ حضرت شاہ ابوالعمال اور مزار حضرت داتا گنج بخش کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے۔

آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ جلد دوم موسم بہ طبقات النوشاہیہ اور کتاب اذکار نوشاہیہ میں سے لکھے گئے ہیں جو سید ابو ظفر شریف احمد شرافت نوشاہی کی تصنیف سے ہیں۔ نیز شرافت صاحب نے آپ کے حالات میں ایک مستقل کتاب "تذکرہ مسند شاہی" لکھی ہے جو تقریباً ایک ستر صفحہ کی ضخامت رکھتی ہے۔ آپ کے کرامات، مقامات، واقعات بتفصیل بیان کئے ہیں۔

آپ کی تصنیف سے مندرجہ ذیل کتابیں سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

- ۱۔ روزنامہ مسند شاہی۔ یہ آپ کا ستر سالہ روزنامہ ہے۔
- ۲۔ مکتوبات مسند شاہی۔ جمع کردہ سید شرافت نوشاہی مرحوم۔
- ۳۔ ملفوظات مسند شاہی۔ جمع کردہ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی مرقدہ سید شرافت۔

۴. کتاب الفوائد - مرتبہ میر شرافت نوشاہی۔

۵. فہرست تفسیر حسینی - تین مرتبہ مطالعہ کے بعد آپ نے مرتب فرمائی۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔

(۱) سید سرور عالم - بھر ہفت روزہ انتقال فرمایا۔

(۲) اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی متوفی ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

(۱) میاں غلام محمد فقیر - متوفی ۱۳۳۳ھ متوطن اگر وہ - مدفون کاکڑہ۔

(۲) شیخ عمر شاہ درویش - متوفی ۱۳۳۵ھ مدفون کوئی لاہاراں - ضلع سیال کوٹ۔

(۳) سائیں مایہ شاہ درویش - متوفی ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ھ مدفون سارنگ - ضلع جکڑت۔

(۴) سائیں فرمان علی خٹکوتی - متوفی ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ھ مدفون ساہن پال شریف۔

حضرت سید حافظ محمد شاہ صاحب کی وفات بھر چھپن سال بائیسویں محرم ۱۳۲۷ھ

مطابق ۱۹۱۵ھ میں ہوئی۔ مزار ساہن پال شریف - ضلع گجرات میں مقبرہ نوشاہیہ میں ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۵۱ھ بمقام بریلی ہوئی۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی بن مولانا مفتی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بن حافظ کاظم علی خاں بن محمد اعظم خاں بن سادات یار خاں بن مولانا سید اللہ خاں۔ بریلی شہر علاقہ روہیل کھنڈ کا مرکزی مقام ہے۔ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔ اور چھ سال کی عمر میں ایک مجمع کثیر کے سامنے بیچ اولیٰ کے بیٹے میں طہر پور سالہ میلاد پڑھا۔ ۱۲۸۵ھ تک تمام درسی علوم سے خارج ہو گئے اور مغفل و منقول کی تحصیل اپنے والد گرامی سے کر لی۔ اور اس دن انہوں نے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ ۱۲۸۵ھ میں حضرت شاہ اکبر رسول قادری ماہر دی سے بیعت ہوئے اور تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ ۱۲۸۵ھ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ زیارت حرمین الشریفین سے

مشرق ہوئے۔ اور وہاں کے اکابر علماء و فضلاء یعنی سید احمد دہلوی مفتی شافعیہ اور عبدالحی سراج

مفتی فقیہہ سے حدیث - فقہ - اصول - تفسیر اور دوسرے تمام علوم و فنون کی تکمیل کی۔ اور سند حاصل کی۔

ایک دن نماز مغرب مقام اہل بیہم علیہ السلام میں ادا کی۔ نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح

جمل قبلی بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک ان کی پیشانی

کو تھامے رہے اور فرمایا **قَدْ مَاتَ اَبْنُ هَذَا الْجَبَانِ** ایک بیک میں اس پیشانی سے

اللہ کا نور دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد معراج بستہ کی سند اور سلسلہ عالیہ تلامذہ کی اجازت اپنے دستخط

خاص سے مرحمت فرمائی۔ بریلی شہر صرف آپ کی وجہ سے ہی اکانات و اطراف و نیا میں مشہور ہوا

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کئی دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

مولانا سعید اللہ خاں جو آپ کے اجداد میں سے تھے۔ عہد حکومت مغلیہ میں قندھار سے

لاہور تشریف لائے۔ لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی تشریف لے گئے۔

اس وقت آپ شش سزائی تھے اور خطاب شجاعت جنگ بلا۔

ورود لاہور مجھے سید ابوالبرکات قادری نے بتایا ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ اور

کئی دوسرے معتبر حضرات نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مفتی اعجاز دلی خاں نے مؤلف کتاب کو

بتایا کہ ان سے شیخ محمد دین ٹھیکیدار محل روڈ لاہور نے بتایا کہ جب اعلیٰ حضرت بریلوی لاہور

جامعہ نعمانیہ کے ایک اجلاس میں دستار بندی کے لئے تشریف لائے تھے تو شیخ صاحب موصوف

نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے نماز عصر ادا کی تھی۔ اس کے علاوہ حیات اعلیٰ حضرت میں مولانا نظرائے

بکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت جب لاہور انجمن نعمانیہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے

تھے تو مدرسہ ہذا کے منتظمین نے ایک مدرس کی خدمات آپ سے طلب کیں تو آپ نے فرمایا

کہ وہ بریلی واپس جا کر ایک مدرس لاہور بھیجیں گے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے واپس بریلی جا کر

مولانا خضر الدین کو لاہور میں بھیجا اور وہ کچھ عرصہ جامعہ نعمانیہ میں بطور مدرس کے کام کرتے رہے۔

آپ اپنے وقت کے زبردست عالم عارف - معتمد اور فقیہ تھے اور اس صدی کے مہتمم

تھے۔ متداول علوم عربیہ ادریہ میں ماہر کامل فنون عقلیہ و نقلیہ میں ایجاد و اجتہاد پر ناز تھے نسبت

گوئی میں آپ کا مرتبہ کرامت علی شہیدی - حسن کاکوروی - بیگلہ رامپور - امیر مٹانی - حضرت موبائی

لغز علی غاں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ مقلد پاکستان علامہ اقبال قادری نے علی گڑھ میں فرمایا تھا کہ۔
مولانا بریلوی جیسا طباع اور ذہین فقیہ کم ہی نظر آتا ہے۔ ان کے فتاویٰ ان کے ذہانت، فصاحت اور
جوہر طبع کے شاہد عادل ہیں۔ رفاصل بریلوی اور ترک موالات! آپ کے تبصر علی کوثر صحت علی کے
ہندوستان، بلکہ عرب و عجم خصوصاً مکر مغلہ و مدینہ منورہ کے مفتیان مذاہب اربعہ جی تسلیم کرتے ہیں
تضعیفات! آپ نے ساری غیر تصنیفات نایف کا سلسلہ جاری رکھا۔ کنز الایمان کے نام سے
آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ دیگر تمام تراجم سے ممتاز اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ تراجم
سرتیدا احمد غاں، میرزا حیرت دہلوی، مولوی فتح محمد غاں جالندھری، ڈیچن نذیر احمد دہلوی، مولوی
اشرف علی قتلوی، شیخ محمود حسن دیوبندی اور مولانا مودودی اس کے مقابل میں کسی گنتی میں
نہیں ہیں۔ یہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔ زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے
عوامی لغات اور بازاری زبان سے یکسر پاک ہے۔ حضرات انبیاء کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان
ہے۔ قرآن مجید کے مخصوص موادوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

آپ کے ناس ففہی مسائل میں فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں میں بارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے
کم و بیش ایک ہزار تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ جو پچاس علوم و فنون پر حاوی ہیں۔ علم تفسیر، علم حدیث
علم فقہ، علم کلام و عقائد، تصوف و افکار، تجوید، تہذیب، تاریخ، سیر مناقب ادب، نحو، لغت، عروض
علم جبر و مقابلہ، نجوم و حساب، فلسفہ و منطق وغیرہ سبھی علوم پر آپ کا ذخیرہ کتب موجود ہے۔

فہرست خلفائے کرام اور ارشد تلامذہ

آپ کے بے شمار خلفاء تھے جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) مولانا عبدالعلیم قادری صدیق میرٹھی، (والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی)

(۲) مولانا ضیاء الدین قادری رضوی مدنی

(۳) حجت الاسلام مولانا حامد رضا غاں بریلوی

(۴) مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت

(۵) صدر الانشا مفتی نسیم الدین مراد آبادی

(۶) مولانا دیدار علی شاہ الہری (لاہوری)

(۷) مولانا محمد شمس علی کھنوی

(۸) محدث اعظم ہند مولانا سید محمد بیلائی کچھوچھوئی

(۹) مولانا نوب سلطان احمد غاں بریلوی

(۱۰) مولانا حسن رضا غاں برادر اوسطا علی حضرت

(۱۱) مولانا محمد رضا غاں برادر خود اعلیٰ حضرت

(۱۲) مفتی اعظم ہند مولانا مسطفیٰ رضا غاں بریلوی

(۱۳) مولانا ابو محمد امام الدین کوٹلی لوہاڑاں پالکوٹ پنجاب

(۱۴) مولانا احمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوئی

(۱۵) مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاڑاں ضلع سیالکوٹ

(۱۶) مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری

(۱۷) مولانا احمد حسین غاں امر دہلوی

آپ کا نعتیہ کلام

واہ کیا جود و کرم ہے شرہ بطعائیر
”نہیں صفتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا“
دھارے چلتے ہیں غل کے وہ بے ظفر تیرا
تارے کھلتے ہیں سفاک وہ ہے ذرہ تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے جعیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تسخیر
تیری سرکار میں لاتا ہے رقا اس کو شفیق
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بنیا تیرا

واہ کیا مرتبہ اسے غوث ہے بالا تیرا
اوپر اُنچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
ابنِ زہرا کو مبارک ہو عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدیق سے ڈولھا تیرا

بندۂ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر سرِ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر
قطب ابدال بھی ہے محور ارشاد بھی ہے مرکز دائرہ سر بھی ہے عبد القادر
مفتی شریع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبد القادر

سب سے ادنیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کچھ گنیں جس کے آگے رب ہی نہیں شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
غزوں کو مٹا مٹو دیجے کہے بیسوں کا سپہا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مُصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سپہارا اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جس کے سہرے کو عرابِ کعبہ جھکی اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا موجِ بحرِ خلافت پہ لاکھوں سلام

سُبا عنی

در شہر گرجان عبد القادر
ہوں نشر کنی کتاب عبد القادر
از متادریاں مجھو جدا گانہ حساب
دے سرِ شہر از حساب عبد القادر

اولاد! آپ کے دو صاحبزادے تھے۔

- (۱) حمزہ الاسلام مولانا مامدرضا خاں رحمۃ اللہ علیہ
- (۲) مولانا مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند مدظلہ

وفات! آپ کا وصال ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء عہدِ انگریزی حکومت میں ہوا۔ مزارِ پروردگار
بریلی شریف (ہندوستان) میں بنا۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ مامدرضا
خاں نے پڑھائی۔ "شیخ الاسلام والسلیب" مادہ وفات ہے۔

آپ کے یوم وفات پر بریلی شریف میں آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے اور لاہور میں مرکزی
مجلسِ رضا (لاہور) کے زیرِ اہتمام جامع مسجد نوری باغ خاں ریلوے اسٹیشن۔ لاہور آپ کا یوم
نہایت نزک و اشتہام سے منایا جاتا ہے۔

سید احمد اشرف اشرفی جیلانی کچھو چھوئی قادریؒ

آپ کے والد گرامی کا نام سید علی حسین شاہ اشرفی تھا۔ نہایت ثکبیل و وجیبہ تھے۔
ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۹ء بروز جمعہ ۱۳ شوال کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اساتذہ کچھو
سے حاصل کی۔ مفتی الحف اللہ علی گڑھی سے درسیات کی تکمیل کی۔ عالمِ رؤیا میں آنحضرت سرورِ
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔
بیعتِ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے اجلہ تلامذہ میں تھے اور انہیں سے فیوض و
برکات حاصل کئے۔

اعلیٰ حضرت کے قصیدہ معراجیہ کے شارح تھے۔ برسِ ماہِ برس جامعہ اشرفیہ روح آباد
شریف میں مسندِ درس پر فائز رہے۔ لاکھوں کا حلقہ ارادت تھا۔ وعظ نہایت پُر تاثیر
ہوتا تھا۔ لاہور کی حاضری دی تھی۔

وفات ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں ہوئی۔ اس وقت آپ کے والد گرامی حیات تھے۔ وصال
برسِ طاعون ہوا۔ شاہ محمد مختار اشرفی آپ کے بڑے صاحبزادے آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے

حافظ غلام قادر شاہ قادریؒ

آپ کی ولادت باسعادت جالندھر محلہ خرویاں میں ۱۲۸۲ھ میں ہوئی۔ حافظ غلام رسول
جالندھری سے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا جب فوراً بڑے بڑے تو سلسلہ عالیہ قادریہ

میں حضرت غلام محی الدین خاں المعروف پیر قادری سے بیعت کی۔ ملری سید کو رز شملہ میں ملازم تھے۔ وہاں سے پنشن لے کر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ مولانا غلام قادر گرامی آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کہتے تھے شجرہ بیعت اس طرح ہے۔ آپ نے حضرت غلام محی الدین خاں پیر قادری سے بیعت کی۔ انہوں نے حضرت نور احمد عرت سابق منکشف سے۔ انہوں نے قائد عبدالرسول شاہ سے۔ انہوں نے شاہ غلام غوث بٹالوی سے۔ انہوں نے حضرت غلام قادر شاہ بٹالوی سے۔ انہوں نے حضرت شاہ فاضل الدین قادری بٹالوی سے۔

آپ نہایت علیم، قلیع، دنیاوی معاملات میں محتاط تھے۔ ہر ایک سے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اپنے وقت کے غوث اور طلب مدار تھے۔ سوانح حیات حافظ غلام قادر شاہ میں ملتا ہے کہ ابدال، رجال الغیب جو دنیا میں مخالفت حضوں میں موجود ہیں اور مخالفت کاموں میں مامور ہیں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت بابا محمد حسین خاں قادری المتوفی ۱۳۱۵ھ بہت مشہور ہیں۔ جن کا مزار شملہ میں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی آپ کے کئی خلفاء تھے۔

حافظ غلام قادر شاہ صاحب لاہور بھی تشریف لاتے تھے۔ راجہ ہرنام سنگھ مہاراجہ کپور تھلہ کا چھوٹا بھائی جب گورنمنٹ پنڈاب کے نیر غتاب آیا تو آپ کی دعا و برکت سے ہی وہ اس غتاب سے محفوظ ہوا۔

آپ کا وصال ہالندھر میں ۵ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء بمقام پیر بہر ۳۸ سال ہوا۔ آپ کے بعد میاں شمس الحق قادری آپ کے فرزند سجادہ نشین ہوئے جن کی پیدائش ۱۳۸۶ھ میں بمقام شملہ ہوئی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی وفات گوجرانولہ میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۹۵۸ء کا ہے۔

حضرت حافظ محمد عبداللہ قادری

آپ اپنے چچا محرم حافظ محمد صدیق بانی بھرچندی شریف کے صحیح جانشین تھے۔ ولادت ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۳۸۶ھ میں ہوئی۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد درس نظامی میں سال کی عمر میں

مکمل کر دیا۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی عبداللہ بن تھا۔ جو شیخ اعظم حافظ محمد صدیق کے برادر خور تھے۔ مرزا میر کے سختی سے مخالفت تھے اور اسے دین و ایمان میں رخنہ تصور فرماتے۔ حضور سیدنا غوث الاعظم کے عرس کا باقاعدہ اہتمام فرماتے اور اس موقع پر بہترین پوشاک کسی درویش یا عالم کو دیتے۔ مدینہ منورہ اور مکتہ معظمہ کی زیارت کی۔ آپ کی محفل میں مسائل علیہ وقلوب کا ایک حسین امرواح ہوتا تھا۔ اکثر فرمایا کرتے۔ آج کل کے نفاق حرام کھاتے ہیں اور پاخانہ حلال پھرتے ہیں۔ نیا کپڑا جب تک دھو لایا نہ جائے گا ناز پڑھانے کے قابل نہ سمجھا جاتا۔ سیر و سیاحت کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے تھے۔

تحریک خلافت کے زمانہ میں آپ نے سندھ کو دلدار طب قرار دینے کی مخالفت کی۔ اور برصغیر پاک و ہند کے جیتر علماء سے اس کے متعلق فتاویٰ حاصل کئے۔ جن میں حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ بھی شامل ہے۔ اس نے بے شمار لوگ نقل مکانی سے پرہیز کئے۔

وفات آپ کی ۲۵ رجب ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ اور اپنے خاندانی قبرستان واقع بھرچندی شریف علاقہ سندھ میں دفن ہوئے۔

حضرت قاضی سلطان محمود قادری

آپا و اجداد والد ماجد کا اسم گرامی حضرت غلام غوث تھا۔ جن کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت غلام غوث بن حضرت غلام مصطفیٰ بن حضرت غلام محمد بن حضرت حافظ محمد محفوظ بن حضرت محمد حسین بن حافظ محمد جمال۔ حضرت غلام غوث تمام علوم مرتبہ میں مہر کامل تھے۔ خط نسخ و نستعلیق دونوں میں شگفتہ تھے۔ عقوان شہاب میں قصیدہ بردہ شریف اور دلائل الخیرات وغیرہ کا تخیل رہا۔

وفات ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۳۰۸ھ میں بمقام آوان شریف ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ ولادت و تعلیم و تربیت : ولادت آپ کہ آوان شریف میں ہوئی۔ جو گجرات سے بائیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ چچے اس قبیلہ کا نام محمد نور آوان تھا۔ سن ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۸۷ھ ہے۔ تکمیل علوم کے لئے گجرات، کداریاں، جہلم، پٹنہ اور کیمیل پور وغیرہ جگہوں پر گئے اور پچیس سال کی عمر تک تمام علوم پر حاوی ہو گئے۔ آوان شریف میں آپ کا ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا جس

سے طالبان دین استفادہ کرتے تھے۔ سلسلہ بیعت اس طرح ہے۔ تاجی سلطان محمود مرید حضرت عبدالغفور اخوند صاحب کے۔ وہ محمد شعیب قادری کے۔ وہ حافظ محمد قادری کے۔ وہ محمد صدیق قادری کے۔ وہ جنید پشاور کے۔ وہ احمد ملتان کے۔ وہ شاہ عالم دہلوی کے۔ وہ شاہ منور علی کے۔ وہ شاہ دولہ کبیر الدین کے۔ وہ محبوب سبحانی سید عبدالغفور جیلانی کے۔

بیعت: آپ نے قادری سلسلہ میں حضرت اخوند صاحب قادری سے بیعت فرمائی تھی۔ جن کا قیام سید و شریف بیات سوات میں تھا۔ پیر و مرشد کی حاضری کو عین ایمان سمجھتے تھے۔ آپ نے اس دربار میں دس حاضرین دی تھیں۔ حضرت اخوند صاحب نے آپ سے دو چٹے کرائے تھے۔ ایک چائینس روز کا اور ایک دس روز کا۔ حضرت اخوند صاحب کی وفات ۱۳۳۷ھ میں سید و شریف ہیں بری تھی۔

لاہور میں آمد: جب آپ ملتان تشریف لے گئے تو راستہ میں شب لاہور میں ٹھہرے۔ اور حضرت داتا گنج بخش کے مزار منور پر قیام کیا۔ آپ نے ایک دفعہ مولوی عبدالغفور لاہوری کو خط لکھا کہ حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان جویری کے حضور جب جاؤ تو قلب حاضر کے ساتھ جاؤ۔ اور دو چار ڈول پانی کھینچ لیا کرو۔ مزلف کتاب فیوضات غوثیہ میں لکھا ہے کہ حضرت تاجی صاحب نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے مزار گوہر بار پر حاضری دی اور رات کو وہاں قیام فرمایا ہے۔ سنا ہے کہ ایک موقع پر لوگوں نے حضرت کو میوہ کر کے حضور داتا صاحب کی مسجد میں دے دیا۔ حضرت نے منہ پر کھڑا کر دیا۔ حضور کچھ خاموش رہے پھر فرمایا کہ بھائیو! پڑھا تو بہت کچھ تھا مگر مجھ کو چکا ہوں۔ بس اتنا کہنا تھا کہ لوگوں پر رقت طاری ہو گئی۔ اور حاضرین نے رونا شروع کر دیا۔

اخلاق عالیہ: آپ کا لباس نہایت سادہ ہوتا تھا۔ تصنع آپ کو قطعاً پسند نہ تھا۔ رسم و رواج کے پابند نہ تھے۔ لوگوں کا کثرت سے آنا جانا ناپسند فرماتے۔ شہرت سے نفرت تھی۔ اور نہ ہی بڑے آدمیوں سے ملے۔ پسند فرماتے۔ تو آپ نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے۔ مگر ہدیہ قبول فرماتے۔ چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ اتباع نبوی کے نشہ میں ہمہ تن غمر اور شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہمہ تن معمور تھے۔ بلا تفریق مذہب و ملت ہر شخص سے مروت سے پیش آتے۔ اہل خانقاہ درویشوں اور خاندان مشائخ کا نہایت احترام فرماتے۔ طبیعت میں تحمل کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

خلفائے عظام

- ۱۔ صاحبزادہ محبوب عالم حقیقی بقیہ حضرت تاجی صاحب سجادہ نشین۔
- ۲۔ مولوی عبدالرحمن قادری ساکن پنڈی سریال ضلع کیمبل پور ٹانک۔
- ۳۔ مستری احمد بخش قادری۔ راولپنڈی۔
- ۴۔ ماسٹر اللہ بخش المتوفی پشاور۔
- ۵۔ مولوی سراج دین قادری لاہوری اولاد شاہ عنایت قادری لاہوری۔
- ۶۔ حافظ عبداللہ شاہ گجرات۔
- ۷۔ ملا نیاز الدین تیراہی المتوفی ضلع ہزارہ۔
- ۸۔ سائیں چچ شاہ المتوفی ضلع ہزارہ۔
- ۹۔ پیر شیر شاہ پنڈی میانی ضلع گجرات۔
- ۱۰۔ حضرت سید محمد شاہ قادری ضلع گجرات۔

آپ کے مداحین

- ۱۔ مولانا نبی بخش حلوانی لاہوری۔
 - ۲۔ میان محمد بخش مصنف بیعت الملک۔
 - ۳۔ پیر جماعت علی شاہ علی پور سیدل۔
- دیگر بیعت شدہ حضرات
- ۱۔ نواب فریاد بیگ فاضل مشر نظام حیدر آباد دکن۔

وصال: ساٹھ سال کی عمر میں پیلویوں نے آپ کے جسم کو لاغور اور گزور کر دیا تھا۔ آخری عمر میں عیشہ میں ہو گیا تھا۔ وفات سے تین سال قبل آپ اپنے مکان سے گاؤں کے دائرہ (چرواہا) میں منتقل ہو گئے تھے۔ اور آخری وقت تک وہاں ہی رہے۔ کیونکہ وہاں ہی آپ کے اباؤ اجداد کی قبور تھیں۔ یہاں آپ کی وفات یکم شعبان ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء میں بروز جمعہ ہوئی۔ تاریخ وصال "قلید سلطان محمود" اور "کل نفس ذائقہ الموت" سے نکالی گئی ہے۔

آپ کے خلیفہ حضرت ملا نیاز الدین تیرہوی نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔
مرقد منور اکوان شریف ضلع گجرات میں ہے۔

تصانیف و مکتوبات

آپ بالعموم فارسی میں خطوط لکھا کرتے تھے۔ ان خطوط کا نمونہ آپ کتاب "مقامات محمود" میں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ جو کہ آپ نے دقا فوقاً مقامات حضرت کو تحریر کئے تھے۔

حضرت شیخ ابراہیم الجیلانی بغدادیؒ

آئیناب حضرت غوث الاعظم بغدادی کی اولاد سے تھے اور بغدادی کی گدی کے سجادہ نشین جب آپ لاہور قشربٹ لائے تھے تو آپ نے مزنگ میں ایک امیر آدمی کے ہاں قیام فرمایا تھا اسی جگہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری آپ سے ملے تھے۔ چنانچہ ان دونوں بزرگان کی آپس میں مذہبی گفتگو ہوئی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری کا بھی مقام بہت بلند ہے۔ بعد میں حضرت شیخ ابراہیم الجیلانی جب ہندوستان گئے تو وہاں بیٹھی میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ وصال ۱۱۹۳ھ میں ہوا۔

آپ ہی کے خاندان سے ایک بزرگ آج کل پاکستان میں مقیم ہیں۔ "انبار جہاں" کراچی ۱۳۰۳ھ سن ۱۹۸۵ء ان کے متعلق پڑھ لکھتا ہے۔

پہن قادریت کے گل شاداب

پاکستان میں سابق سفیر عراق السید عبدالقادر الگیلانی مدظلہ کی ذات گرامی چمن قادریت کے عطر بزرگ شاداب کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی فضا کو خصوصیت کے ساتھ کراچی کی تقدیریت کی خوشبو سے زیادہ سطرطنے میں موصوف کی ذات والا صفات کو بڑا درجہ حاصل ہے اور کیوں نہ ہو وہ چتر و چراغ غوثیت ہیں۔ لہذا یہ کام انہی کا تھا۔ جولائی ۱۹۸۵ء میں وہ مملکت عراق کے سفیر و کبیر کی حیثیت سے پاکستان قشربٹ لائے تھے لیکن اب محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مؤرخہ اعلیٰ شیخ

بغدادی بھی کے یہ ہم نام ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں اپنے سلسلے کی سفارت بھی ان ہی کے سپرد فرمائی اور موصوف نے یہ دونوں فراتیں جس خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ اس کو عراق اور پاکستان دونوں ممالک کے عوام و خواص خوب جانتے ہیں۔ مارچ ۱۹۸۵ء میں آپ سفارت کے عہدے سے سبکدوش ہو کر عراق واپس جانے لگے تو اہل پاکستان کی محبت نے ان کے قدم پکڑ لئے آپ کا اعلیٰ کام توئے ہوئے دلوں کو جوڑنا ہی تو ہے۔ پھر جیلا آپ پاکستانیوں اور خاص طور پر اپنے حلقہ بگڑٹوں کے دلوں کو توڑ کر کس طرح جاسکتے تھے۔ آپ کے دم سے کراچی جیسے معروف اور کاروباری شہر میں بڑی روحانی آسودگی پائی جاتی ہے آپ کی ملاقات سے ایک عجیب روحانی مستی حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی زندگی میں شیخ بغدادی کی سیرت و کردار کا عکس دکھائی دیتا ہے اور یہ کوئی حیرت یا تعجب کی بات جو بھی نہیں۔ کیونکہ آپ غوث الاعظم کی سولہویں پشت کی شمع روشن ہیں۔ آپ کو دفتر مدینہ الاولیاء لاہور قشربٹ لائے ہیں۔

ایک دوسری معروف ہستی حضرت سید آل الگیلانی السید الشریف طاہر مدظلہ الدین گیلانی النقیب قادری بغدادی کی ہے جو اس وقت شاعر الگیلانی دربار غوثیہ کوئٹہ میں حضور غوث الاعظم کے فضیلت و تعلیمات کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالمجید بدایونی قادریؒ

آپ بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان کے چتر و چراغ تھے۔ ولادت ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۷ء میں ہوئی۔ بڑے بڑے اساتذہ فن سے تعلیم حاصل کی۔ قیام وہلی میں حکیم جمل ناں سے بھی طب میں تکمیل کی۔

سیاست میں بھی پورا حصہ لیا۔ حکیم جمل ناں۔ ہندیت موقی لال نہرو۔ مولانا محمد علی جوہر اور سرگاندھی کے ساتھ پورے ہندوستان کا دورہ کامل آزادی حاصل کرنے کے لئے کیا۔ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔

قادریانوں۔ جیسائیوں۔ آریوں اور غیر مقلدوں سے آپ نے بہت سے مناظرے کئے اور ان کو ہر مقام پر شکست فاش دی۔ نہایت دلولہ انگیز و خلیب تھے۔

اپنے پیر و مرشد مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی کی معیت میں بغداد مقدس کا سفر کیا۔ راجہ صاحب سلیم پور، نواب سرما قلا احمد سید خاں پھناری اور لارڈ مسٹن گورنر صوبہ یو۔ پی۔ آپ کی علیت کے بہت قائل تھے۔

وفات ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔

مزار مقدس بدایون میں ہے۔ نماز جنازہ شیخ الاسلام شاہ عبدالقادر بدایونی نے پڑائی۔

حضرت قادری حافظ شاہ محمد سلیمان پھلواڑی قلاوری چشتی رح

آپ کی ولادت موضع پھلواڑی نزد عظیم آباد پٹنہ کی قدیم اور ایک معمولی سی بستی میں ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام محمد داؤد اور دادا کا نام مبارک شاہ محمد محبوب عالم قلاوری تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی اور پھر لکھنؤ میں مولانا عبدالحمید فرنگی علی۔ سہلن پور میں مولانا احمد علی محدث اور دہلی میں سید نذیر حسین محدث موٹنگیری وغیرہ ہر سہ سرچشموں سے فیض حاصل کیا۔ سلسلہ قلاویہ میں شاہ فضل الرحمن گنج مرادی آبادی سے خلافت حاصل کی۔

ورود لاہور: آپ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں شریک ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ مولانا محمد سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید سلیمان ندوی۔ مولانا سلیمان اشرف خلیفہ علیہ حضرت اور آپ یہی چاروں سلیمان پھلواڑی شریف ہیں اکٹھے ہوئے تو آپس میں بات چیت کے درمیان آپ نے فرمایا کہ میں ہی صرف سلیمان بن داؤد ہوں جس سے مغل مغزن زار بن گئی۔

۱۹۳۸ء میں جب میں پھلواڑی شریف گیا تو آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور آپ اور آپ کے بزرگان کے مزارات پر حاضری دی تھی۔

آپ کے مکاتبات ۱۹۶۹ء میں کراچی سے بنام شمس المعارف شائع ہوئے ہیں۔

وفات ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔

مزار آندیس پھلواڑی شریف نزد پٹنہ صوبہ بہار میں واقع ہے۔

حضرت شاہ علی حسین اشرفی قلاوری رح

اسم گرامی سید علی حسین کنیت ابو احمد لقب خاندانی شاہ پیر اور اعلیٰ حضرت۔ خطاب سہادہ نشین سرکار کلان اور تخلص اشرفی تھا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔

آپ ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی سے حاصل کی۔ پھر مولوی امانت علی کچھوچھوی۔ مولوی سلامت علی گھر کچھوری اور مولوی قلاویہ بخش کچھوچھوی سے حاصل کی۔ ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں اپنے برادر کلان شاہ ابو محمد سے بیعت کی ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں آپ کی شادی حمایت اشرف کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۲۸۷ھ میں آپ نے آستانہ اشرفیہ پر ایک سال چلہ کشی کی اس کے علاوہ آپ نے حضرت سید عبدالقادر خلیفہ سید شاہ علی سہادہ نشین بغداد شریف سے بھی اکتساب فیض کیا۔

ورود لاہور: اعلیٰ حضرت متعدد بار لاہور آئے۔ آخری بار ۱۲۸۵ھ میں تشریف لائے۔ امتامت بشیر اوقات انجمن حنبی الاحناف کے صدر و دفتر واقع مسجد محققہ دیار وانا گنج بخش میں ادا کرتے۔ اس دوران آپ نے ایک فقہ نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ میں نہ مفتی ہوں نہ مقرر اور نہ داعظ۔ ایک فقیروں سیکن حضور غوث پاک کا پوتا۔ آخر میں مزار گنج بخش کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ لوگو۔ گنج بخش کی گواہی میں یہ کہتا ہوں کہ جس شخص نے روز قیامت حضور غوث پاک کے جھنڈے تلے اٹھنا ہے وہ اس فقیر سے بیعت کرے۔ یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت نے اپنا دھمال آگے بڑھا دیا لوگوں نے داتا دربار ہی میں رد مال سے پگڑیاں باندھ باندھ کر ایک سلسلہ بنا دیا جسے دونوں ہاتھوں سے تمام کر سیکڑوں لوگ سعادت بیعت سے مشرف ہوئے۔

کبھی کبھی قیام لاہور میں ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ چونامنڈی لاہور کے مکان پر بھی قیام فرماتے۔

حج بیت اللہ: ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں آپ سہادہ نشین پر تہمت ہوئے۔ چار بار حج بیت اللہ کیا۔ پہلی بار ۱۲۸۷ھ میں دوسرا ۱۲۹۰ھ میں تیسرا ۱۲۹۳ھ میں اور چوتھا ۱۲۹۳ھ میں۔

تُخلفاء

- ۱۔ حضرت سید آل حسن حضرت میاں صاحب سپاہہ نشینؒ
- ۲۔ صدرالافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادیؒ
- ۳۔ ابوالامام سید محمد محدث کچھوچھوؒ
- ۴۔ ڈاکٹر غلام بھیک نیرنگؒ
- ۵۔ مولانا ابوالحسنات قادری لاہوریؒ
- ۶۔ مفتی ابوالبرکات قادری لاہوریؒ
- ۷۔ مولانا عارف اللہؒ

کلام

آپ گلابے بگا ہے اُردو فارسی اور ہندی اشعار بھی کہتے تھے۔ لیکن یہ اشعار آپ کے مسلک کے مطابق روحانیت میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ کا پورا کلام عارفانہ ہے۔ یہ کلام "تہائف اشرفی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔
وفات آپ کی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔

حضرت پیر غلام قادر شاہ قادری نوشاہیؒ

اسم مبارک صاحبزادہ غلام قادر شاہ انصاری قادری نوشاہی برتھنڈازی جالندھری ہے۔ آپ کے والد کا نام پیر محمد شاہ بن میاں غلام محی الدین بن مولانا محمد اعظم انصاری تھا۔ جالندھر کے معزز رؤسا اور اکابرین شہر سے تھے۔ تعلیم مولانا خلیفہ محمد ابراہیم جالندھری سے پائی۔ شیخ غلام قادر گرامی کے ہم سبق تھے۔

بیت: شیخ شیر شاہ المعروف قادر شاہ نوشاہی برتھنڈازی لاہوری سے تھی۔ ان کی ملاقات کے واسطے کئی مرتبہ لاہور آئے۔ اور کئی مرتبہ مفتی غلام سرور لاہوری سے بھی ملاقات کی۔

آپ کے اشعار بہت اچھے ہوتے۔ تخلص آخر تھا۔

تصنیفات: ۱۔ اشادات الشفا۔ ۲۔ انوار القادریہ المکتبۃ ریاض القشالبیہ۔

- ۳۔ آئینہ عرفان۔
- ۴۔ دیوان اشعار۔
- ۵۔ گلدرستہ نوشاہی۔

آپ نے "دیوان اشعار" مناجات و دستگیر ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں تحریر کیا ہے۔
نوز کلام اس طرح ہے۔

فدا ہوں دے اپنے طالع مسودہ مستم کا
کہ دامن ہاتھ آیا ہے جناب غوث الاعظم کا
میں اس کے آستان فیض عنوان کا جیساں ساہوں
کہ جو نائب ہے ختم المرسلین و خسر آدم کا
لگا ہو گا آخر یہ اشتہار عام مشر میں
نہیں جنت میں داخل ہو گا دشمن غوث الاعظم کا

گدا ہے جو کہ تیری آستان کا یا غوث شب
حقیقتاً ہے وہ سلطان جہاں کا یا غوث
ادب سے اولیاء ہوتے ہیں سائے سر بسجود
پھر میرا دیکھ کے تیرے نشان کا یا غوث

زینت کون و مکان ستید عبدالقادر
فخر بر دور زمان ستید عبدالقادر
ڈرتے اس منک کے بن جاتے ہیں خود شیدائیں
پاؤں دھرتے ہیں جہاں ستید عبدالقادر

حامی بردوسرا میں غوث اعظم دستگیر
شافع روز جہاں میں غوث اعظم دستگیر

کیوں نہ اٹکے اور سے سارا جہاں پُر لہو
زینتِ مصطفیٰ ہیں غوثِ اعظم و ستیگر

توقیر و رتبہ بنداد
جو خوش نصیب ہیں شیدا و دارِ بغداد
مزد وہ پائے گاشنیم و کوشش کا
نصیب ہو گا جسے آبِ دجلہ بنداد

سچو گاہِ انس و جان ہے آستانِ محی الدین
ہے نشانِ رحمتِ یزدان نشانِ محی الدین
آپ نے لی ہے کفایت اور کسب ہے لائق
دو جہاں میں مطمئن ہیں سدا و مانِ محی الدین

وفات : غلام قادر شاہ کی وفات ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں ہوئی جبکہ نیر شرافت نقشبانی
نے اپنی کتاب شریعت التواریخ کی تیسری جلد کے انھوں ہی حصہ موسوم بہ شواہد الانکار میں لکھا ہے ۔
مزارِ اقدس : ہالندھر بستی شیخ درویش میں ہے ۔

حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی قادریؒ

آپ کا نام فضل واحد بن فضل احمد ۔ نسلاً سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ ولادت آپ کی
۱۲۸۶ھ میں بمقام ترنگ زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مولانا ابوبکر غوث زلزلہ
سے حاصل کی۔ آپ کو شروع سے ہی جہاد میں شمولیت کا بہت شوق تھا۔ ۱۲۹۶ھ میں جب انگریزوں
نے دوبارہ ملاکنڈ پر حملہ کیا۔ حاجی صاحب بھی اس معرکہ میں شامل ہوئے۔ اور انہوں نے دشمن
کے خلاف خوب دادرشجاعت دی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت آپ نے حضرت نجم الدین انخوند
زاوہ معروف بہ ہڈے ملا صاحب سے کی۔ ۱۳۰۲ھ میں جب بٹے نظامیہ کا انتقال ہو گیا۔ تو صاحبی

ترنگ زئی نے ان کے خلیفہ مولیٰ عالم گنہ سے تجدید بیعت کی۔ اور ان سے تاحیر سلسلہ میں خلافت حاصل
کی۔ ۱۳۱۹ھ میں آپ دوبارہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ نے پشاور اور مردان کے
علاقوں میں تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ جاری کیا۔ پھر آپ نے دینی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع کیا۔ اس
زمانہ میں آپ کو انگریزوں نے گرفتار کر لیا۔ اور جیل بھیج دیا۔ جہاں آپ تین سال تک رہے۔ جیل میں
بھی آپ نے بے شمار مجرموں کو راہِ ہدایت پر لگایا۔ رہائی کے بعد آپ نے اشاعتِ دین، اصلاحِ رسوم
اور اصلاحِ کلمۃ الحق میں زیادہ وقت دینا شروع کر دیا۔ جنگِ عظیم ۱۳۱۹ھ میں آپ نے ترک وطن
کیا۔ اور مورکرم میں مستقل طور پر متوطن ہو گئے۔ اور پھر اپنی زندگی کا مقصد انگریز کے خلاف جہاد
کرنا بنالیا۔ اور کئی دفعہ مختلف مقامات پر حاجی صاحب کے مجاہدین نے انگریزی افواج کے دانت کٹے
کئے۔ لاہور تشریف لائے تھے۔

وفات آپ کی ۱۳۶۰ھ میں بمرورہ سال ہوئی۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غازی کی مسجد
غازی آباد میں دفن کیا گیا۔

وفات کے بعد آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

مولانا محمد علی قادری مجددیؒ

آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔ عالم بھی تھے۔ اور مفتی بھی۔ طریقت میں آپ قادریہ مجددیہ میں
بیعت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے دادا حضرت محمد مکرم المعروف نقشا شاہ قادری بہت بڑے بزرگ
تھے اور آپ کے والد حضرت نظام الدین قادری بھی بہت عالم فاضل بزرگ تھے۔ ان حضرات کی سہلی
جلیلہ سے دو کور دُور تک ظاہری اور باطنی علم پھیل گیا۔ مدتوں تک لوگ فتویٰ کے لئے خانقاہ قادریہ
منج گڑھ سے رجوع کیا کرتے تھے اور اس گھرانے سے بیعت کیا کرتے تھے۔

بابا کریم بخش قادری مجددی آپ کے ہی خلیفہ مبارک تھے جو کراچی ضلع امرتسر میں رہائش
پذیر تھے اور بعد ازاں رمداس آگئے تھے۔ لاہور تشریف لائے تھے۔ اس زمانہ میں رمداس
میں ایک بہت بڑے عالم مولانا نواب دین چشتی صابری بھی تھے جو بڑے عالم فاضل تھے۔
مزد متور منج گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور میں ہے۔

حضرت مولانا احمد حسین خاں قادری امروہوی

آپ امروہہ کے مشہور شیخ الطریق حافظ حاجی محمد عباس علی نقشبندی مجددی قادری کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۲۸ شعبان ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی والدہ محترمہ کی زیر نگرانی حاصل کی اور پھر مولانا احمد حسن محدث سے بقیہ مسلم کی تکمیل کی۔ علوم باطن کا فیض متعدد شیوخ سے پایا۔

آپ مولانا احمد رضا خاں قادری کے خلیفہ تھے۔ مولانا محمد علی جوہر اور شوکت علی (علی ہمدانی) کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ حضرت سید معروف علی شاہ قادری حیدر آبادی سے بھی عرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ حیدر آباد دکن سے بی بسند ملازمت منسلک رہے۔ نوجوانی میں مطہر انتظامی کے نام سے امروہہ میں پہلا چھاپہ خانہ ۱۲۹۴ھ میں آپ نے قائم کیا۔ اور "گلدستہ نسیم حین" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔

قیام لاہور: لاہور تشریف لاتے تو میر شاعر علی شہرت کے یہاں قیام فرماتے اور مرثیات پر حاضری دیتے۔

تصانیف و تراجم: آپ نے بے شمار تصانیف یادگار چھوڑیں۔ اور کچھ مشہور معروف کتب کے تراجم بھی کئے جن میں سے چند ایک کے نام دیئے جاتے ہیں۔

- ۱۔ لب باب مثنوی مولانا روم۔
- ۲۔ مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ۔
- ۳۔ خواجہ احمادیہ۔
- ۴۔ معارف احمدیہ۔
- ۵۔ وظائف احمدیہ۔
- ۶۔ خواجہ معصومیہ۔
- ۷۔ خواجہ محبوبیہ۔
- ۸۔ ترجمہ حضرت القدس۔
- ۹۔ عقائد محبوبیہ۔
- ۱۰۔ معرفۃ الحق۔
- ۱۱۔ کمال الجواہر۔
- ۱۲۔ کنز الہدایت۔

۲۷ رجب ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۵۴ء بروز سہ شنبہ دہلی میں وصال فرمایا۔

مازہ جنازہ مولانا مظہر اللہ نقشبندی مجددی خلیفہ مسجد فتح پوری نے پڑائی۔ اور لاشیں برائے دفن ان کے آبائی گاؤں امروہہ پہنچائی گئی۔ جہاں آپ کو دفن کیا گیا۔ "پیر کابل بود بہ خلد نقشب" تاریخ وفات ہے۔

نمونہ کلام ملاحظہ فرمادیں۔

آپ کو عربی، فارسی اور اردو نظم گوئی و قصائد پر مکمل عبور حاصل تھا۔ جس کے کچھ نمونے پیش خدمت ہیں۔

کشمیر الحمد الصبوت کنہہ [] لانہا سالقلوب بالانظہور
وصلی اللہ بالتسلیم منہ [] علی من کان مدی فی القبر
لتأمر غے بنعالہ [] بالعرش کیل دمالہ [] شرفک ہم و بجالہ
حلیہ فی اکمالہ [] ددنی لقوس منالہ [] بجوابہ و سوالہ
بکلم العلی بکمالہ
جکلت سماحہ خالہ [] وعلت سجاۃ بالہ [] سقت نکات منالہ
دقت علاء جلایہ [] نرغت شمس فعالہ [] فنفت خیال خلایہ
بکلم العلی بکمالہ
النصر تحت ظلایہ [] والفتح فوق بحالہ [] والسعد نجم نزالہ
والین فی اقبالہ [] فی کو مرحب سجالہ [] بیتری الحدی بشمالہ
بکلم العلی بکمالہ
لوقرہ فی بریحالہ [] ولفیظ وقت نزالہ [] والوحی فی سنالہ
لکزین فی اکمالہ [] اذلی الالہ محالہ [] فی دینہ و عیالہ
بکلم العلی بکمالہ
وکلوا فی آمنوالہ وعلوہ [] ومانا
نہموکما اوصالہ [] بہموکمال منالہ [] وکمال ما بارسالہ
بکلم العلی بکمالہ

قصیدہ غوثیہ (عربی) کا آپ نے فارسی ترجمہ کیا تھا۔

تجلی ذات نمود کردم ز حسنات
فنا نم در لطف شد بصفت
بجز بحر معلوم نیست علی
نه نقطه جز بیایم صاف و سلم
تمامی جانے شرق و غرب کاف
زمین شد جلدیک گام و سلاق
چونوشانیدہ از عشق او شرابم
منم آن قطب اقطاب حقیقت
بر جملہ قطب واجب بہت عظمت
خواندم جملہ علم و گشت زینت
زمن اورا بہ نزد رب عزت
ہر عشقش برد مارا بردر یدم
ہر اوج راہ عرفانش پر یدم
کہتا آئند حجاب اور سیدم
بہم پردہ شدہ درودا بر یدم

ایک اور قصیدہ جو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی منقبت میں ہے۔

لب لب بھر دے اے ساتی بے باقی سے پیما
کہ ہوں مست الست اول سے میں جاناں کو دیوانہ
بلا ہے ساغر وحدت جسم باقی باللہ سے
ازل سے ہے شمار اس کا کہ اب تک بچوں میں متنا
بشعبان ولایت کے وہی شمع ہدایت ہیں
انہیں سے بزم ہے روشن اُنہیں کا بچوں میں پروانہ
قدوم نبی کی برکت سے ہنسرتاں بخواجہ جنت
جو کھنسرستان باطل تھا بنا حق کا وہ کاشنہ
بہت مشتاق ہے احمد بھی مدت سے تجلی کا
دل دو دل میں اے خواجہ کرو آباد ویرانہ

ایک اور قصیدہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی شان میں

لا شجرہ طریقت کا بہم صدیق و سید سے
نب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی کا
حیا و علم عثمان کا کیا حق نے عطا ان کو
بنا احمد مستی کیا مجدد الف ثانی کا
طریق قادری میں فیض پایا شہ سکندر سے
ہے جامع مشرب والا مجدد الف ثانی کا
طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی سے
بناسینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا
کہے احمد کیوں جب پاؤں احمد کو اٹھیں
کہ سلسلہ ہے احمد کا یا مجدد الف ثانی کا

حضرت عزیز الاطباء علامہ حکیم سید محمد عزیز غوث قادری رضوی

آپ سرکار علی حضرت قدس سرہ کے ان چیدہ تلامذہ میں سے ہیں جنہیں آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ حضرت ملک العلماء مولانا فخر الدین بہاری کے ساتھی ہیں۔ سرکار علی حضرت سے شرف تلمذ کے ساتھ شرف خلافت میں پایا تھا۔ سادات زیدیہ سے تعلق رکھتے تھے اور نہایت نیک خصلت بزرگ تھے۔ حضرت حمزہ الاسلامی دارالسلام سے خصوصی تعلقات تھے۔

آپ لاہور ہی تشریف لاتے رہے ہیں۔

۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں وہ ل فرمایا۔

حضرت حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری

علی حضرت بریلوی کے بڑے فرزند تھے۔ اہم شریف محمد عرف حامد رضا خاں اور لقب حمزہ الاسلام ہے۔ خود علی حضرت فاضل بریلوی نے آپ کی تربیت فرمائی ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ تمام کتب اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔ اور انیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔

ورود لاہور، جب آپ لاہور تشریف لاتے تو شاہ محمد غوث قادری کے قرب و جوار میں مقیم ہوتے ۱۹۲۳ء میں جامعہ تھانویہ میں امتحان لینے کے لئے آئے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں مولانا سید دیدار علی شاہ کے جہلم کے موقع پر لاہور تشریف لائے۔

حزب الاخاف کے اہل اسوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ آپ کا ایک

تاریخی مناظرہ تھا۔ جو ۱۹۲۳ء میں ہوا۔ اس میں مولوی اشرف علی دہلوی کے خلاف مجتہد الاسلام مولانا مامد رضا خاں جو اپنے ساتھیوں حضرت صدر الانا مثل مراد آبادی، شاہ علی حسین کچھوچھوی، پیر پتہ صدر الدین مسعودہ نقیہ حضرت موسیٰ پاک شہید قادری عتانی، حضرت فقیہ اعظم مولانا محمد کونڈی لوداں لاہور آ گئے۔

۱۹۲۵ء میں مسجد شہید گنج کے واقعہ پر آپ نے بادشاہی مسجد لاہور میں تقریر کا فتح معنی اعجاز ولی خاں۔ نے مجھے بتایا کہ آپ بے شمار دفعہ لاہور تشریف لائے تھے۔

علم و فضل، آپ عربی فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔ عربی زبان پر آپ کو زبردست دسترس حاصل تھی۔ علوم ادبیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون تفسیر، حدیث، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، ریاضی وغیرہ علوم میں آپ یکتائے زمانہ تھے۔ نہایت متواضع، منکر المذاج اور وسیع اخلاق کے مالک تھے۔ سب کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتے۔ علم وین حاصل کرنے والے طلباء حاجت مندوں درویشوں اور فقراء پر بہت شفقت فرماتے۔ صدر الشریعت حکیم امجد علی مصطفیٰ بہار شریعت اور حضرت صدر الانا مثل مراد آبادی کا بہت احترام فرماتے۔ آپ نے برس برس دارالعلوم مظفر اسلام میں درس حدیث دیا اور لاکھوں آدمیوں کو سلسلہ رضویہ میں منسلک کر کے دین حق کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ صاحب کرامات ولی تھے۔ اعلیٰ حضرت کی وفات پر آپ نے مواضع سجود پر کا فور لگایا تھا۔

خلفاء:

- ۱۔ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری ہتھم جامعد رضویہ، مظہر الاسلام، لائل پور۔
- ۲۔ شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی۔ وزیر آباد۔
- ۳۔ مولانا ابراہیم رضا خاں، صاحبزادہ، بریلی شریف۔
- ۴۔ مفتی اعجاز ولی خاں، شیخ الفقہ جامعد نعیمیہ، لاہور۔
- ۵۔ علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری لاہوری۔

تصانیف:

آپ نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ برجستہ عربی میں اشعار و مضامین و خطبات

تحریر فرماتے۔ رسالہ جلید کو آپ نے ہی مرتب فرمایا۔ کتاب الدولۃ المکیہ کا بہترین ترجمہ ہی آپ نے کیا اور علاوہ ازیں بعض دیگر کتب کا بھی عربی خطبہ و اردو ترجمہ تحریر فرمایا۔

اولاد: آپ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ ایک صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں عرف نعمانی میاں صاحب رحلت فرما گئے اور دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں صاحب آپ کے بعد جامعد رضویہ مظفر اسلام بریلی شریف کے ہتھم ہوئے۔ آپ کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔

وفات: آخر وفات کا دن آگیا۔ آپ نے ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں بمرور سال انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے جوار میں بریلی شریف میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ شیخ الحدیث مولوی سردار احمد نے پڑھائی۔ مسند خلافت پر تیس سال فائز رہے۔

حضرت بابا کریم بخش قادری مجددیؒ

حضرت بابا کریم بخش قادری مقام کورائیاں جو فتح گڑھ چوڑیاں سے تقریباً پندرہ میل اور سدھام سے ۴ میل دور تھا۔ پیدا ہوئے۔ تعلیم تو آپ کو کوئی نہ مل سکی مگر علم لدنی میں آپ نے وہ کمال حاصل کیا کہ اس زمانہ میں ایسا فرد دھونڈنے سے بھی نظر نہ آتا تھا۔ والد گرامی کا نام بابا نقوہ اور دادا بابا کھیوا تھا۔ ذات کے مجتہد تھے۔ شروع سے ہی آپ تیمم ہو گئے۔ اور بچپن سے عبادت اور ریاضت کی طرف مائل تھے۔

شجرہ بیعت: بابا کریم بخش قادری مرید محمد علی قادری مرید شاہ نظام الدین قادری مرید محمد کریم عرف نقاشاہ مرید شاہ محمد کابل مرید علی سرمست مرید پیسہ علی اصغر امام مرید خواجہ محمد زبیر مرید حضرت حمزہ اللہ مرید خواجہ محمد صوم مرید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی۔

بیعت: آپ کے پیرو مشد مولانا محمد علی قادری مجددی تھے۔ جو فتح گڑھ چوڑیاں میں مقیم تھے۔ یہ بڑے عالم فاضل مفتی اور بزرگ انسان تھے۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بنالہ شریف کے بعد قادری سلسلہ کا گٹھ فتح گڑھ چوڑیاں بن گیا ہے۔ پہلے یہاں حضرت محمد اکرم عرف نقاشاہ قادری پھر ان کے صاحبزادے حضرت نظام الدین قادری اور

پھر ان کے صاحبزادے مولانا محمد علی قادری مسند ایشاد پر متمکن ہوئے۔ اردو گرد کے مقامات کے ہزار ہا افراد نے ان سے قادریہ سلسلہ میں بیعت کی۔ آپ نے حضرت مولانا محمد علی قادری سے بیعت کی تھی۔

عوادات : آپ اور دو وظائف میں بے حد باقاعدگی برتتے۔ فطرتاً ریاضت پسند تھے۔ کام کرنے سے آپ کو کوئی عارضہ تھا۔ رزق حلال کمانے کے لئے حیل کا پیشہ اختیار کیا ہوا تھا۔ بے حد مہمان نواز تھے۔ گاؤں کے بیٹیوں اور سیواؤں کی حفاظت آپ کے لئے لازمی امر بن چکا تھا اور اس معاملہ میں کسی بھی غفلت نہ کرتے تھے۔ بے حد امین تھے۔ لوگ آپ کے پاس مانگیں رکھتے کیونکہ پرہیزگاری، خوش معاملگی، راست بازی اور جذبہ خدمت خلق میں آپ بے مثال تھے۔ ساری عمر مہاراجہ سرگرمیوں کی تکمیل میں گزار دی۔ آپ کی روحانیت کے بے شمار واقعات مشہور ہیں۔

سیر و سیاحت : آپ نے بہت سے شہروں کی سیاحت کی اور دہاں کے بیشمار مشائخ سے ملاقات کی اور فیض حاصل کیا۔ شہروں کے نام یہ ہیں۔ کلاں، کسول، کاکا، دہلی، ریتنگ، امرتسر، قصور، لاہور، پشاور، کپور تھلہ، ڈیرہ بابا نانک۔

لاہور میں تشریف آوری : جب آپ لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں ود اسٹوری کے مزار پر حاضری دی۔ اور حضرت دانا گنج بخش علی جویری کے مرقہ منور پر بھی حاضری دی بلکہ اپنے سر پر چوہدری کریم شاہ کو بھی حکم دیا کہ لاہور جاؤ اور مزارات پر حاضری دو۔ ہجرت : ۱۹۴۷ء میں آپ نے موضع کورایاں سے ہجرت کر لی۔ اور منتقل طور پر مداس میں نقل مکانی کر لی۔

محمد شریف۔ لال دین۔ ناناچ دین آپ کے فرزند تھے۔

وفات : ۱۹۴۷ء میں آپ نے وفات پائی تو آپ کا مزار گاؤں مداس سے باہر قبرستان خاص میں بنا۔

حضرت صدر الانا فاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی

امام گرامی محمد نعیم الدین نقب صدر الانا فاضل۔ استاد العلماء ہے۔ ولادت ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۶ء ہے۔ والد ماجد کا نام معین الدین تھا۔ جنہوں نے پہلے مولانا محمد قاسم نالوتوی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بعد میں جب آپ کو اس کے عقائد کا پتہ چلا تو آپ نے بیعت فسخ کر دی مگر ان جمید آپ نے حافظ حفیظ الرحمن خاں سے آٹھ سال کی عمر میں ہی مکمل حفظ کیا اس کے بعد مولانا فضل احمد سے عربی و طب پڑھی۔ پھر آپ شیخ الملک مولانا محمد گل کے پاس چلے گئے چنانچہ انہوں نے آپ کو فلسفہ منطوق، اقلیدس اور حدیث و تفسیر میں بیکتاے آفاق بنا دیا۔ اور انہیں سال کی عمر میں فراغت حاصل کر لی۔ قادری سلسلہ میں بیعت آپ نے محمد گل سے کی۔

آپ کے آباؤ اجداد مشہد کے رہنے والے تھے۔ جو اورنگ زیب کے زمانہ میں مشہد سے ہندوستان آئے۔ بادشاہ نے ان کی بڑی عزت کی، اور ان کو جاگیر عطا کی۔ پھر آپ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کی خدمت میں چلے گئے۔ اور ان سے قادری سلسلہ میں فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ نے ہندوؤں کے خلاف اور مسلمانوں کی حمایت میں بے شمار تحریک میں حصہ لیا۔ آپ حضرت امام اہل سنت والجماعت احمد رضا خاں بریلوی کے دست راست تھے۔ آپ لاہور بھی تشریف لائے اور علامہ ابوالحنات کے پاس مظہر تے رہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے وصال پر آپ نے ہی کفن تشریف کرایا تھا۔

آپ نے لاہور سید ابوالحنات کو پاکستان بنانے کے لئے کئی خطوط لکھے۔ ایک خط میں آپ لکھتے ہیں۔ پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خواہ جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔ وزارتی مشن سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا قیام جامعہ نعیمیہ : مراد آباد میں آپ نے جامعہ نعیمیہ جاری فرمایا تھا۔ ہندوستان کے ہزار ہا اہل سنت والجماعت کے مسلک کے حامی علماء نے اس مدرسہ سے دینی علوم و فنی کی تکمیل کی۔

نمونہ کلام :

حضرت فاطمہ کے نورِ نظر دینِ حق کی ضیا، امام حسین

عابد کبریا۔ امام حسین
قسطہ العین حضرت حیدر
گل گلزار سید عالم
زاہد بے ریا امام حسین
سید اولیاء امام حسین
مہر جبین محوش نقال امام حسین

مدینہ کا دیدار مشکل نہیں
لے قلب مضطرب مدینہ میں پہنچا
ہنگامیں بندار و صفیر پاک پر
نعمت عطا کار پر یہ کرم
ہنگام عنایت اگر ہو گئی
تسلی زمیں چوم کر ہو گئی
ہمیں عاشق ننگ در ہو گئی
شفاعت نبی کی سپر ہو گئی

آپ کے تلامذہ میں ابوالمنات سید محمد احمد قادری لاہوری۔ ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری۔ مفتی محمد عمر صحت کراچی۔ مفتی احمد یار خاں گجرات۔ علامہ سید محمد کرم شاہ بیرونی مفتی محمد حسین نعیمی گڑھی شاہو لاہور بہت مشہور ہیں۔
وفات آپ کی ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں بمقام ملو آباد ہوئی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت حاجی محمد امجد علی اعظمی قادریؒ

آجناب اعظم گئے یوپی کے ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں جوہنوری تلمیذ مولانا فضل حق غیر آبادی سے حاصل کی۔ حدیث حضرت شاہ وحی احمد محدث سورتی سے پڑھی۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حکیم جمال الدین تھا۔ ابتدائی کتابیں اپنے دادا مولانا محمد انجمن بخش سے پڑھیں۔

بیعت اعلیٰ حضرت محمد رضا خاں بریلوی کے مامقہ قادریہ سلسلہ میں بیعت کی۔ اور خلافت سلسلہ رضویہ اور اجازت حدیث سے مستفیض ہوئے۔ دارالعلوم سلسلہ رضویہ منتظر اسلام میں برسوں حدیث اور دوسرے فنون کی تعلیم دی۔ بارہ سال اجمیر میں صدر المدرس رہے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے۔

میرا امجد عبد کا پکا
اس سے بہت کچھ تھے یہ ہیں

اعلیٰ حضرت کے دصال کے بعد آپ نے ہی ان کو غسل دیا تھا۔ اس کام میں آپ کے مساوی مانڈا میر حسین ملو آبادی تھے۔ اعلیٰ حضرت آپ کی فقہی ہدایت کے تلخ تھے۔ ہر تشریف لائے تھے تصانیف و تصانیف کثیرہ میں علما و شریف کا حاشیہ بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ حنفی فخر میں بیدار شریعت کتاب کے سترہ حصص اردو میں لکھ کر اعلیٰ سنت والجماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے صدر الشریعت کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ یگانہ عصر مغتر۔ محدث۔ فقیہ اور عباد ارشاد بزرگ تھے۔

وصال: بارادہ مفرج بمبئی میں ۲ ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ء وصال فرمایا۔ شیخ الحدیث مولانا رفاقت حسین۔ شیخ الحدیث مولانا سرور احمد لائل پوری۔ اتا ذوالکمال حافظ شاہ عبدالعزیز شاہ حبیب الرحمن۔ قاضی شمس الدین جوہنوری۔ مولانا حسرت علی خاں۔ علامہ عبداللطیف اعظمی۔ آپ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں۔

حضرت میاں محمد انجمن بخش قادریؒ

میاں صاحب کی ولادت بمقام جان پھر ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۸۰۰ء میں ہوئی۔ آپ ولکھنوی سے ہی کم گو سنجیدہ اور راست باز تھے۔ بچوں سے کھیل کود سے احتراز فرماتے۔ ماورزاد ولی تھے۔ و جوانی کے عالم میں اکثر ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ تمام رات عبادت اور تلاوت کلام پاک میں گزرتی تھی۔

سفر لہند اور شریعت و فوجوانی کے عالم میں ہی آپ ہندو شریف چلے گئے۔ اور وہاں چالیس سال تک حضرت غوث الاعظم کے روضہ مبارک پر قیام پذیر رہے۔ وہاں آپ نے حضرت احمد شرف الدین عید برواد سے بیعت کی۔ جن کا مرشدی سلسلہ اس طرح ہے۔ میاں محمد انجمن مرید احمد شرف الدین مرید شیخ سید مصطفیٰ مرید شیخ محمد مرید شیخ عبدالعزیز مرید شیخ عبداللہ تقی مرید شیخ عبدالقادر مرید شیخ عبدالرزاق مرید حضرت محمود شاہ مرید شیخ فرح اللہ مرید شیخ محمد مرید شیخ شمس الدین

مرید شیخ شرف الدین مرید شیخ محی الدین مرید شاہ علاؤ الدین بدر الدین مرید شیخ شمس الدین
مرید شیخ شرف الدین کبلی مرید شاہ شہاب الدین احمد مرید شیخ صالح مرید شاہ عبداللہ انصاری
مرید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم۔

آمد لاہور: پیرو مرشد کے حکم سے آپ جالندھر واپس تشریف لے آئے اور جالندھر کی نواحی
بستی "سید کبیر" میں مقیم ہوئے۔ پھر آپ وہاں سے جالندھر کے قریب آباد پورہ میں مقیم ہوئے۔
جو کو در جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ وہاں سے آپ لاہور تشریف لاتے رہے۔ قیام
پاکستان کے بعد بھی آپ یہاں آئے مگر مستقل اقامت ساہیوال میں اختیار کی۔ لاہور میں آپ
کے خلفاء میں سے حضرت فضل شاہ قادری المعروف نور والے۔ انصاری روڈ۔ مصطفیٰ آباد
(دھرم پورہ) میں مقیم ہیں۔ انہوں نے میاں صاحب سے چودہ سال تک فیوض و برکات حاصل
کئے۔

وفات: آپ کی ۵۴ سال کی عمر میں ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۵۰ء
بروز اتوار بہ ساعت غیر مقام اکاٹھ ضلع ساہیوال ہوئی۔ مزار ساہیوال شہر کے معروف
قبرستان میں ہے جس کو پیر بخاری کا قبرستان کہتے ہیں۔ مزید حالات کے لئے سوانح حیات میاں
فدا بخش موقوفہ حافظ تندر الاسلام دیکھیں۔

حضرت مولانا محمد عبد العظیم صدیقی قادریؒ

آپ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ میں بمقام میرٹھ (یو۔ پی) پیدا
ہوئے۔ والد ماجد کا نام مولانا محمد عبد العظیم صدیقی تھا۔ جو ایک عظیم المرتبت درویش منش عالم
اور بلند پایہ شاعر تھے۔ جوش تخلص تھا۔ ابتدائی عمر میں ہی قرآن مجید ختم کر لیا۔ سولہ برس کی عمر میں
جامعہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ ۱۳۱۸ھ میں آپ نے بی اے
پاس کر لیا۔ اور پھر اسلامی تبلیغ کے لئے کمر بستہ ہو گئے اس کے بعد بریلی شریف پہنچے اور
حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے قادری سلسلہ میں بیعت کی۔ اور خرقہ خلافت حاصل
کیا۔ آپ ایک عظیم منکذہ شعلہ نوا مقرر اور بہترین ادیب تھے۔ آپ دنیا کی ہر زبان میں بالخصوص

انگریزی میں برسی روانی سے تقریر کرتے تھے۔

دروود لاہور: لاہور میں آپ اکثر و بیشتر مرتدہ منورہ حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور پر معاضی
دیا کرتے تھے اور اس کے علاوہ مدرسہ عثمانیہ اور حزب الاحناف کے اجلاسوں میں شرکت کیا
کرتے تھے۔

بحیثیت مبلغان اسلام: آپ نے چالیس سال تک افریقہ۔ امریکہ۔ انگلینڈ۔ انڈونیشیا۔ سنگاپور
ملایا وغیرہ کوئی دوسرے ممالک میں اپنے محدود وسائل وغیرہ مساعداالت کے باوجود اسلام
کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی اس عالم گیر تبلیغ کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ سپاس ہزار سے زائد غیر مسلموں
نے حلقہ اسلام میں داخل ہو کر سعادت ابدی حاصل کی۔

آپ نے برما۔ سیلون۔ ملائیشیا۔ انڈونیشیا۔ تھائی لینڈ۔ انڈونیشیا۔ چین۔ جاپان۔ مارشس
جنوبی و مشرقی افریقہ کی نوآبادیات۔ سعودی عرب۔ عراق۔ اردن۔ فلسطین۔ شام اور مصر کے
متعدد تبلیغی دوسے کئے۔ مذاہب عالم کی کافر نہیں منعقد کیں۔ مناظرے مکالمے تخلیق مباحثات
انگریزوں۔ کالج۔ مدارس اور مساجد قائم کیں۔ حقیقی جامعہ مسجد کولمبو۔ سلطان مسجد کولمبو اور
مسجد ناگہ جاپان آپ نے ہی تعمیر کرائیں۔ ۱۳۵۸ھ میں پوری دنیا کا طویل تبلیغی دورہ کیا جس
کی وجہ سے بورنیو کی شہرہ آدی۔ مارشس میں جنوبی افریقہ کا گورنر۔ مروات اور ٹرینی ڈاؤ کی ایک
وزیر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قائد اعظم محمد علی جناح۔ مراکش کے فاضل عبد الحکیم۔ مفتی اعظم
ید ابن المسینی۔ اخوان المسلمین کے سربراہ حسن البینا۔ سیلون کے جسٹس ایم مروانی۔ سنگاپور کے
سین ایٹن دت اور مشہور انگریز ڈراما نویس اور فلسفی جارج برنارڈ شاہ آپ کی روحانی و علمی
شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے۔

آپ نے مولانا عبد الحماد بدایونی۔ سید ابوالحسنات قادری۔ مفتی صاحب داد پیر گوٹہ شریف
اور سید احمد سعید کاشمی۔ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی صدر جمعیت العلماء
استان کے علاوہ بے شمار علماء و شائخ نے دستورائین اسلامی کا مسودہ تیار کیا۔ آپ کی
تصانیف ہیں۔ جن میں ذکر حبیب۔ کتاب تعزوت۔ بہار شہاب۔ احکام رمضان کے
علاوہ اور بھی کئی کتابیں تحریر کیں۔

وفات آپ کی ۲۲ اگست ۱۸۵۹ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۷۷ء میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ہزاروں مسلمانوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ تذکرہ علماے اہل سنت مصنفہ محمود احمد قادری ص ۱۹۵ء کا پور میں۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۹۵۲ء تحریر ہے۔ نماز جنازہ مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی نے پڑھائی۔ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی آپ کے فرزند رشید آپ کے مشن کی تکمیل کر رہے ہیں۔

حضرت حاجی احمد درویش قادری

ولادت ۱۲۶۹ء مطابق ۱۸۵۷ء ہے۔ دس سال کی عمر ہی میں فکرم و مصلوٰۃ کے سمت پابند ہو چکے تھے۔ بلکہ نماز تہجد تک اختیار کر لی تھی جس کی ادائیگی مرتے دم تک ہوتی رہی۔ آپ بلوچ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

شہادت متفرع۔ متوکل۔ کم گو اور سادگی پسند بزرگ تھے۔ عموماً ذکر الہی میں مشغول رہتے۔ خلاف شرع لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے۔ علما، صوفیا، کی صحبتوں میں بیٹھتے۔ رزق حلال کے لئے کوشاں رہتے۔ جہنگ کے ڈبھی کش چوہدری بشیر احمد تلمیذ اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہا دیا کرتے تھے۔ شریعت کا اس قدر پاس تھا کہ اس کے چھوٹے بڑے تمام احکامات کی مکمل پابندی کرتے تھے۔

جہنگ آنے سے قبل بغداد شریف گئے۔ اور وہاں سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے ۱۸۹۹ء میں آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے ایک ارادتمند حاجی محمد شریف کو کہا کہ اب کے جب تم لاہور جاؤ تو میرا خط لے جانا اور آستانہ عالیہ حضرت داماد گچ بنو پر پیش کر دینا اور جو جواب آپ دیں اس کی اطلاع مجھے کرنا۔ مرشد کے فرمان کے مطابق حاجی محمد شریف نے وہ خط آستانہ تک پہنچا دیا۔ ان کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد داماد صاحب شریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ خط پڑھ کر سناؤ چنانچہ جب میں نے خط سنایا تو انہوں نے ہر کچھ فرمایا۔ وہ میں نے مرشد تک پہنچا دیا۔

وفات ۱۳۷۱ء مطابق ۱۹۵۰ء ہے۔

مزار اقدس جہنگ میں ہے۔

حضرت علامہ ابو محمد امام الدین قادری

آپ فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں کے برادر عزیز اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے۔

کتاب محفل میلاد مرتبہ مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں میں آپ کا مضمون ”سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حیات“ شائع ہوا ہے۔ جو کہ آپ کے متحر عالم ہونے کی دلیل ہے۔ کئی مرتبہ مدینہ الاولیاء لاہور میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

اولاد: آپ کی اولاد میں سے مولانا محمد ایاس بھی اعلیٰ حضرت بریلوی سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔

وصال کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہوا اور وہاں ہی اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت مولانا محمد شریف قادری

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے والد ماجد کا نام مولانا عبدالرحمن تھا جو نہایت متحر عالم اور متقی بزرگ تھے۔ درس نظامی کا تکمیل والد بزرگ وار سے کی۔

آپ مولانا احمد رضا خان بریلوی سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت یافتہ تھے۔ اور آپ کے بزرگ ترین خلفاء میں سے تھے۔ آپ کو فقیہ اعظم کہا جاتا ہے۔ مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں آپ کے ہی فرزند ہیں۔ کثرت سے لاہور آتے جاتے تھے۔

آخر سر سے آپ نے ”الفقیہہ“ کے نام سے ایک ہفتہ وار رسالہ جاری کیا تھا۔ وعظ شہداء و لشعین ہوتا تھا۔ اردو، فارسی، اور عربی میں بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا۔

صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی اور صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی

آپ کے علمی

تصانیف: آپ کی تصانیف بہت سی ہیں۔ چند ایک کے یہ نام ہیں۔

۱. اربعین ثبوتیہ۔
۲. اخلاق الصالحین۔
۳. حقی نماز مدلل۔
۴. اربعین حنفیہ۔
۵. کتاب التزادیح۔

تیس سال کی عمر پا کر ۵۱ جنوری ۱۹۱۵ء میں وفات پائی۔ مولانا نور الحسن امام مسجد
آقا عبدالحکیم سیالکوٹ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔
مراد کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہے۔

حضرت سید سلیمان اشرف قادریؒ

مسلحہ میرداد فقیر بہار شریف ضلع پٹنہ کے باشندے ہیں۔ وہاں ولادت ہوئی۔ اور وہاں
ہی فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ حنفیہ جون پور آ گئے۔
آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ اور آپ کے ہی ارشاد
کے مطابق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے منسلک ہوئے۔ آپ رشد و ہدایت کے پیکی۔ صداقت
اور ریاضت کے مہم تھے۔ سیاسی بصیرت میں ڈھانی تھے۔ آپ کے شاگردوں کا حلقہ بہت
وسیع ہے۔ لاہور تشریف لاتے تھے۔

نہایت تادرا اہلکلام مقرر تھے۔ کلمہ حق کہنے میں کسی کو رد و نہایت نہیں کرتے تھے۔ مشہور
معروف پرومیر ہاؤس آپ کی علمی قابلیت کا معترف تھا۔

پرومیر رشید احمد صدیقی نے اپنی تالیف ”گلے گلے گلاں مایہ“ میں آپ کی شخصیت
کا مرقع نہایت عقیدت اور گداز سے مرتب کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مصال پر آپ مولانا محمد رضا خاں۔ مولانا حسین رضا خاں
سید محمود جان۔ سید ممتاز علی کے تعاون سے عمل کے لئے پانی دینے میں مصروف رہے۔

وفات علی گڑھ میں ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں پائی۔ یونیورسٹی کے قبرستان میں شیر و انیس کے احاطہ
میں دفن ہوئے۔ حبیب الرحمن شیرانی نے قطعہ تلمیذ وفات لکھا۔

حضرت پیر محمد اعظم میر و والی قادری نوشاہیؒ

مولانا کے والد کا نام مولوی محمد بابر تھا۔ جو نقشبندیہ سلسلہ میں پیر خان عالم باولی شریف والا
کے خلیفہ تھے۔ ولادت ۱۸۶۶ء کے لگ بھگ ہے۔

مولانا محمد اعظم کی بیعت قادریہ نوشاہیہ برقنداریہ سلسلہ میں سید پیر فقیر اللہ شاہ بدوٹھی والی
سے تھی۔ کالات ولایت حاصل کے خلافت پائی۔ کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔ آپ
کے نام پر لاہور میں اعظمیہ سٹریٹ محلہ عثمان گنج۔ بیر وکشیہ راولا دروازہ موجود ہے۔ بے شمار دفعہ
لاہور میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

تصنیفات:

۱. بے مثل بشر۔
۲. یار ہو میں۔
۳. اسم اعظم۔
۴. عنایت النایہ۔
۵. مصباح نورانی۔
۶. لامع الامسلام۔
۷. تحفۃ الصالحین۔
۸. نذر مولیٰ۔
۹. عقیدہ یوسفیہ شرح قصیدہ غوثیہ۔
۱۰. ہدایت المریدین۔
۱۱. تحفہ اخوان الصفا۔
۱۲. سوانح عمری سید فقیر اللہ شاہ۔
۱۳. قصیدہ امام اعظم در شان رحمۃ اللہ علیہ قائم الدینین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح۔

خلفاء:

۱. مولوی اقبال حسین فرزند انجناب۔
۲. حاجی مولوی حکیم محمد یوسف۔ ساکن مردانہ۔
۳. مولوی حاجی حسین بخش۔ ساکن بریار۔
۴. صوفی فتح الدین خطیب مسجد غوثیہ۔ بدوٹھی۔

وفات آپ کی وفات ۲۲ شوال ۱۲۹۹ھ مطابق ۲ جون ۱۸۸۶ء میں ہوئی۔ جیسا کہ سید شرافت نوشاہی نے اپنی کتاب شریف نقارہ کی تیسری جلد کے ساتویں حصہ موسم بہار مناسج الآثار میں لکھا ہے۔ مزار اقدس موضع میر ووال ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ مزید حالات کے لئے رسالہ "ہدایت المریدین" معتمد مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی لاہور ۱۳۹۲ھ ملاحظہ کریں۔

حضرت مفتی غلام جان ہزاروی قادریؒ

آپ کے والد ماجد کا نام نامی مولانا احمد علی اور دادا کا نام مولانا محمد علی تھا۔ ۱۲۹۶ھ میں بمقام اڈگر تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ سند نسب ۲۲ واسطوں سے حضرت علیؑ تک پہنچتا ہے۔ قرآن پاک اور ابتدائی درسیات کی کتب اپنے والد سے پڑھیں۔ پھر دہلی اور سہارن پور کی درسگاہوں میں چلے گئے۔ اور ہندوستان کی اور بھی کئی درسگاہوں سے علم حاصل کیا۔ پھر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں کا شہرہ شکن کربئی شریف پیچھے۔ ۱۳۱۹ھ میں امام اہل سنت نے آپ کی دستار بندی کی۔ اور مدرسہ کی طرف سے سند فضیلت عطا ہوئی۔ بریلی شریف سے حضرت خواجہ محمود تونسوی سجادہ نشین حضرت خواجہ سلیمان تونسوی قدس سرہ کی دعوت پر مدرسہ سلیمانہ تونسوی شریف چلے گئے۔ یہاں سے مکمل شریف چلے گئے۔ پھر لاہور شریف لے آئے اور دارالعلوم نعمانیہ کے صدر مدرس اور مفتی مقرر ہوئے۔

آپ کی بہت سی تالیفات ہیں۔

مولانا محمد اعظم میر ووال والدہ آپ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے جڈہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں پایادہ ماضی دی۔ مدینہ منورہ میں قضاے حاجت کے لئے شہر سے باہر جاتے۔ جب گنبد حضرت نظر دل سے چھپ جاتا تو قضاے حاجت کرتے۔

۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔ اور غازی علم دین شہید کے مزار کی جنوبی جانب قبرستان میانی میں دفن کئے گئے۔ جنازہ کی نماز علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری نے پڑھائی۔ مولانا مظفر انبال مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ

ابتدائی حالات و بیعت

وفات آپ کی کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ حضرت خواجہ گیسو دلاز بندہ نوازؒ کی اولاد سے تھے۔ باپ کا نام حاجی گل محمد تھا۔ پیدائش ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ آپ نسل سے پٹھان تھے۔ آپ کے والد گرامی نے چار حج کئے تھے۔ اور اچھی خاصی عربی فارسی جانتے تھے۔

درو و لاہور آپ نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ۔ لاہور میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اس کے بعد ۱۹۱۸ء میں ہندو شریف چلے گئے۔ اسی زمانہ میں آپ نے محسوس کیا کہ سلطان العارین حضرت سلطان باہو قادری کی کم و بیش یک مدد کتب کی اشاعت لازم ہے چنانچہ آپ نے مکتبہ مطانی کے زیر انتظام حضرت سلطان باہو قادری کی کتب کی ترتیب و تدوین کی چنانچہ ایک سو بیس سے چالیس کے قریب کتب ایڈٹ کر دی گئیں۔ جن میں سے صرف چند کتب ہی زیر طبع سے آراستہ ہو سکیں۔ لاہور حب آتے تو مولوی تاج دین قادری غلیب دامام مسجد کنبہ قصاب والی۔ گات گراؤ گویا شاہو سے ضرور ملتے۔ بیعت آپ نے حضرت سلطان باہو کے سجادہ نشین سوم حضرت صالح محمد قادری سے کی۔

اولاد: آپ کے صاحبزادے کا نام فقیر عبدالحمد کامل سروری قادری ہے۔ دوسرے صاحبزادے فقیر عبد الرشید خاں سروری قادری ہیں۔ جن کی رہائش کلاچی میں ہے۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں سے

۱۔ عرفان حصہ اول۔ ۲۔ عرفان حصہ دوم (النگر پری)

۳۔ حکم نامہ۔ اردو ترجمہ فلاحی ملی فارسی معتمد حضرت سلطان العارینؒ۔

۴۔ مخزن الاسرار۔ بہت معروف ہیں۔ سلطان الادراو بھی آپ نے ہی تصنیف فرمائی ہے۔

وفات: وفات آپ کی ۱۴۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں ہوئی۔ اور کلاچی شریف میں دفن ہوئے۔ بوڈیرہ اسماعیل خاں سے ۲۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ وفات لاہور میں ہوئی تھی لیکن بعد ازاں لاش کلاچی لے جا کر دفن کی گئی۔ جہاں آپ کا مقبرہ بنا۔

حضرت پیر عبدالرحمان قادری

آپ حضرت پیر حافظ محمد عبداللہ بھرچنڈی شریف کے صاحبزادے تھے۔ ۱۸۹۲ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو ظاہری علوم و فنون کی تکمیل کے بعد باطنی علم کی طوٹ مائل ہوئے۔ اور جب آپ کے والد ماجد انتقال کر گئے تو آپ درگاہ بھرچنڈی شریف کے سجادہ نشین بنے۔

شایب سادہ زندگی گزارتے تھے۔ جاہ و جلال سے نفرت منفرقتے۔ نماز باجماعت کے ایسے پابند تھے کہ زندگی بھر میں شاید ہی کوئی نماز اکیلے ادا کی ہو۔ بیماری کی حالت میں جب کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ ہوتی۔ چار پائی پر پٹنے آپکو اٹھوا کر جماعت میں شرکت فرماتے۔ علماء و مشائخ کی بیعت عزت کرتے۔ اذان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے نام اقدس پر گنگوٹھے چومنا ادب اور محبت کا قرین سمجھتے تھے اور اسے عشق رسول کی علامت قرار دیتے۔ قیام اور تعمیر پاکستان میں آپ نے بہت نمایاں کردار ادا کیا۔

۱۹۴۶ء میں جب بندرس میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور سید محمد شاہ محدث کچھوچھو کے ایما پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا تو اس میں آپ بھی شامل ہوئے۔ سب سے پہلے جب مسجد منزل گاہ سکھر کا مسئلہ آیا تو آپ نے اس میں اپنی کامل شمولیت فرمائی اور آپ قید میں ڈال دیئے گئے۔ لاہور میں اکثر آپ کا آنا جانا ہے۔

وصال پرملاں پشت کے سلطان سے ۹ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں بھرچنڈی شریف میں ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے پیر عبدالرحیم بھارہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری لاٹھی پوری

بخاندانی حالات

آپ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوٹ میں ہی حاصل کی۔ اس کے ان آپ نے اسلامیہ ہائی سکول جلالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ والد

گدائی کا نام چوہدری میراں بخش تھا۔

دروڈ لاہور میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ مزید تعلیم کے لئے لاہور تشریف لے آئے۔ مگر کالج کی تعلیم چھوڑ کر بریلی میں حجۃ الاسلام حامد رضا خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت کے ساتھ اجمیر میں سات سال تک مقیم رہے۔ اور پھر دوبارہ بریلی تشریف لے آئے اور پندرہ سال تک متواتر آپ بریلی میں تدریس و خطابت کی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور ہوتے ہوئے لائل پور پہنچے اور اس جگہ کو اپنا مستقل مستقر بنالیا۔ اور لائل پور کو بریلی شریف بنا دیا۔ قادری سلسلے میں بیعت آپ نے شاہ حامد کھٹا سے کی تھی جن دنوں آپ لاہور میں ایف اے کی تیاری کر رہے تھے تو انہیں دنوں مرکزی انجمن عرب الاحناف کے زیر اہتمام ایک بڑے تاریخی جلسہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کے بڑے صاحبزادے شاہ حامد رضا خاں نے بھی شرکت کی تھی۔ تو جلسہ کے بعد آپ نے شاہ صاحب سے بریلی جانے کی درخواست کی۔ جو قبول کر لی گئی اور اپنے ساتھ بریلی ان کو لے گئے۔ قیام بریلی میں آپ جامعہ رضویہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے بلند پایہ منصب پر تعینات رہے۔ قیام بریلی میں آپ ایک دفعہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں کے ساتھ حج کے لئے بھی گئے۔ حضرت حجۃ الاسلام کے وصال پر آپ نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لائل پور آپ ۱۹۴۵ء میں گئے تھے۔ سلسلہ پشتیہ میں آپ مولانا سراج الحق گورداسپور سے بیعت شدہ تھے۔

اخلاق عالیہ آپ بہت سے علوم و فنون کے جامع تھے۔ ساتھ ہی اسلامی اخلاق و عادات کی دل نشین حاذبیت ہر حرکت میں ظہری طور پر اُجاگر تھی۔ آپ کو علم فقہ تفسیر ادب اور منطق میں غایت درجہ کی لیاقت و قابلیت تھی۔ خاص طور پر علم حدیث میں وہ کمال ماحصل تھا کہ اپنے خدا داد علم و فضل کی وجہ سے آپ محدث پاکستان کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ آپ اہل سنت والجماعت کی ایک ممتاز اور منفرد شخصیت تھے۔

وفات ۱۹۹۶ء میں کراچی میں ہوئی۔ وہاں سے لاش لائل پور لائی گئی۔ تقریباً ۳ لاکھ مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ اور اپنی مسجد و درگاہ کے قریب دفن ہوئے۔ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری امجدی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

مقبورہ و مسجد آپ نے مسجد جامع رضویہ قائم کئے جو کہ آپ کا ایک تلمیذی کارنامہ ہے۔
ابتداء یہ مسجد اور درگاہ گول باغ جنگ بازار میں قائم کی مگر بعد ازاں یہی پھر والی مسجد ایک نہایت
رفیع الشان اور پُر شکوہ مسجد کی شکل میں تبدیل ہو گئی جس پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اس
کے ساتھ ہی آپ نے ایک ضروری ہسپتال بنی جاری کر دیا تھا۔

حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری بہاریؒ

ولادت ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۶ء بمقام میجرہ ضلع عظیم آباد پٹنہ ہے۔ آپ اعلیٰ حضرت
محمد رضا خاں بریلوی کے تلمیذ خاص اور تعلیم تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ نے اعلیٰ حضرت
سے ہی بیعت کی تھی جو کہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے۔
شجرہ نسب اس طرح ہے۔

ملک محمد ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد عبداللہ بن ملک کریم علی بن ملک احمد علی بن
ملک غلام قادر بن ملک بواریتا بن حکم حمید بن ملک رضا بن ملک محمد علی بن ملک فتح اللہ بن ملک
غلام نبی بن ملک محمد معصوم بن ملک سید الدین عرف ملک سدن بن ملک احمد اللہ بن ملک تانار بن
ملک بہاؤ الدین بن ملک محمد اسماعیل بن ملک اللہ داد بن ملک غلام محی الدین عرف ملک گدگن بن ملک
خطاب الملک بن ملک علاء الملک بن ملک داؤد پسر اکبر بن حضرت سید ابراہیم ملک باغازی عرف
ملک بڑے شہید بن حضرت سید ابوبکر (عزنی) بن سید ابوالقاسم عبداللہ بن سید محمد فاروق بن سید
ابو منصور عبدالکلام بن سید عبدالوہاب بن حضرت غوث الاعظمؒ۔

پٹنہ یونیورسٹی میں حدیث کے صدر رہے۔ لاہور تشریف فرما ہوتے تھے۔

بڑی کتابیں تصنیف فرمائیں اور مسلک حنفی کے مطابق ذخیرہ احادیث فرما کر اُسے "المختار النوری"
سے موسوم کیا۔ اس کی چند جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کی ایک اہم تالیف حیات اعلیٰ حضرت
(مظہر المناقب) کی جلد اول بھی مطبوعہ ہے۔ آپ نے علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر کی ترقی
۱۹۶۱ء کی کتاب "الغیرات الحسان" سیرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا اردو میں بھی ترجمہ کیا ہے
مصلیٰ پاکستان میں نمایاں حصہ لیا۔ بنارس کی اولیٰ اللہ ایسٹنی کالج میں منتقل ہوئے۔ اپریل ۱۹۶۹ء

بن سرگرم کارکن کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے

اس سے شکستیں کھاتے ہیں

انتقال ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں فرمایا۔ آپ کے اکلوتے فرزند جناب مختار الدین احمد کاندھلوی
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ اردو ہیں۔

مولانا شاہ سید محمد کچھوچھوی قادریؒ

آپ ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام نامی مولانا حکیم نذر اشرف
تھا جاس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت یہاں ہی حاصل کی۔ درس نظامی
مولانا محمد عبدالباری سے پڑھی۔

بیعت مولانا شاہ احمد اشرف سے تھی۔

لاہور تشریف لائے تھے۔

اپنے عہد کے وحید العصر شمس الافاضل۔ قدوة العلماء۔ محدث اعظم تھے۔

چار بار حج حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے۔

پانچ ہزار غیر مسلم آپ کے ماضیوں مسلمان ہوئے۔ لاکھوں افراد نے آپ سے بیعت کی۔

بے شمار کتب تصنیف کیں۔ آپ نے کلام پاک کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ بنارس کے صدر عمومی تھے۔

۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں بمقام لکھنؤ وفات پائی۔ تجسیم و تحفین کچھوچھو شریف میں ہوئی۔

حضرت شاہ ولایت مخدوم علی احمد شاہ قادری و الجیلانیؒ

آپ خاندان قادریہ کے درخشندہ ستارے تھے۔ سلسلہ نسب کے اعتبار سے حسنی اور مسلک کے
لحاظ سے قادری ہیں۔ جائے ولایت کینٹل شریف ضلع کرنال ہے۔ والد ماجد کا نام تاج السابکین مخدوم
سید عبدالعلی شاہ تھا۔ جو اپنے وقت کے عارف کامل اور صاحب دل بزرگ تھے۔ انہی سے آپ کو خلافت

ماصل ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب شیخ الاناق حضرت شاہ کمال قادری بغدادی ثم بکھل سے ہوتا ہوا
ہائیسویں پشت میں حضرت غوث الثقلین محی الدین سید عبدالقادر جیلانی سے مل جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے آپ مولد ولد اللہ تھے۔ آپ کی پیشانی پر سعادت کے کثیر آثار اور کرامت کے
عجیب آثار نظر آتے تھے۔ کم سن نرم گفتار عابد و زاہد اور متقی تھے شب و روز یاد الہی اور عوامی
بھلائی میں بسر فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے عمل کے بغیر دین دنیا میں کوئی فلاح و کامیابی نہیں اپنی تعلیمات
میں اخلاق کی درستی اور پاکیزگی پر سب سے زیادہ زور دیتے اور اصلاح احوال پر زیادہ توجہ رکھتے
نفیست کرنے کا انداز بڑا سادہ اور بڑا دل نشین تھا۔ آپ کی مضامین احادیث اور بزرگان کے اقوال
سے اس قدر موثر ہوتی کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ طبیعت میں برداشت اور علم ہیبت
زیادہ تھا۔ کہیں آپ کے چہرے پر ندامت کی کسرات نہیں دیکھے گئے۔ زندگی کے ہر گوشے میں بہت نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمایاں جھلک تھی۔ آپ نے اپنے فیضانِ نظر سے ہر دل میں عشقِ مصطفیٰ
کو جلوہ گر کر دیا۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست

بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

قرب و جوار کی ریاستوں اور درگاہوں کے رئیس اور سجادہ نشین آپ کی بارگاہ میں حاضری
اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے اور ان کا یہ معمول تھا کہ گدی پر بیٹھے وقت آپ ہی کے ہاتھ سے
پگڑی بندھواتے اور دعا کرتے تھے۔ بے شمار مخلوق آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئی۔ آپ
لوگوں کے اخلاقی کوسنوارتے اور دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کرتے۔ تمام مذہبیت و غیر مسلم کے
دلوں سے غفلتوں اور تائیکوں کے پرہیز بناتے رہے۔ آپ نے عام الناس کو وہ امراتے جو قلبی
روح کے لئے تسکین بخش ہیں۔ غرباء کی غم خواری اور دستگیری مساکین کی اعانت۔ بیواؤں کی امداد اور
یتیموں کی دل دہی آپ کے مخصوص اوصاف تھے غرض کہ آپ کی سادگی، حق و صداقت پر قیام، فیاض و ایشاد
قربانی سے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیاں تھت۔

آپ کے جید امجد کبیر ملک المشاق حضرت شاہ کمال تلاری کا شمار ان مشاہیر میں ہوتا ہے
جن کی ذات والا صفات نے بڑے منیر ہندوستان و پاکستان میں کفر و الحاد کی تاریکیوں کو صداقت

و حقانیت کی روشنی سے منور کیا اور اپنی حیرت انگیز کرامات سے اسلام کی عظمت و جلالت کو کھل
کے سامنے دوبارہ تانہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنی تصانیف میں متعدد
مقامات پر آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ "مبداء معاد" میں ایک مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ
"ہم کو جب خاندانِ قادریہ کے مشائخ سلسلہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت
شاہ کمال قادریؒ جیسا علوئے مرتبت بزرگ نظر نہیں آتا۔" اس قول کی بلیغ معنویت اپنے اجمال و
ابہام میں ہی کسی مزید تفصیل و توضیح کی محتاج نہیں۔ یہ قول اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آپ فضائل
و کمالاتِ علمیہ و علمیہ میں سرآمد روزگار تھے۔ اہل طریقت پر یہ حقیقت صحتی نہیں کہ حضرت شاہ کمال
قادریؒ سے مختلف سلاسل مثلاً خاندانِ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ کے بزرگان فیوض
و برکات کی دولت سے مالا مال ہو کر منزل مقصود تک پہنچے ہیں۔ آپ کی جلالتِ شان اور عظمت
روحانی کا اندازہ ممتاز سلسل کے اکابرین کے فرمودات سے بخوبی ہو جاتا ہے جس کا یہ مختصر معرّف
متمم نہیں ہو سکتا۔ ایک انگریز مسٹر اے ایم سلو جو لاہور میں فیاض نائل کشمیری کے منصب پر
فائز رہ چکے ہیں نے اپنی کتاب "تاریخ ضلع کرناٹ" میں آپ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت
پیش کیا ہے اور آپ کی اولاد کو عزت و شرافت کی عظیم الشان یادگار ناما ہے۔ آپ کے خاندان کے
افراد ہر زمانہ میں دین و دنیا دونوں اعتبار سے صاحبِ علم و عمل صوفیائے اکمل اور صاحب
شہرت و دولت رہے ہیں اس سلسلہ کی موجودہ دور میں حضرت مخدوم موصوف ایک اہم کی تھے
آپ فرمایا کرتے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے سوا
باطنی ترقیوں کے نام راستے نہیں۔ آپ کی مغل میں بلا تفریق ہر مذہب و مشرب کے لوگ آتے
وسعت خیال و وسیع الشرف اور رواداری آپ کی سیرت کا جلی عنوان تھی کسی کی مذمت نہ کرتے
فرماتے مسلمان مختلف جماعتوں میں بٹ کر قوتِ اسلام کو ضائع اور کمزور کر رہے ہیں۔ باہمی وحدت
اور اخوت پر زور دیتے۔ تقسیم ہند سے قبل آپ نے عامۃ المسلمین سے اپیل کی کہ جملہ اختلافات
کو پس پشت ڈال کر وطن کی آندہ کی خاطر مسلم لیگ کو مضبوط بنائیں۔ جب تک مسلمانوں میں
رشتہ محبت مستحکم نہیں ہوگا بقائے دوام کی صورت پیدا نہیں ہوگی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کمالیہ
سکندریہ کے سجادہ نشین اور جمیع اہل سلسلہ کو بالخصوص اور مجملہ برادرانِ ولایت کو بالعموم یہی بتات

کہتے رہے۔ آپ کے ارشادات اس دور کے مشہور ملکی اخبار "نوائے وقت" میں شائع ہوکتے تھے۔
تفصیل ہند کے بعد آپ کی نقل سے پاکستان تشریف لائے۔ کچھ عرصہ لاہور میں قبولہ نفع سہیوال اور
ملتان میں قیام فرمایا۔ آخر کار اہل شہر کے زبردست اصرار پر دیرہ غازی خان میں مستقل طور پر قیام فرمایا
اس علاقہ میں آپ کی فیضی صائیل اور لطف ارزانیوں عام تھیں۔ سینکڑوں قلوب آپ کی نگاہ کرامت
آثار سے نور سے کر جم گئے۔ ہزاروں پیارے دل آپ کے جامِ وحدت سے سیراب ہوئے۔ جو سائل
یا طالبِ خاص نیت سے آپ کی بارگاہ میں آگیا۔ وہ قلبی کیفیتوں کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

آپ کے مریدین و معتقدین کی تعداد بے شمار ہے۔ بڑے صغیر ہند و پاکستان میں آپ کے
ماننے والے ہر جگہ موجود ہیں۔ شائقین و طالبینِ کثرت کے ساتھ بلانے کی درخواستیں پیش کرتے تھے
آپ کا طریقہ تھا کہ بہت کم باہر مایا کرتے لیکن سب مشاقانِ زیارت کے تقاضے حد سے گزر جاتے تو
منظور میں فرمایا جیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا جب لاہور تشریف لاتے تو پہلے حضرت وانا گچ بخش مخدوم
علی بھٹوڑی کی خانقاہ پر حاضری دیتے اور گفتگوں مراقبہ رہتے۔ پھر سلطان الدارین حضرت میاں میر
قادری کے روضہ پر جاتے اور حضرت ابوالمعالی قادریؒ کے دربار میں ہوتے ہوئے جانے قیام پر
واپس آجاتے یہ معمول طویل دورانِ قیام میں بھی جاری رہتا۔

آپ کا وصال ۲۲ دسمبر ۱۹۶۳ بروز جمعہ المبارک دیرہ غازی خان میں ہوا۔ اس وقت
آپ کی عمر تقریباً ۶۵ سال چند ماہ کی کسی مرید نے آپ کی تاریخِ وصال راہبر راہِ خدا علی احمدؒ سے
سُنی ہے۔ گو حضرت اقدس بھاری ظاہری آنکھوں سے مستور ہو گئے مگر ان کی روح مقدس آج بھی اسی
طرح فیضِ ربانِ عالم اور دیگر بے کس ہے جس طرح ظاہری آنکھوں سے جسم ظاہری کی زیارت کی جا سکتی
ہے باطنی آنکھوں سے روح مقدس کی زیارت اہل دل کو ہوتی رہتی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی
وصال کے بعد بھی کلمات کا صدور ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے خوارق و کرامات زبانِ زوہد خلائق ہیں شہر
کے عوام آپ سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ ہر محبت فکر کے لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے
ہیں۔ آپ کے مزار مقدس پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ نئے شاوی شدہ جوئے آپ کی درگاہ
پر حاضری دیتے ہیں اور اپنی ازدواجی زندگی کے لئے دعاؤں خیر کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۳-۲۴ دسمبر کو بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔

دراز ہیر و نہات سے لوگ جوق در جوق شریک ہو کر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں عرس کے ایام میں
مزار پر برقی قہقروں کا منظر دیدنی ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا نور کی چادر تھی جس میں ستاروں
کے ہار کی رونق سمٹ آئی ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ والوں کی بھی عجیب شائیں ہیں۔
ہرگز نمیسر دانکہ دلش زند شد بہ عشق
ثبوت است بر جہریدہ عالم و دام ما

حضرت مفسرِ اعظم ہند مولانا الحاج محمد ابراہیم خاں قادریؒ

عرف عام میں جیلانی میاں کہلاتے تھے۔ آپ بنیرہ سیدی علیغفرت فاضل بریلوی کے تھے
آپ کے برادر عزیز مولانا حمید رضا خاں عرف نعمانی میاں بھی علیغفرت بریلوی سے شرفِ خلافت رکھتے
تھے۔ یہ دونوں بنیرگان حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ محمد عرف حامد رضا خاں قدس سرہ کے فرزندگان
ہیں۔ آپ صاحبِ تصانیف و تدریس و تبلیغ تھے۔ کافی مدت تک دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف
میں شیخ الحدیث رہے۔ حلقہٴ ارادت بہت وسیع تھا۔ لاہور تشریف فرما ہوئے تھے۔
اس زمانہ کے فرقہٴ امتدادِ خدہ می تحریک سے لے کر پروینیت تک سب ماذوں پر نہایت پختگی
و عزم سے نیرو آزار رہے۔

تیس سال تک منبرِ ارشاد پر نائز رہے۔

۱۳ صفر ۱۳۸۵ مطابق ۱۹۶۵ء میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی قدس سرہ

ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات

آپ سراجِ اوصیائین، شمسِ العالَمین، امام الادب، افضل الفضلاء، صاحبِ مراتب بلند
اور مدارجِ ارجندہ تھے۔

آپ کا نام غلام مصطفیٰ، تخلص نوشاہی، لقب امجد حضرت تھا۔ آپ مقبول درگاہِ ابراہیم حضرت مولانا
سید حافظ محمد شاہ نوشاہی کے فرزندِ حق پسند اور مرید و خلیفہٴ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی پیدائش تاسیسویں جمادی الآخر ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۹ء میں مقام ساہن پال شریف ہوئی
مولانا ریخ "بیاض رسول" ہے۔

آپ نے تعلیم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ علم ادب کی فارسی درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر
مولانا محمد شیع احمد صفی نقشبندی مجددی دہلوی سے علم صوفیہ، نحو اور منطق پڑھے۔ چند اسباق مولانا
قاسمی محمد امین فاروقی جتھر مالوی سے پڑھے۔ فقہ، حدیث، تفسیر، تصوف میں آپ نے خاص ملکہ حاصل
کیا۔

آپ کی بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار سے تھی۔ ولایت داد و داد نادرہ اعظمیہ کی اجازت
و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت سید کھن شاہ نوشاہی لاہوریؒ نے وفات کے دن مثالی صورت
میں ظاہر ہو کر آپ کو کلاہ تبرک عنایت فرمایا۔ آپ کو خواب میں حضرت نوحؑ گنج بخشؒ نے بیعت کیا
اور ذکر کلمہ طیبہ بطریق نفی اثبات جبر تلقین فرمایا اور دوسری مرتبہ خواب میں اسلام علیک فرمایا۔

آپ کو خواب میں اور بیداری میں اکثر مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا
شرف حاصل ہوا۔ دیگر انبیائے کرام اور صحابہ عظام اور اولیائے ذوالحجرام کی اکثر زیارتیں آپ کو
ہوتی رہتی تھیں۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت اکثر فرماتے تھے۔ تیسرے روز ختم کیا کرتے اور انبیاء اولیاء
کے ارواح کو ایصال ثواب کر دیا کرتے۔ کلمہ طیبہ اور ورد شریف کئی ہزار مرتبہ آپ کا روزانہ ورد تھا
آپ کو عالم مشاہدہ میں محمد عبدالرحمن، فیاض الناس اور ابن لہد اللہ وغیرہ خطاب ملے تھے۔ ایک مرتبہ آپ
کو خواب میں ایک جنتی حور کا دیدار ہوا جس کا نام خشیہ الرحمن تھا۔

آپ گاہ بگاہ لاہور شریف لے جایا کرتے۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ لاہور مہرچی دروازہ میں رہتی
تھیں۔ ان کے اس مقام رکھنے، درگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ اور درگاہ شاہ محمد غوثؒ، درگاہ میا میر
قلندری، درگاہ شاہ ابوالعالی قادری، درگاہ سید میراں گیلانی قادری کی زیارتوں سے مشرف ہلوکتے۔
آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات النوشاہیہ کے پہلے طبقہ
میں سے لئے گئے ہیں جو آپ کے بیٹے سید شرافت نوشاہی کی تصنیف ہے۔

آپ کی تصانیف بہت ہیں جو مفید عام و خاص ہیں۔

۱۔ فیض محمد شاہی۔ دس جلدوں میں ہے۔ بے شمار علمی مضامین کا ذخیرہ ہے۔

۲۔ مکتوبات نوشاہی۔ سینکڑوں مکاتیب ہیں۔

۳۔ رقعات نوشاہی۔ سینکڑوں رقعات ہیں۔

۴۔ پنج گنج نوشاہی۔

۵۔ دیوان نوشاہی۔

۶۔ عریسات نوشاہی۔

۷۔ تفسیر نوشاہی۔

۸۔ رسالہ طاعون۔

۹۔ رسالہ رفع سبابہ۔

۱۰۔ رسالہ الخواص۔

۱۱۔ ترجمہ ہوتان سعدی۔

۱۲۔ ترجمہ گلستان سعدی۔

۱۳۔ ترجمہ محمود نامہ۔

۱۴۔ ترجمہ نام حق۔

۱۵۔ ترجمہ شیخ عطار۔

۱۶۔ ترجمہ کہ کیا۔ وغیرہ۔

آپ کے دو بیٹے ہوئے۔

۱۔ سید ابوالظفر شریف احمد شرافت نوشاہی مولد ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء۔ اس وقت

۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں زندہ موجود ہیں۔

۲۔ سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت مولد ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء متوفی ۸ صفر ۱۴۱۳ھ

مطابق ۱۹۶۱ء۔

آپ کے خواص مریدین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سائیں خدا بخش فقیر متوفی ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۹۰۳ء۔

۲۔ سائیں جمداد مہذب گاکھڑی متوفی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹۲۶ء۔

۳۔ میاں کرم الدین کشمیری مرحوم پنڈو دیوالہ۔

۴۔ میاں علی احمد غلیفہ نور پوری سلمہ اللہ۔

۱۔ علیہ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی کی وفات بعد ستر سال ۱۲۸۲ھ مطابق

۲۱ فروری ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ مزار شریف اپنی حویلی کے صحن میں بمقام ساہن پال شریف ضلع بکرات موجود ہے۔

حضرت ذاکر حسین شاہ قادری گیلانیؒ

۳۵ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؑ اور ۲۱ واسطوں سے حضرت غوث الاعظمؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ گیارہ اپریل ۱۳۸۲ھ میں اپنے نفعال بنالہ میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بنالہ میں پائی۔ ۱۳۹۵ھ میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور میڈیکل کالج لاہور اور ڈسٹری کالج لاہور میں داخلہ لینے کی کوشش کی مگر داخلہ نہ ملنے پر آپ نے محکمہ انہار میں ملازمت اختیار کر لی۔ اور یہی سلسلہ ملازمت آپ کو شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں اپنے خواہر زادہ محمد حسین شاہ گیلانی کے پاس لے آیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور تلاش مرشد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بے شمار جگہ گئے۔ اور بالآخر موضع چھا پانوالی میں شاہ محمد مقصود حسن قادری سے بیعت کر لی۔ مرشد کی خدمت میں آپ نے بارہ سال سے زائد عرصہ گزارا۔

آپ ظاہری و باطنی علوم پر کامل عبور رکھتے تھے۔ تصوف و سلوک کی منافی طے کرنے کے لئے آپ نے حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ، حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوریؒ، حضرت شاہ جلال تنخا خیریؒ، شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، حضرت سید علاؤ الدین علی احمد صابریؒ حضرت باوا فرید پاکپتنیؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بھٹیر کاکائیؒ، خواجہ معین الدین بھٹتیؒ کے مزارات پر ماضی دی۔ اور کب فیض کب۔

۹ اگست ۱۹۶۶ء میں آپ دو ماہ بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۷ سال تھی۔

مزار اقدس شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

حضرت سلطان حبیب قادریؒ

آپ حضرت سلطان العارفين سلطان باجوہ قادری کے آٹھویں گدی نشین اور سجادہ نشین تھے۔

کئی مرتبہ لاہور شریف لائے۔ نہایت بااخلاق اور بامروت انسان تھے۔ طریقت کے علاوہ شریعت کے بھی جامع تھے۔

۱۹۶۹ء میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان درگاہ حضرت سلطان باجوہ قادری میں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی قادریؒ

آپ ۱۳۸۵ء میں یوپی کے مشہور شہر بدایوں کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قادری جیسے اہل علم پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام حکیم محمد عبد القیوم قادری تھا۔ آپ کی والدہ سیدہ بہاء الدین دہلوی کی صاحبزادی تھی۔

آپ اہل سنت والجماعت کے ممتاز اکابر میں سے تھے۔ جنہوں نے تحریک خلافت تحریک پاکستان تحریک شدھی تحریک ختم نبوت۔ عالم اسلامی کے اتحاد اور مسئلہ کفر کو عالم اسلام سے روشناس کرانے میں نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ تحریک خلافت میں آپ نے مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت علی اور نواب محمد اسماعیل خاں کے ساتھ کام کیا۔ لیکن وہیں منفقہ اجلاس میں آپ کے علاوہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مولانا ولایت حسین الہ آبادی۔ اور علامہ فرنگی مصلحی شامل تھے۔ مفت کتاب ہڈانے آپ کی بہت سی تقاریر سنی ہیں۔ آپ کی آواز میں ترقم نفا اور تقریر مخصوص الفاظ میں جہوم جہوم کرتے تھے۔ اور سادے مجمع پر چھا جاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں تاملولت لیاقہ علی خاں کے رہا پر حیدر آباد دکن گئے۔ اور نواب میر عثمان علی خاں تاجدار دکن سے ملے اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کی۔ ۱۹۶۶ء میں آپ نے مکہ معظمہ پہنچ کر مسلمانان عالم کو تحریک پاکستان سے آگاہ کیا۔ تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے۔ ابوالحنات قادری لاہوری کی وفات کے بعد آپ جمعیت العلماء پاکستان کے صدر بنے تحریک آزادی کشمیر میں بھی آپ نے نمایاں کردار

ادا کیا۔ آپ نہایت پر جوش اور فعلہ بیان مقرر تھے۔ ہر تشریف لائے تھے۔

آپ سچے صوفی مشرب مسلمان تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ پاک سے گہرا تعلق تھا۔ ائمہ اطہار اور اولیائے کرام سے بے پناہ عقیدت تھی۔ انہوں نے پوری زندگی میں ۲۲ مرتبہ حج ادا کیا۔ اور روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی۔

آپ کی کئی ایک تصانیف موجود ہیں۔ جن میں

۱. اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم۔
۲. اسلام کا زراعتی نظام۔
۳. تصحیح العقائد۔
۴. عبادات اسلامی۔
۵. کتاب وصفت غیروں کی نظریں۔
۶. تاثرات روس۔
۷. دورہ آزاد کشمیر۔
۸. حُرمت سود۔
۹. عائلی قوانین۔

۱۰. الجواب المشکور فی مسئلۃ القبور بہت مشہور ہیں۔

وفات ۲۱ جولائی ۱۹۹۷ء میں کراچی میں پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ وفات نالچ کے حملہ سے ہوئی۔

حضرت سید مغفور قادریؒ

ولادت ۱۳۳۷ء مطابق ۱۹۱۷ء میں گڑھی اختیار خاں ضلع جیم بار خاں میں ہوئی۔ آپ کا خاندان حضرت لال شہباز قلندرؒ سے متعلق ہے۔ والد ماجد کا نام سید سرور محمد قادری ہے جو علاقہ بہاول پور اور سندھ کے مشہور بزرگ طریقت تھے۔ انہوں نے سات حج پایادہ کئے۔ سرکار اعظم کے حکم سے تین برس مدینہ منورہ میں رہے۔ جہاں آپ کو شیخ احمد ہندی کا لقب حاصل ہوا

حضرت مغفور قادری نے دربار ہجر چوٹدی شریف میں مولانا عبدالکیم ہزاروی سے الکتاب علم کیا۔ پھر قطب الوقت شیخ محمد عبداللہ ساکن ہجر چوٹدی شریف ضلع سکھر سندھ سے بیعت کی اور خلافت حضرت پیر عبدالرحمان ہجر چوٹدی شریف سے حاصل کی۔

سندھ اور بہاول پور کے بے شمار مقامات پر مساجد اور مدارس قائم کئے۔ آپ کی دینی اور مذہبی بے شمار خدمات ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں ۱۹۴۹ء میں آپ نے شرکت کی تھی۔ صحرا بیان خطیب ہونے کے علاوہ نہایت فاضل بزرگ تھے۔ آپ کئی مرتبہ لاہور تشریف لائے تھے۔

تصانیف: عباد الرحمن (تذکرہ مشائخ ہجر چوٹدی شریف) کے علاوہ کلام مغفور (غیر مطبوعہ) اور الرسول (غیر مطبوعہ) بھی ہیں۔

۱۳۹۰ء مطابق ۱۹۷۰ء میں وفات پائی حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے آپ کی یاد میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام "ذکر مغفور" ہے۔ وصال کے بعد سید محمد فاروق قادری سہاؤ نشین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں۔ بہاول پور بنے۔

حضرت حاجی حسین بخش قادری نوشاہیؒ

قصبہ بریار نو نروریلو سے شیش مہتہ سو جا (نامہ وال لائن) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گاؤں سے ہی حاصل کی۔ پھر حضرت مولانا محمد اعظم میروالی قادری نوشاہی سے اس سندھ میں بیت فرما کر ان کے خلیفہ مبارک بنے۔ ساری عمر تبلیغ و ارشاد میں بسر کی۔ ولادت ۱۳۳۷ء میں ہوئی۔

حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے نیز ممالک اسلامیہ کے اکثر شہروں کی زیارت بھی کی۔

اولاد میں مولانا محمد لطیف نثار مال مقیم لاہور اور حاجی محمد شریف ہیں۔

وفات ۱۳۹۷ء میں اپنے آبائی قصبہ میں پائی اور وہیں مسجد کے پاس مدفون ہوئے۔

حضرت پیر عبدالرحیم قادریؒ

آپ کی ولادت ۱۱۹۱ھ مطابق ۱۷۷۶ء میں بھرپور ضلع شریف سمنہ میں ہوئی۔ والد کا نام پیر عبدالرحمان تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی پندرہ سیدھا سے حفظ اور پندرہ ناندرہ پڑھے۔ پھر مولانا عبدالکیم سے تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے آٹھ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کا نام شیخ ثانی محمد علی آپ کے دادا نے رکھا تھا۔

مسجد منزل گاہ سکھر کے معاملے میں جس جرأت اور شہادت کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ لاہور کثرت سے تشریف لاتے تھے۔ اور وہاں حضرت داتا گنج بخش لاہور پر حاضری دیا کرتے تھے۔

۲۱ ستمبر ۱۱۹۹ھ میں آپ کو دشمنوں نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ یہ موقع کا دن تھا۔ آپ شام کے وقت ڈیر کی شہر میں کھڑے تھے کہ دشمن مسلح ہو کر آئے۔ اور آتے ہی گولیوں کی بارش کر دی اور بعد ازاں آپ کو شہید کر کے آپ کی لاش بھی ساتھ لے گئے۔ ۸۰ گھنٹوں کے بعد لاش ملی تو آپ کو آبائی قبرستان میں حضرت حافظ محمد صدیق قادری کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزار ہا افراد نے شرکت کی۔

مزید حالات کے لئے "عباد الرحمن" تذکرہ مشائخ بھرپور ضلع شریف مؤلف سید معفور القادری ملاحظہ کریں۔

حضرت حاجی حسین قادریؒ

آپ کی تاریخ ولادت کا پتہ نہیں چل سکا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ آپ بلخ سے سرزمین پاکستان میں تشریف لائے تھے۔ مگر "فرحت الانامین" مؤلفہ محمد اسلم بن محمد حفیظ انصاری پسروری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عراق عرب سے تشریف فرما ہوئے تھے۔ لاہور سے ہوتے ہوئے صدر لاہور کے ایک قدیم مردم خیز قصبہ کلا نور کے قرب و جوار (کوٹ میاں صاحب) میں اقامت گزین ہوئے اور رشد و ہدایت اور تلقین و ارشاد میں سرگرم عمل ہوئے پندرہ قیام کے بعد آپ پھر حرمین الشریفین کی زیارات و سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کا پہلا ایگہ آنا عبد اکبری میں تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ تمام ممالک اسلامیہ کی سیاحت کرتے ہوئے عبد الشہیدان میں پھر اسی جگہ آ گئے اور ایک تکبیر (خانقاہ) بنا کر رہائش پذیر ہوئے۔ ۱۸۰۰ء بعد آپ نے اپنے سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں زندگی بسر کر دی۔ مؤلف فرحت الانامین نے آپ کے سوانح بعنوان "حاجی محمد حسین چمرہ پوش میاں کے نام سے تحریر کئے آپ مظلوم کات و خوارق تھے شاہجہان بادشاہ کسی مرتبہ اس تکبیر میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ مگر چونکہ آپ بادشاہوں کی ملاقات سے اجتناب فرماتے تھے اس لئے آپ نے بادشاہ کی طرف کم التفات کی۔ گوشت قادری فقیر تھی۔ خاندان قاضیاں و مفتیان دین پور آپ کے اور آپ کے خلفاء کے بے حد معتقد اور ارادت مند تھے۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر اپنی شاہزادی کے زمانہ میں آپ کی خدمت اقدس میں اسی خانقاہ میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت حاجی حسین قادریؒ نے شاہجہان کے مقابلے میں اورنگ زیب عالمگیر کی طرف توجہ فرمائی۔

کسی زمانہ میں اس خانقاہ کے قریب اہل ایم پور اور بہرام پور دو موضع جات تھے جو امتداد زمانہ سے مٹ چکے تھے۔ خانقاہ عالیہ کے نہایت وسیع و عریض دو احاطے ہیں جن کی چادریاری سورہ فٹ بلندی سے کم نہیں ہے۔ کلا نور کو جاتے ہوئے دائیں ہاتھ کی چادریاری میں قبور اور آدم و جامن کے رخت ہیں اور بائیں ہاتھ کی چادریاری میں اراغی برائے کاشت۔ بارغ۔

مسجد مہمان خانہ گمنواں۔ چار دیواری احاطہ قبور پر انوار حضرت حاجی حسین ہیں۔ تمام سجادہ نشینان کی قبور پختہ اس جگہ ہیں۔ گاؤں میں ایک نہایت عظیم الشان مسجد اور سرائے کے علاوہ رہائشی مکانات بھی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ان پر غیر مسلموں کا قبضہ ہے۔

ساری عمر پاک توکل اور لشکر میں گزار دی۔ ان کے سلسلہ عالیہ میں یہ امر مسلمہ تھا کہ جس شخص کو اپنے بعد خلیفہ بنانا مقصود ہوتا تھا اس کو اپنی بیماری کے زمانہ میں نساہ چچکانہ کی امامت پر مقرر کر دیتے تھے۔ اور علوم دینی میں اس سے استفادہ کرتے تھے۔ نیز شادی نہیں کرتے تھے اور تہذیب کی زندگی بسر کرتے تھے۔

اس نواح میں حضرت قاضی شیخ محی الدین قادری المتوفی ۱۲۳۶ھ۔ شیخ الاولیاء ملا محمد قادری المتوفی ۱۲۹۵ھ۔ حضرت شاہ کمال قادری المتوفی ۱۳۳۹ھ اور حضرت خواجہ حسین قادری المتوفی ۱۳۹۶ھ کی بھی قبور ہیں۔ یہ بزرگان اس خانقاہ عالیہ کے انتہائی عقیدت مند تھے۔

وفات آپ کی ماہ شوال ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۳۶۳ھ میں کوٹ میاں صاحب نزد کلا نور میں ہوئی اور وہیں آپ کی خانقاہ پاک میں مرتدہ منورہ بنا۔ یہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔

آپ کے وصال کے بعد حاجی محمد عادل المتوفی ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۳۹۵ھ آپ کے خلیفہ و جانشین ہوئے۔ انہوں نے اپنے پیر و مرشد کے جاری کردہ لشکر کو قائم رکھا۔ نیز ایک نہایت شاندار حکیمہ (خانقاہ) بنوایا۔ مسافروں کے قیام کے لئے مہمان خانہ اور عبادت کے لئے مسجد بنوائی۔ توکل میں آپ اپنے پیر و مرشد سے بھی بڑھ کر زندگی بسر کرتے تھے۔

وفات ۱۳۹۵ھ میں بہمد اورنگ زیب عالمگیر ہوئی۔ اور حضرت حاجی حسین علیہ الرحمۃ کے پاس دفن ہوئے۔ شیخ الاولیاء ملا محمد قادری کے آپ کے ساتھ خصوصی تعلقات تھے۔ جن کی وفات ۱۳۹۵ھ میں ہوئی تھی۔

حاجی محمد عادل کی وفات کے بعد حاجی شاہ نور الدین اس گدی کے جانشین ہوئے ان کو خلافت حاجی محمد عادل سے عطا ہوئی تھی ۱۳۹۹ھ میں جب کہ آپ حضرت شاہ ملاز کے مقبرہ پر حاضری کے لئے جارہے تھے تو اس خانقاہ میں وارد ہوئے۔ اس زمانہ میں مسجد خانقاہ

بن رہی تھی اور جو مزدور اور غلام مسجد بنارہے تھے وہ بغیر وضو کے ایسٹے اور گارے کو ہاتھ نہ دگاتے تھے۔ آپ نے بغیر وضو کے ہی اس کام کو شروع کر دیا جس سے غلام ناراض ہوئے بالآخر آپ کے مرشد حضرت حاجی عادل کی نظر کرم سے آپ ان کے مریدین کے زمرے میں شامل ہو گئے اور بالآخر سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

آپ نے چند بار حجاز کا سفر بھی کیا۔ نیز ممالک اسلامیہ کی سیر کی۔

آپ صاحب عرفان اور جامع اخلاق تھے۔ ہمیشہ متوکل رہتے تھے۔ خرق عبادت کے مالک اور کلمات کے مظہر تھے۔ اس کی ایک ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ دوسیر آٹا چاکر سبزر با انسانوں کو کھانا تقسیم کر دیتے تھے مگر کمی نہ ہوتی تھی۔

وفات ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۳۹۹ھ میں بہمد فرخ سیر ہوئی۔ اور اپنے پیر و مرشد کے حجاز میں اس خانقاہ عالیہ میں دفن ہوئے۔

قیام پاکستان پر متوفی گدی ہذا تمام سجادہ نشینان کی فہرست اس طرح بتاتے تھے۔

۱۔ حضرت حاجی حسینؒ

۲۔ محمد اعظمؒ

۳۔ حاجی عبداللہؒ (ممکن ہے حاجی محمد عادلؒ جو)

۴۔ حاجی عظمت اللہؒ

۵۔ میاں نور دینؒ (حاجی شاہ نور الدین)

۶۔ میاں صاحب دلاورؒ (حاجی سعد اللہ)

۷۔ میاں پیر شاہؒ

۸۔ میاں شہاب الدینؒ

۹۔ میاں الہی بخشؒ

۱۰۔ میاں عبدالکریمؒ

حاجی شاہ نور الدین کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حاجی سعد اللہؒ ہوئے۔

مریدوں کو ارشاد و تبلیغ کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پابند شریعت میں عیدم اقبال تھے۔

مصنف فرحت الناظرین کئی دفعہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا تھا۔

صاحب خرق و عادات تھے سخاوت اثنیاء اور مرقت میں اپنی مثال آپ تھے۔

ان حضرات کی عظمت و ریاضت کی جگہیں قیام پاکستان تک محفوظ تھیں مثلاً جھنگی پیراں پیر ملہا اور تھہر کوٹ میاں صاحب۔

وفات ۱۳۵۷ مطابق بعد عالمگیر دوم میں ہوئی اور اپنے پیر و مرشد کے قریب خانقاہ میں مدفن ہوئے۔ اس خانقاہ پاک کا ایک متقدّم نمبر ۳۱ سال ۱۹۴۱ء بمسٹر جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیباجنگ کے پاس رکھا تھا۔ وقت جائیداد کی تفصیل اس طرح تھی۔

موضع کوٹ میاں صاحب	۱۲	۵۰۵۴	کناں
موضع خوش پورہ	۲	۲۲۰	
ارلی بہمن	۴	۵۰	

میران ۱۸ - ۵۳۲۴

چونکہ شہنشاہ شاہ جہان اور اورنگ زیب عالمگیر اس مکیہ میں ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں اس لئے میں ممکن ہے کہ یہ وقف اراضی شاہان مغلّیہ نے ہی عطا کی ہو۔

قبلہ عالم حضرت مخدوم سید علی شاہ گیلانیؒ

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے شریعت و طریقت کے جامع تھے بہت سے اکابر مشائخ نے آپ سے استفادہ فرمایا ہے۔ آپ سے فیض پالنے والوں میں مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی بہت مشہور ہیں۔ معارف و عقائد میں آپ کا کلام خاص شہرت رکھتا ہے۔ بہت سی کرامات بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہیں آپ کو شعر و شاعری سے بھی شوق تھا۔ سید تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں رسالہ حفظ الایمان، دیوان غزلیات موسوم بہ قد نبات اور رسالہ طب نبوی میں اور غیر مطبوعہ آپ اکثر و بیشتر لاہور آئے۔ حضرت وانا گنج بخش، شیخ طاہر زندگی اور حضرت میراں حسین گیلانی کے مزار پر حاضری دیتے۔

لاہور میں قیام کے دوران سیکڑوں افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کئے اور اہل لاہور آپ کے مواعظ و نصائح سے بے حد مستفید ہوئے۔

نام مختلف اء

- ۱۔ حضرت شیخ عبدالحق مفسر تفسیر حقانیؒ۔
- ۲۔ حافظ عبدالعزیز اخوندیؒ۔
- ۳۔ سید بہادر شاہ سیالکوٹیؒ۔
- ۴۔ میاں سید حسن واسطیؒ۔
- ۵۔ مولوی نور الدین بہاریؒ۔

نمونہ کلام

فصل گل آمد ولا دیوانہ می باید شدن
یکسر از خلق خدا بیگانہ می باید شدن
ساقیا نزدیک آمد موسم بہار بشکن
باز اکٹوں بر سر پیمانہ می باید شدن
استخوان ہائے وجود خویش را کن حرف عشق
گد تہا در زلف خواباں شانہ می باید شدن

سید ہرگز مکن برگشتہ واعظ خیال
ہے تامل مبالغہ میخانہ ہی باید شدن

دیگر

نہ کر باد صبا شدت سے زلف یار کے ٹکڑے
ہوئے جاتے ہیں اس غم سے دل انگار کے ٹکڑے
ہیں وہ دیوانہ صحرائے وحشت ہوں خدا جانے
کف پا سے بنا ڈالوں ہزاروں خار کے ٹکڑے

دیگر

طریق عشق میں سالک اگر ثابت قدم نہکے
خدا جانے کہ عزرائیل کا بھی اس سے دم نہکے